سلسلۂ خطبات محمود: ۱۰

يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ

حدیث میں آئے ہوئے خواتین کے واقعات

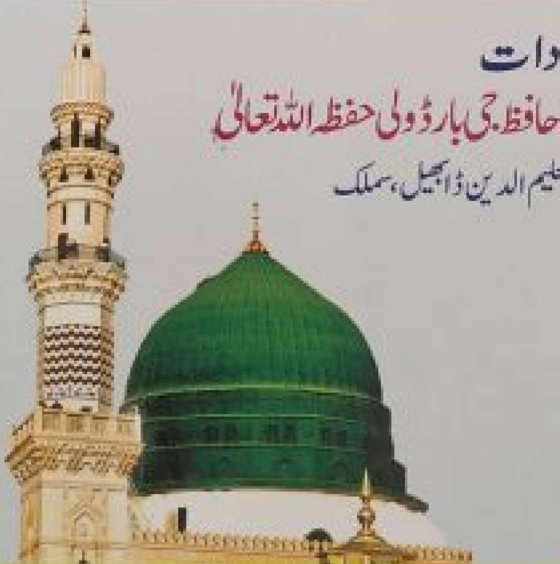
جلد اول

رمضان المبارک ۱۴۴۰ھ میں سرزمین "ملاوی" پر مستورات میں کیے گئے بیانات کا مجموعہ

افادات

مفتی محمود بن مولانا سلیمان حافظ جی بارڈولی حفظہ اللہ تعالیٰ

مدرس: جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل، سملک



ناشر

نورانی مکاتب

يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ

سلسلۂ خطباتِ محمود: ۱۰

حدیث میں آئے ہوئے خواتین کے واقعات (جلد اول)

رمضان المبارک ۱۴۴۰ھ میں سرزمینِ ''ملاوی'' پر مستورات میں کیے گئے بیانات کا مجموعہ

افادات

مفتی محمود بن مولانا سلیمان حافظ جی بارڈولی حفظہ اللہ تعالیٰ

مدرس: جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل، سملک

ناشر

نورانی مکاتب

تفصیلات

نام کتاب:.................حدیث میں آئے ہوئے خواتین کے واقعات (۱)

افادات:..................مفتی محمود صاحب بارڈولی دامت برکاتہم

صفحات:..................................۲۲۴

ناشر:.................................نورانی مکاتب

www.nooranimakatib.com

ملنے کے پتے

مولانا یوسف صاحب بھانا، محمودنگر، ڈابھیل۔9558174772

Email id: yusuf_bhana@hotmail.com

ادارۃ الصدیق ڈابھیل، گجرات۔99048,86188 \ 99133,19190

مدرسہ فاطمۃ الزہراء، بارڈولی، سورت، گجرات.9099405959

خواجہ بھائی، صلابت پورا، سورت.9979582212

اجمالی فہرست

تفصیلی فہرست

فرعون کی باندی مشّاطہ کا ایمان افروز واقعہ

ایک فاحشہ عورت کا ایک کتے کو پانی پلانے کی وجہ سے جنت میں جانے کا واقعہ

لکڑی کی ٹانگیں بنانے والی ایک عورت کا واقعہ

اللہ کے لیے محبت کرنے کا واقعہ

پیش لفظ

الحمد للّٰہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفی، أما بعد!

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فضل و کرم سے رمضان المبارک میں ملاوی کے للونگوے (Lilongwe) شہر میں اجتماعی اعمال کا سلسلہ شروع ہوا، ایک عشرے کے لیے حاضری ہوتی ہے، اس میں زومبو (zombo)، لمبی (Limbe)، مزوزو (Mzuzu) شہر میں بھی حاضری ہوتی ہے، ساتھ ہی زامبیا کے چپاٹا (Chipata) شہر جانا ہوتا ہے۔

تراویح کے بعد مسجد میں مردوں کے سامنے کچھ عرض کرنے کی سعادت حاصل ہوتی ہے، ظہر کے بعد درسِ قرآن کا سلسلہ رہتا ہے، فجر کے بعد پانچ سات منٹ کی مختصر مجلس ہوتی ہے جس میں سنن وآداب وغیرہ کا مذاکرہ ہوتا ہے، ان پروگراموں میں ایک اہم ترین پروگرام ''خواتین کی مجلس'' ہوتی ہے، جس میں پورے للونگوے شہر سے بحمد اللہ! خواتین جمع ہوتی ہیں، ان کے درمیان مستورات ہی کے متعلق بیانات کا سلسلہ رہتا ہے۔

قرآنِ مجید میں تقریباً ۲۸ خواتین کے واقعات ہیں، پچھلے دس سالوں میں مسلسل یہی مبارک سلسلہ بیانات میں جاری رہا، ۱۴۳۹ھ کے رمضان میں ملاوی حاضری نہیں ہوسکی، اِس سال ۱۴۴۰ھ میں جب رمضان میں حاضری ہوئی تو بفضل اللہ! ایک نئے سلسلہ ''حدیثِ پاک میں آئے ہوئے خواتین کے واقعات'' کا آغاز ہوا، اِسی مبارک سلسلے کا یہ پہلا حصہ ہے، اسی میں یہ عزائم بھی شامل ہیں کہ امہات المؤمنین اور بنات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واقعات بھی بیان کیے جائیں؛ چونکہ ان میں بھی خواتینِ اسلام کے لیے عبرت ونصیحت کا ایک بڑا ذخیرہ ہے۔

ملاوی کے بیانات کی پہلی جلد جب شائع ہوئی تھی اس وقت یہ بات عرض کی گئی تھی کہ اس کو کتابی شکل میں شائع کرنے کے خاص محرک حضرت مولانا محمد ابن حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی رحمۃ اللہ علیہما تھے، اس وقت دونوں (باپ بیٹے) دنیا میں نہیں ہے، اللہ تعالیٰ دونوں کوغریقِ رحمت فرماوے۔

اسی طرح حضرت مولانا سلیم ایسات کمکوتری صاحب کی حوصلہ افزائی اور ہر طرح کی فکریں، اسی طرح حاجی فاروق صاحب بھورااور ملاوی کے اہلِ خیر حضرات کا تعاون اس میں برابر شاملِ حال ہے، اوراس جلد کے لیے خاص طور پر شبیر بھائی جسپ اینڈ کھربا فیملی سے مالی تعاون حاصل ہوا، اللہ تعالیٰ ان کوبھی جزائے خیر عطا فرمائے۔

اس کتاب کی تیاری میں جن جن حضرات نے جس طرح حصہ لیا ہے میں ان تمام کا شکریہ ادا کرتا ہوں، خاص طور پر عزیزِ مکرم مفتی معاذ صاحب بمبوی -مدرس: جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل سملک -کاممنون ومشکور ہوں کہ انھوں نے نظرِ ثانی اور پروف ریڈنگ کا مرحلہ مکمل فرمایا-اللہ تعالیٰ ان تمام کودارین میں اپنی رضا سے مالا مال فرماوے اوران کواوران کی نسلوں کواللہ تعالیٰ دین کی مقبول خدمات کے لیے قبول فرماوے۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اس کتاب کواوراس سلسلے کو عافیت کے ساتھ پایۂ تکمیل تک پہنچائے، اپنی رضا کا ذریعہ بنائے اورامت کے لیے فائدہ کا ذریعہ بنائے، آمین۔

(مفتی) محمود (صاحب) بارڈولی

استاذِ تفسیر وحدیث: جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل

مؤرخہ: ۱۲؍ربیع الاول ۱۴۴۱ھ

پیش خدمت

استاذِ محترم حضرت مولانا مفتی عباس صاحب بسم اللہ ڈابھیلی دامت برکاتہم العالیہ

صدر مفتی ونائب شیخ الحدیث: جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل

وشیخ الحدیث: جامعۃ القراءات کفلیتہ

حسبِ عادت اپنے خطبات کی اِس دسویں جلد کا مکمل ثواب حضرت الاستاذ مولانا مفتی عباس صاحب بسم اللہ دامت برکاتہم کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

حضرت والا سے بندے کو حسبِ ذیل کتابیں پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی:

(۱) مؤطا امام مالک۔

(۲) ہدایہ اول۔

(۳) سراجی۔

(۴) مشکوۃ الآثار۔

(۵) نفحۃ العرب۔

(٦) افتاء کے سال میں کچھ فتاویٰ کی مشق۔

پھر جب مادرِ علمی جامعہ ڈابھیل میں بندے کی تدریس کا آغاز ہوا تو جمعیتِ علما ضلع بلساڑ قائم ہوئی، حضرت الاستاذ مفتی عباس صاحب اس کے پہلے ناظمِ عمومی منتخب ہوئے تو

بندے کو بھی آپ کی زیرِ سرپرستی معاونِ ناظم کی حیثیت سے ملّی ورفاہی خدمات کا موقع ملا، پھر ادارہ ''فلاح المسلمین'' قائم ہوا، جس کا بعد میں نام ''الفلاح چیریٹیبل ٹرسٹ'' ہوگیا، اس کے پلیٹ فارم سے بھی حضرت الاستاذ کی رہبری میں بہت ساری دینی، ملی ورفاہی خدمات کا موقع ملا، جس کا سلسلہ اب تک کچھ نہ کچھ جاری ہے۔

ملک وبیرونِ ملک میں دینی ودعوتی اسفار کی سعادت بھی حضرت الاستاذ کی معیت میں بندے کو حاصل ہوتی رہتی ہے۔

حضرت الاستاذ کی شفقتیں، دعائیں اور توجہات بندے کو برابر حاصل ہیں، اللہ تعالیٰ صحت وعافیت کے ساتھ حضرت الاستاذ کے سایہ کو تادیر قائم فرماوے، آمین۔

محمود بارڈولی

جامعہ اسلامیہ ڈابھیل

❁❁❁

ایک نیک میاں بیوی کا اللہ تعالیٰ پر بھروسا کرنے کا واقعہ

اقتباس

اسلام کا عمومی مزاج یہی ہے کہ جلد بازی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے اور بربادی اللہ تعالیٰ کی طرف سے؛ البتہ پانچ چیزوں میں جلدی کرنے کا حکم ہے:

قَالَ أَحَدُ الْحُكَمَا: اَلْعُجْلَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ إِلَّا فِيْ خَمْسَةٍ:

①إِطْعَامُ الطَّعَامِ إِذَا حَضَرَ الضَّيْفُ.②وَ تَجْهِيْزُ الْمَيِّتِ إِذَا مَاتَ.③وَ تَزْوِيْجُ الْبِكْرِ إِذَا أَدْرَكَتْ .④وَقَضَاءُ الدَّيْنِ إِذَا وَجَبَ. ⑤وَالتَّوْبَةُ مِنَ الذَّنْبِ إِذَا أَذْنَبَ. (حلية الاولياء)

یعنی جب مہمان آئے تو ان کے سامنے کھانا پیش کرنے میں جلدی کیا کرو۔ جب کوئی مرجائے تو اس کو دفن کرنے میں جلدی کرو۔ اگر گھر میں جوان لڑکی موجود ہو اور اس کے لیے مناسب رشتہ بھی موجود ہو تو اس کے نکاح میں جلدی کرو، دیر مت کرو۔ اگر کسی سے قرض لیا ہے اور قرض کی ادائیگی کا وقت آ گیا ہو اور پیسہ بھی پاس ہو تو قرض کی ادائیگی میں جلدی کرو۔ جب گناہ ہو جائے تو توبہ کرنے میں جلدی کرو۔

❁❁❁

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدَانَا لِلْإِسْلَامِ ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ ، وَ أَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَ شَفِيْعَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ ، صَلَوَاتُ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالىٰ عَلَيْهِ وَ عَلىٰ اٰلِهِ وَ أَصْحَابِهِ وَ ذُرِّيَاتِهِ وَ أَهْلِ بَيْتِهِ وَ أَهْلِ طَاعَتِهِ ، وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا ، أَمَّا بَعْدُ !

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: أَصَابَ رَجُلاً حَاجَةٌ فَخَرَجَ إِلىٰ الْبَرِيَّةِ ، فَقَالَتْ اِمْرَأَتُهُ: أَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا مَانَعْتَجِنُ وَمَا نَخْتَبِزُ ، فَجَاءَ الرَّجُلُ وَالْجَفْنَةُ مَلْآىٰ عَجِيْنًا وَ فِيْ التَّنُوْرِ الشِوَاء وَالرَّحىٰ تَطْحَنُ ، فَقَالَ مِنْ أَيْنَ هٰذَا ؟ قَالَتْ مِنْ رَزْقِ اللّٰهِ فَكَنَسَ مَا حَوْلَ الرَّحىٰ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لَوْتَرَكَهَا لَدَارَتْ أَوْ طَحَنَتْ إِلىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ .

(الطبراني في الأوسط)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ایک شخص حاجت مند تھا، وہ روزی کی تلاش میں جنگل کی طرف نکل گیا، اس کی بیوی نے دعا کی: اے اللہ! ہمیں کچھ ایسی چیز (آٹا) عطا فرما کہ ہم اس کو گوندھ کر روٹی بنا سکیں۔ وہ شخص واپس آیا تو دیکھا کہ آٹے کا برتن آٹے سے بھرا ہوا ہے اور تنور میں گوشت بھُن رہا ہے اور چکی آٹا پیس رہی ہے۔ اس نے پوچھا: یہ کہاں سے آیا؟ بیوی نے جواب دیا کہ: یہ اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا رزق ہے۔ مرد نے چکی کے اردگرد جھاڑو دے دی؛ یعنی چکی کہ آزو باز و جو آٹا تھا وہ جمع کرلیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: اگر وہ اسے اسی طرح چھوڑ دیتا تو وہ چکی قیامت تک

اسی طرح گھومتی رہتی یا فرمایا: اسی طرح اناج پیستی رہتی (اور آٹا کبھی ختم نہیں ہوتا)

دینی بہنو! یہ ایک حدیث آپ کے سامنے پڑھ کر سنائی ہے، جو امام طبرانیؒ، امام بیہقیؒ، امام بزّارؒ، امام احمد بن حنبلؒ، اور علامہ ہیثمیؒ نے ''مجمع الزوائد'' میں نقل کی ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ حدیثِ پاک میں آئے ہوئے اِس قصے اور اس سے حاصل ہونے والی نصیحتوں کو میرے اور آپ کے لیے دنیا اور آخرت میں اپنی رضا وخوشنودی حاصل کرنے کا ذریعہ بنا دیوے، آمین۔

نیا مضمون

اِس سال سے ہم ایک نیا مضمون ''حدیث میں آئے ہوئے عورتوں کے واقعات'' شروع کررہے ہیں؛ یعنی میرے اور آپ کے آقا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنی حدیثوں میں جن عورتوں کے قصوں کو بیان فرمایا ہے ہم اس کو شروع کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ اِس سلسلے کو بھی عافیت وسہولت اور اخلاص کے ساتھ صحیح طریقے سے پورا کروادے، اپنی رضا وخوشنودی کا ذریعہ بناوے اور اس کے فیض کو عالم میں تا قیامت عام فرمائے، اللہ اس کو کتابی شکل میں بھی امت کے لیے فائدہ مند بنا دیوے۔

رمضان شروع ہو رہا ہے؛ اس لیے دعا کے متعلق حدیث میں آیا ہوا ایک قصہ میں آپ کے سامنے ذکر کرتا ہوں۔

ماں باپ کے نیک ہونے کا اثر اولاد پر ضرور پڑتا ہے

دینی بہنو! جب میاں بیوی دونوں نیک ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی اولاد کو بھی نیک اور صالح بناتے ہیں، ہم جانتے ہیں کہ زمین میں جیسا بیج لگایا جاتا ہے ایسا ہی

اس سے اناج اگتا ہے، اگر بیج اچھا ہوتا ہے تو اس سے اگنے والا اناج بھی اچھا ہوتا ہے، بالکل اسی طریقے سے ماں باپ نیک ہوتو اللہ تعالیٰ ان کے گھر میں اولاد بھی نیک عطا فرماتے ہیں۔

اس حدیث میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جس عورت کا قصہ بیان فرمایا ہے وہ اوران کے شوہر بہت غریب تھے؛ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی ذات پر کامل یقین اور توکل عطا فرمایا تھا، وہ دونوں بہت نیک تھے۔

اللہ تعالیٰ پر بھروسا کرنے کا فائدہ

صحیح بات ہے جو اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں ارشاد فرمائی:

وَمَنۡ يَّتَوَكَّلۡ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسۡبُهٗ. (الطلاق:۳)

ترجمہ: اور جو آدمی اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے تو وہ (اللہ تعالیٰ) اس (کا کام بنانے) کے لیے کافی ہے۔

انسان اپنی ضرورت کے موقع پر یقین کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی ضروریات کو پورا فرماتے ہیں، دنیا میں کسی کے سامنے سوال کرنے کے بجائے اللہ تعالیٰ کے سامنے سوال کرو اللہ تعالیٰ ہماری ضرورت کو ان شاء اللہ! پورا فرمادیں گے۔

اللہ تعالیٰ اسباب کے محتاج نہیں

اللہ تعالیٰ جو ضرورت پوری فرماتے ہیں تو اس کے لیے کبھی تو ظاہری اسباب ہوتے ہیں اور کبھی بغیر ظاہری اسباب کے ضرورت پوری فرمادیتے ہیں، آپ نے حضرت

مریم رضی اللہ عنہا کا قصہ سنا تھا کہ ظاہری اسباب کے بغیر اللہ تعالیٰ نے ان کو بیٹا عطا فرمایا۔

کبھی کبھی اللہ تعالیٰ دعا کی برکت سے، یقین اور توکل کی برکت سے ہماری ضرورت پوری فرما دیتے ہیں۔

قصہ کی شروعات

اس حدیث میں جو قصہ آرہا ہے وہ بھی بڑا عجیب وغریب قصہ ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ: یہ دونوں میاں بیوی بہت پریشانی اور تکلیف میں ہیں، بھوک ستارہی ہے، پیاس لگی ہوئی ہے اور گھر میں کھانے پینے کے لیے کچھ نہیں ہے تو شوہر جنگل میں نکلا کہ جنگل میں جاکر کچھ لے آوے؛ تاکہ ضرورت پوری ہو سکے، مثلاً جنگل میں جاکر لکڑے کاٹ کر لائے اور بیچ کر اپنی ضرورت پوری کرے یا جنگل میں جاکر قدرتی اگے ہوئے پھل، سبزی وغیرہ لے آوے اور اپنی ضرورت پوری کرے۔

گھر سے باہر کے کاموں کی ذمے داری مرد کی

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ گھر میں ضرورت کی چیزیں لانے کی ذمے داری مرد کی ہوا کرتی ہے، عورتوں کی ذمے داری گھر کی ہے، اور بچوں کی خدمت ہے، باہر کی ذمے داری عورتوں کی نہیں ہے؛ اس لیے میری دینی بہنو! جتنا ہو سکے گھر سے باہر، کاروبار، دکان، نوکری، ملازمت سے اپنے آپ کو بچانا بہت ضروری ہے۔

عورت کی ایک خوبی: برے حالات میں اپنے شوہر کا ساتھ دے

بہر حال! شوہر جنگل کی طرف نکل گیا؛ لیکن بیوی بھی بڑی وفادار تھی۔

دیکھو! عورت ایسی ہونی چاہیے جو غمی اور خوشی میں اپنے شوہر کا ساتھ دینے والی اور مدد کرنے والی ہو۔

یہ نیک عورت ہاتھ باندھ کر آرام سے بیٹھ نہیں گئی کہ شوہر گیا ہے، وہ کچھ لے کر آئے گا تب پکائیں گے اور کھائیں گے؛ بلکہ اس نے ایک عجیب کام کیا اور یہی کام میں آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں۔

اس نیک خاتون کی دعا

اس عورت نے اللہ کی بارگاہ میں دعا مانگی:

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا مَا نَعْتَجِنُ وَمَا نَخْتَبِزُ .

اے ہمارے اللہ! ہم کو آپ ایسی روزی عطا کیجیے کہ ہم اس میں سے آٹا گوندھ کر کے روٹی بناوے۔

مجبوری اور پریشانی میں انسان کی دعا اللہ ضرور قبول فرماتے ہیں

دینی بہنو! جب آدمی مجبور ہو، پریشانی کی حالت ہو اور رو رو کر، گڑگڑا کر اللہ کی بارگاہ میں دعا مانگے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا ضرور قبول کرتے ہیں:

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ .(النمل:۶۲)

ترجمہ: بھلا وہ کون ہے کہ جب کوئی بے کس ان کو پکارتا ہے تو وہ اس کی دعا قبول کر لیتے ہیں اور تکلیف کو دور کرتے ہیں۔

فائدہ: مضطر: وہ مجبور شخص ہے جو دنیا کے تمام سہاروں سے مایوس ہو جائے، ایسا شخص جب خالص اللہ کو پکارے تو اس کی مدد ضروری ہوتی ہے۔(از تیسیر القرآن)

یعنی اللہ تعالیٰ ہی مجبوری میں پھنسے ہوئے انسان کی دعا کو قبول فرماتے ہیں، تکلیف، پریشانی، الجھن اور ٹینشن دور کرتے ہیں۔

دعا کی برکت سے تین نعمتیں

بہر حال! اس عورت نے جب اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا کو قبول فرمالیا اور گھر میں جو آٹا گوندھنے کا برتن تھا قدرتی طور پر وہ پورا برتن آٹے سے اللہ تعالیٰ نے بھر دیا۔

دوسری طرف قدرتی طور پر تنور میں گوشت آ گیا اور وہ گوشت بھونا جانے لگا۔

تنور ایک گڑھا ہوتا ہے جس میں روٹی بنتی ہے، گوشت بھُنا جاتا ہے، پرانے زمانے میں روٹی اور گوشت بھونا ہوا کھاتے تھے۔

تیسری عجیب نعمت یہ حاصل ہوئی کہ: ان کے گھر میں جو چکی تھی قدرتی طور پر اس میں اناج آ گیا اور قدرتی طور پر وہ چکی چلنے لگی؛ یعنی بغیر مشین اور بغیر لائٹ کے وہ ہاتھ سے چلنے والی چکی گول گول خود بہ خود چلنے لگی اور اس میں سے آٹا نکلنے لگا۔

جس میں آٹا پیستے ہیں اس کو اردو میں ''چکّی'' کہتے ہیں اور گجراتی میں گھنٹی (flour mill)، پہلے زمانے میں گھروں میں چکی ہوتی تھی، جسے ہاتھ سے چلا کر آٹا پیسنا پڑتا تھا، ابھی بھی بعض جگہوں پر غریبوں کے گھروں میں ہوتی ہے۔

دینی بہنو! یہ قصہ خود حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنایا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس کو نقل فرما رہے ہیں، میری دینی بہنو! دعا کی طاقت سمجھو، ایک پریشان عورت نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی، اللہ تعالیٰ نے اس کو تین نعمتیں عطا فرما دی:

① روٹی کے لیے تیار آٹا آ گیا۔

② تنور میں گوشت آ گیا اور وہ پکنے لگا۔

③ ہاتھ سے چلنے والی چکی میں قدرتی طور پر اناج آ گیا، اور وہ قدرتی طور پر بغیر لائٹ کے چلنے لگی۔

شوہر کا تعجب

اتنے میں ان کے شوہر جنگل سے آ گئے، عجیب سرپرائز (surprise) کہ گھر میں تو کچھ بھی نہیں تھا، یہ کیا ہو گیا کہ روٹی کے لیے آٹا تیار، گوشت تیار اور چکی خود بخود چل رہی ہے! شوہر حیران رہ گئے کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟

شوہر نے اپنی بیوی سے پوچھا: من این ھذا؟

یہ آٹا کہاں سے آیا؟ گوشت کہاں سے آیا؟

یہ چکی کیسے چل رہی ہے؟ یہ سب کیسے ہو گیا؟

سبحان اللہ! اس عورت کا ایمان اور یقین کتنا مضبوط تھا! اس عورت نے جواب دیا: من رزق اللّٰہ۔

یہ سب اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی روزی ہے جس کو میرے اللہ نے اپنے خزانۂ غیب سے عطا فرمایا ہے اور صحیح بات ہے جو اللہ نے قرآن میں فرمائی:

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ؕ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ. (الطلاق:۳)

ترجمہ: اور جو کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے تو وہ (اللہ تعالیٰ) اس کے لیے

(مشکلوں سے نکلنے کا) کوئی راستہ بنا ہی دیتے ہیں ﴿۲﴾ اور اس کو ایسی جگہ سے روزی پہنچاتے ہیں جہاں سے اس کو خیال بھی نہیں ہوتا اور جو آدمی اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے تو وہ (اللہ تعالیٰ) اس (کا کام بنانے) کے لیے کافی ہے۔

جلد بازی کا نقصان

شوہر چکی کے قریب گیا اور اس کے چاروں طرف سے آٹا جمع کرنا شروع کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث میں عجیب بات ارشاد فرمائی، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ: شوہر نے تھوڑی جلد بازی کر دی، اگر شوہر اس چکی کے پاس نہ جاتا اور آٹا جمع نہ کرتا تو اللہ تعالیٰ اس چکی کو قیامت تک اسی طرح اپنی قدرت سے چلاتے رہتے۔

یعنی قیامت تک آنے والے انسانوں کو قدرتی طور پر اللہ تعالیٰ کے غیب کے خزانے کا آٹا کھانا نصیب ہوتا۔

یہ جلد بازی بہت سی مرتبہ انسان کو نقصان میں ڈال دیتی ہے؛ اس لیے کبھی کسی کام میں بلا وجہ جلد بازی نہیں کرنی چاہیے، ہاں! نیکی کے کام میں جلدی کرنی چاہیے۔

پانچ چیزوں میں جلدی کرنی چاہیے

اسلام کا عمومی مزاج یہی ہے کہ جلد بازی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے اور بر بادی اللہ تعالیٰ کی طرف سے؛ البتہ پانچ چیزوں میں جلدی کرنے کا حکم ہے:

قَالَ أَحَدُ الْحُكَمَا: اَلْعُجْلَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ إِلَّا فِيْ خَمْسَةٍ:

①إِطْعَامُ الطَّعَامِ إِذَا حَضَرَ الضَّيْفُ.

یعنی جب مہمان آئے تو ان کے سامنے کھانا پیش کرنے میں جلدی کیا کرو۔

②وَ تَجْهِيْزُ الْمَيِّتِ إِذَا مَاتَ.

یعنی جب کوئی مرجائے تو اس کو دفن کرنے میں جلدی کرو۔

③وَ تَزْوِيْجُ الْبِكْرِ إِذَا أَدْرَكَتْ .

یعنی اگر گھر میں جوان لڑکی موجود ہو اور اس کے لیے مناسب رشتہ بھی موجود ہو تو اس کے نکاح میں جلدی کرو، دیر مت کرو۔

④وَقَضَاءُ الدَّيْنِ إِذَا وَجَبَ.

یعنی اگر کسی سے قرض لیا ہے اور قرض کی ادائیگی کا وقت آگیا ہو اور پیسہ بھی پاس ہو تو قرض کی ادائیگی میں جلدی کرو۔

⑤وَالتَّوْبَةُ مِنَ الذَّنْبِ إِذَا أَذْنَبَ.

یعنی جب گناہ ہوجائے تو توبہ کرنے میں جلدی کرو۔(حلية الاولياء)

تین چیزوں میں دیر نہیں کرنی چاہیے

ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا:

يَاعَلِيُّ ! ثَلَاثٌ لَاتُؤَخِّرْهَا : اَلصَّلٰوةُ إِذَا أَتَتْ ، وَ الْجَنَازَةُ إِذَا حَضَرَتْ ، وَ الْاَيِّمُ إِذَا وُجِدَتْ لَهَا كُفُؤًا.(السنن الکبریٰ للبیہقی)

ترجمہ: اے علی! تین کاموں تاخیر نہ کرو:

①نماز جب اس کا وقت آجائے۔

②جنازہ جب کہ وہ تیار ہوجائے۔

③ عورت کا نکاح جب کہ اس کے مناسب رشتہ مل جائے۔

بہر حال! ہر کام میں جلد بازی اچھی نہیں ہوا کرتی، بہت سی مرتبہ بلا وجہ جلدی کرنے سے آدمی بہت ساری بھلائیوں سے محروم ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت پر یقین رکھنا چاہیے

دینی بہنو! دعا کی طاقت کو سمجھو! اللہ تعالیٰ ہر چیز کی قدرت رکھتے ہیں، وہ اسباب کے محتاج نہیں ہے۔ اللہ کی قدرت کو سوچو! ایک عورت کے پیٹ میں جب بچہ ہوتا ہے تو اس بچے کو اللہ ہی کھلاتے ہیں، ماں کے پیٹ کا خون وہ اس بچے کے لیے کھانا بنتا ہے، کتنی بڑی اللہ تعالیٰ کی قدرت!

ایک بیج زمین میں ڈالا جاتا ہے تو اس میں سے ہرا ہرا درخت اللہ تعالیٰ کیسے نکالتے ہیں!

تمام مخلوق کو اللہ تعالیٰ خزانۂ غیب سے روزی عطا فرماتے ہیں؛ اس لیے ہم سب کو اللہ تعالیٰ کی قدرت پر یقین رکھنا چاہیے، دعا کی طاقت کو سمجھنا چاہیے۔

جب بھی کوئی ضرورت ہو تو دعا کی عادت بنالینی چاہیے

دینی بہنو! جب بھی کوئی تکلیف آوے تو اللہ تعالیٰ سے مانگنے والیاں بنو، رمضان کے مبارک مہینے میں افطار کے وقت کی دعا، تہجد کے وقت کی دعا۔

اور رمضان کے علاوہ دنوں میں بھی اگر کوئی بھی ضرورت پیش آئے تو دو رکعت صلاۃ الحاجۃ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے مانگو، اللہ تعالیٰ ہماری بڑی سے بڑی ضرورت کو اپنے خزانۂ غیب سے پورا فرمادیں گے۔

کرامت کا ظاہر ہونا حق ہے

اللہ کے ولی اور نیک بندوں کے ہاتھ پر کرامت (miracle) ظاہر ہوتی ہے، کرامت جس طرح مرد کے ہاتھ پر ظاہر ہوتی ہے اسی طرح عورت کے ہاتھ پر بھی اللہ تعالیٰ ظاہر کرتے ہیں، وہ عورت بھی بڑی نیک تھیں، اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا پر ایک کرامت ظاہر فرما دی، اور کرامت بالکل حق بات ہے، اس پر ہمارا ایمان ہے۔

جو چیز غیب سے ظاہر ہو اس کی حقیت کے چکر میں نہیں پڑنا چاہیے

لیکن اس میں ایک بہت اہم بات سوچنے کی یہ بھی ہوتی ہے کہ جو ایسی چیز غیب سے ملتی ہے تو اس کی حقیقت معلوم کرنے کی چکر میں زیادہ نہیں پڑنا چاہیے۔

آج کل لوگوں کا مزاج بن گیا ہے کہ کوئی ایسی غیبی چیز ہوتی ہے تو لوگ اس کے پیچھے پڑتے ہیں: کہاں سے ہوا؟ کیسے آیا؟ کس طریقے سے ہوا؟

حضرت مریم رضی اللہ عنہا والا جواب یاد رکھنا چاہیے

حضرت مریم رضی اللہ عنہا والا جواب یاد رکھنا چاہیے، حضرت مریم رضی اللہ عنہا کو ان کے خالو حضرت زکریا علیہ السلام نے پوچھا تھا: ﴿قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا﴾

ترجمہ: زکریا (علیہ السلام) نے پوچھا: اے مریم! یہ چیزیں تیرے پاس کہاں سے آئیں؟

تو حضرت مریم رضی اللہ عنہا نے جواب دیا:

قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝۳۷

ترجمہ: تو اس (مریم) نے جواب دیا کہ: وہ (کھانے کی چیزیں) اللہ تعالیٰ کے یہاں سے (آئی) ہیں، یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں بے حساب رزق دیتے ہیں ﴿۳۷﴾ (آل عمران)

اللہ تعالیٰ کی غیبی مدد کا حدیث میں آیا ہوا ایک اور واقعہ

دوسری ایک حدیث میں بھی ایسا ہی ایک عجیب وغریب قصہ ملتا ہے۔

غزوۂ احزاب (خندق) کا مختصر پس منظر

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہاں یہود سے آپس میں صلح کا معاہدہ فرمایا تھا جس کو حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پورا کرتے تھے؛ لیکن چوں کہ یہودی مدینۂ طیبہ کے بڑے لوگ مانے جاتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تشریف لانے کے بعد دن بہ دن اسلام کی ترقی اور شان وشوکت دیکھ کر ان کو سخت غصہ آتا تھا اور اسی لیے وہ ہمیشہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ستانے کی فکر میں رہتے تھے۔

بدر کی لڑائی میں مسلمانوں کو جب حیران کرنے والی جیت حاصل ہوئی تو ان کا غصہ اور بڑھ گیا، اور انھوں نے کھلم کھلا وعدے کو توڑنا شروع کیا، دوسری طرف مکہ کے کافر مدینہ کے یہودیوں اور منافقوں کو خط لکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت پر اکساتے تھے اور دھمکی بھی دیتے تھے کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو مدینہ سے نہیں نکالو گے تو ہم تمھارے سے ساتھ لڑائی کریں گے۔

اب مکہ کے کافر، مدینہ کے یہود اور منافقین سب ایک ساتھ اسلام کے خلاف

کھڑے ہو گئے، اور مکہ سے مدینہ تک تمام قبیلوں میں مسلمانوں کے خلاف ایک آگ لگ گئی اور ذی قعدہ ۵ ھ میں سب نے مل کر اپنی پوری طاقت کے ساتھ مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کا پلان بنایا اور تقریباً دس ہزار آدمیوں کا لشکر لیکر مسلمانوں کو مٹانے کے لیے مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب یہ خبر پہنچی تو صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا، مشورہ میں جس طرف سے دشمن کے مدینے کے اندر گھسنے کا اندازہ تھا اس طرف خندق کھودنا طے پایا؛ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین ہزار صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ خود بھی خندق کھودنے کے کام میں لگ گئے اور چھ دن کی مسلسل محنت کے بعد ساڑھے تین میل (تقریباً چھ کلومیٹر) لمبی اور سات گز گہری اور نو (۹) گز چوڑی خندق کھودی گئی۔

ادھر کفار کا لشکر آ گیا اور مدینہ کو گھیر لیا، تقریباً پندرہ دن تک مسلمان مدینہ میں قید رہے، یہ دن مسلمانوں کے لیے بڑے سخت تھے، خندق کھودنے میں بڑی تکلیف اٹھانی پڑی تھی، کافروں نے گھیر لیا تھا، باہر سے بھی کھانا پینا نہیں آتا تھا، مدینہ کے اندر یہودی اور منافقین بھی کافروں کے ساتھ ملے ہوئے تھے، ایک دن تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چار نمازیں بھی قضا ہو گئیں، ایسے سخت حالات تھے، خود قرآن میں اللہ تعالیٰ نے اس کا عجیب وغریب منظر پیش کیا ہے:

اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ۝۱۰ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ۝۱۱

ترجمہ: جب کہ وہ (سب لشکر) تمھارے اوپر کی طرف سے اور تمھارے نیچے کی طرف سے چڑھ کر آئے اور جب آنکھیں (دہشت کی وجہ سے) کھلی کی کھلی رہ گئیں اور کلیجے منہ کو آنے لگے اور تم اللہ تعالیٰ کے بارے میں طرح طرح کی باتیں سوچنے لگے ﴿۱۰﴾ اس وقت ایمان والوں کی (بڑی) آزمائش ہوئی اور وہ زور سے (پورے پورے) ہلا دیے گئے ﴿۱۱﴾

ایسے سخت حالات میں ایک دن صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اپنے پیٹ کھول کر دکھلائے، سب نے پیٹ پر ایک ایک پتھر باندھا ہوا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا پیٹ مبارک کھول کر دکھایا، اس پر دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔

ایک صحابی حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے جب یہ حالت دیکھی تو چپکے سے اپنے گھر گئے، اور اپنی بیوی سے کہا: اللہ کے نبی بھوکے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھوک مجھ سے نہیں دیکھی جاتی، گھر میں کھانے کو کچھ ہے؟

صحابہ رضی اللہ عنہم کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عجیب وغریب محبت

دیکھو! صحابہ رضی اللہ عنہم کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیسا پیار تھا کہ میں بھوکا رہوں کوئی بات نہیں؛ لیکن نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھوکے ہیں یہ مجھ سے نہیں دیکھا جاتا۔

حضراتِ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو محبت تھی ایسی محبت آج تک نہ کسی نے کی ہے اور نہ آئندہ کوئی کر سکے گا، جس طرح نبوت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم ہوگئی اسی طرح اور بھی کچھ خوبیاں اور کمالات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم ہو گئے، کامل اور بے مثال محبوبیت بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم ہوگئی اور اس چیز کا اقرار خود مکہ کے کافر دشمن بھی

کیا کرتے تھے؛ چنانچہ حدیبیہ کے موقع پر ایک سردار عروہ بن مسعود ثقفی نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان میں مکہ کے سرداروں کے سامنے کہا تھا:

لوگو! میں نے قیصر کی شان بھی دیکھی ہے، کسریٰ کی طاقت وقوت بھی میری نظروں کے سامنے ہے، نجاشی کا دربار بھی دیکھ چکا ہوں؛ لیکن سچ کہتا ہوں کہ: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کچھ اور ہی شان رکھتے ہیں، نہ ان جیسے آداب واخلاق دیکھے، نہ ان کے جیسی محبت دیکھی، فرماں برداری ایسی کہ صرف اشارے پر کام پورا ہوجاتا ہے، محبت ایسی کہ ہر کوئی جان دینے کے لیے بھی تیار، تعظیم ایسی کہ نگاہیں جھکی ہوئی اور آواز نیچی، عقیدت بھی ایسی کہ وضو کا پانی بھی لوٹ کر اپنے بدن اور چہرہ پر مل لیتے ہیں، تھوک مبارک تک زمین پر نہیں گرتا، یہ کیفیت کسی دنیوی بادشاہ کے دربار میں نہیں دیکھی۔ گویا عروہ نے اس اشارہ سے یہ پیغام دے دیا کہ: یہ شان بادشاہ کی نہیں، انبیاء کی ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا کھانا تیار کرانا

بہر حال! حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی سے کہا: اللہ کے نبی بھوکے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھوک مجھ سے نہیں دیکھی جاتی، گھر میں کھانے کا کچھ ہے؟

بیوی نے کہا کہ: ایک صاع جو (barley) ہے۔

ایک صاع: تقریباً ساڑھے تین کلو میں تھوڑا کم ہوتا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: بہت اچھا! اس کو پیسو، آٹا بناؤ اور روٹی تیار کرو، اہلیہ نے آٹا پیسنے اور روٹی پکانے کا کام شروع کر دیا اور گھر میں چھوٹا سا بکری کا ایک بچہ تھا، حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اس کو ذبح کر کے گوشت تیار کیا اور پکانے کے لیے رکھا، پھر

حضرت نبیٔ کریم ﷺ کو دعوت دینے کے لیے گئے۔

معلوم ہوا کہ اس طرح کا کوئی موقع ہو تو صرف بہنوں کو سارے کام کی ذمے داری حوالے نہ کریں، خود مرد بھی کام میں حصہ لیں، جیسے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حصہ لیا۔

عورتوں کی فکر

دیکھو! ہماری دینی بہنوں کو کتنی فکر ہوتی ہے! وہ اپنے شوہر سے کہتی ہے کہ: حضور ﷺ کے ساتھ تو صحابہ کا بہت بڑا مجمع ہے، اور ہمارے گھر کھانا بہت تھوڑا ہے؛ اس لیے چپکے سے صرف حضور ﷺ کو بلا کر لے آنا، سب صحابہ آ گئے تو میری بدنامی ہو جائے گی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ پہنچے اور حضرت نبیٔ کریم ﷺ کو چپکے سے دعوت دی اور جتنا کھانا تھا وہ بھی بتلا دیا۔

آپ ﷺ کو صحابہ رضی اللہ عنہم کی بڑی فکر تھی

حضرت نبیٔ کریم ﷺ کو اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کی بہت فکر تھی، صحابہ رضی اللہ عنہم کی تکلیف حضور ﷺ اپنی تکلیف سمجھتے تھے، قرآن میں ہے:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾ (التوبة)

ترجمہ: پکی بات یہ ہے کہ تمھارے پاس ایک رسول تمھیں میں سے تشریف لائے ہیں، تمھاری تکلیف ان کو بہت بھاری لگتی ہے، تمھاری بھلائی وہ بہت چاہتے ہیں ایمان

والوں کے ساتھ بہت زیادہ شفقت کرنے والے، بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

آج جابر کے گھر دعوت ہے

جیسے ہی حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بتلایا، حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کی بھوک یاد آئی کہ میرے صحابہ تو بھوکے ہیں اور وہ بھوکے کام کررہے ہیں، تقریباً ایک ہزار سے زیادہ صحابہ رضی اللہ عنہم تھے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پورے لشکر میں اعلان کردیا: چلو! آج جابر کے گھر پر ہماری دعوت ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو آگے بھیجا کہ: تم تیاری کرو؛ لیکن ساتھ میں یہ بھی فرمایا کہ: میرے آنے تک برتن مت کھولنا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی بیوی کا عجیب توکل

حضرت جابر رضی اللہ عنہ تو حیران رہ گئے کہ گھر میں کھانا تھوڑا ہے اور کھانے والا پورا لشکر، اب میں کیا کروں؟ جاکر بیوی کو بتلایا، بیوی بھی بہت حیران ہوئی؛ لیکن اس عورت کا یقین کیسا تھا! وہ سننے کی بات ہے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی بیوی کہنے لگی کہ: آپ نے حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتلایا تھا کہ ہمارے گھر میں صرف اتنا کھانا ہے؟

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں! میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کردیا تھا۔

کہنے لگی کہ: جب آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتلادیا تھا تو اب ہمیں کوئی فکر نہیں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مالک ہیں، وہ جس طرح چاہیں کریں، اللہ تعالیٰ ایسا یقین ہمیں عطا فرمائے، آمین۔

تھوڑا کھانا پورے لشکر کے لیے کافی ہو گیا

حضرت نبیٔ کریم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: جس برتن میں آٹا ہے اس کو ڈھانک دو اور اندر سے ذرا کھول کر آٹا نکالتے رہو اور روٹی بنانا شروع کرو۔

ایسے وقت پر آس پاس والے بھی مدد کرنے آجاتے ہیں، یہ ایک بہت اچھا ماحول ہے، مدد کرنی بھی چاہیے، اپنے پڑوسی کے یہاں مہمان زیادہ آگئے، جماعت آگئی، تو ایسے موقع پر مدد کرنی چاہیے، ثواب میں حصہ لینا چاہیے۔

اور جس برتن میں گوشت رکھا تھا اس میں سے حضرت نبیٔ کریم ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھ سے گوشت نکالنا شروع کیا۔

میری دینی بہنو! عجیب برکت ظاہر ہوئی، پورا لشکر گوشت اور روٹی کھاتا ہے، جس میں سینکڑوں انسان ہیں اور کتنے دن کے بھوکے ہیں، سب نے کھایا، خوب کھایا، پیٹ بھر کے کھایا اور گھر کے لوگوں نے بھی کھایا۔

اور اللہ کی قدرت دیکھو! جب اخیر میں وہ برتن کھولا گیا تو جتنا تھا اتنا ہی نکلا، اس میں ذرہ برابر بھی کم نہیں ہوا، اور گوندھے ہوئے آٹے میں بھی کوئی کمی نہیں ہوئی، اڑوس پڑوس میں، محلے والوں میں اس کو تقسیم کروا دیا۔

میری دینی بہنو! حقیقت یہ ہے کہ جو بھی اللہ پر یقین رکھے، اللہ پر توکل رکھے، اللہ سے مانگے تو اللہ تعالیٰ ان کی ضروریات کو پورا فرما دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی ذات پر کامل توکل عطا فرمائے، آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

فرعون کی باندی مشّاطہ

کا

ایمان افروز واقعہ

اقتباس

ہر اچھے کام کو بسم اللہ سے شروع کرنا یہ آپ ﷺ کی سنت ہے کہ آپ ﷺ ہر اہم کام کے شروع میں بسم اللہ ضرور پڑھتے تھے؛ اس لیے ہر مسلمان کو اس سنت کی پابندی کرنی چاہیے، بسم اللہ سے کام شروع کرنے کی عادت بنانی چاہیے۔

اسی طرح عورتیں جب کھانا پکانا شروع کریں تو بسم اللہ پڑھیں۔

کھانے میں کوئی چیز ڈالیں تو بسم اللہ پڑھ کر ڈالیں۔

کھانا نکالیں تو بسم اللہ پڑھ کر نکالیں۔

بچے کو کپڑے پہنائیں تو بسم اللہ پڑھ کر پہنائیں اور بچے کو بسم اللہ سکھائیں۔

اس طرح اپنے روزانہ کے کاموں کو بسم اللہ سے شروع کرنے کا معمول بنالینا چاہیے، یہ ایک ایسا عمل ہے کہ اس میں محنت بہت کم ہے اور اس کے فائدے بہت زیادہ ہیں، ان شاء اللہ! اس عمل کی وجہ سے ہم اس کی برکتیں اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدَانَا لِلْإِسْلامِ ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ ، وَ أَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَ شَفِيْعَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ ، صَلَوَاتُ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالىٰ عَلَيْهِ وَ عَلىٰ اٰلِهِ وَ أَصْحَابِهِ وَ ذُرِّيَاتِهِ وَ أَهْلِ بَيْتِهِ وَ أَهْلِ طَاعَتِهِ ، وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا ، أَمَّا بَعْدُ !

عن عبدِ الله بنِ عباسٍ رضي الله عنهما ، قَالَ:قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم:لَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الَّتِيْ أُسْرِيَ بِيْ فِيْهَا أَتَتْ عَلَيَّ رَائِحَةٌ طَيِّبَةٌ ، فَقُلْتُ: يَاجِبْرِيْلُ!مَا هٰذِهِ الرَّائِحَةُ الطَّيِّبَةُ ؟

فَقَالَ:هٰذِهِ رَائِحَةُ مَاشِطَةِ ابْنَةِ فِرْعَوْنَ وَ أَوْلَادِهَا .

قَالَ:قُلْتُ:وَمَا شَأْنُهَا ؟

قَالَ:بَيْنَا هِيَ تَمْشُطُ ابْنَةَ فِرْعَوْنَ ذَاتَ يَوْمٍ إِذْ سَقَطَتِ الْمِدْرىٰ مِنْ يَدَيْهَا ، فَقَالَتْ : بِسْمِ اللّٰهِ . فَقَالَتْ لَهَا ابْنَةُ فِرْعَوْنَ: أَبِي؟

قَالَتْ : لَا ؛ وَلٰكِنْ رَبِّيْ وَرَبُّ أَبِيْكِ : اللّٰهُ .

قَالَتْ:أُخْبِرُهُ بِذالِكَ ؟ قَالَتْ:نَعَمْ. فَاَخْبَرَتْهُ .

فَدَعَاهَا ، فَقَالَ: يَافُلَانَةُ ! وَ إِنَّ لَكِ رَبًّا غَيْرِيْ ؟

قَالَتْ: نَعَمْ ، رَبِّيْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ. فَاَمَرَ بِبَقَرَةٍ مِنْ نُحَاسٍ ، فَاُحْمِيَتْ ثُمَّ أَمَرَ بِهَا أَنْ تُلْقىٰ هِيَ وَ أَوْلَادُهَا فِيْهَا.

قَالَتْ لَهُ:إِنَّ لِيْ إِلَيْكَ حَاجَةً . قَالَ:وَما حَاجَتُكِ ؟

قَالَتْ:أُحِبُّ أَنْ تَجْمَعَ عِظَامِيْ وَ عِظَامَ وَلَدِيْ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ وَتَدْفِنَنَا.قَالَ:ذٰلِكَ لَكِ عَلَيْنَا مِنَ الْحَقِّ.

قَالَ: فَاَمَرَ بِاَوْلَادِها فَاُلْقُوْا بَيْنَ يَدَيْهَا وَاحِدًا وَاحِدًا إِلٰى أَنِ انْتَهٰى ذٰلِك إِلٰى صَبِيٍّ لَهَا مُرْضِعٍ ، وَكَاَنَّهَا تَقَاعَسَتْ مِنْ أَجْلِهِ.

قَالَ:يَااُمَّهْ!اِقْتَحِمِيْ فَإِنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا أَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْآخِرَةِ فَاقْتَحَمَتْ . (رَوىٰ اَحْمَدُ فِيْ مُسْنَدِه)

حدیث شریف کا ترجمہ

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: معراج کی رات جب مجھے آسمانوں پر لے جایا جارہا تھا تو مجھے ایک پاکیزہ خوشبو محسوس ہوئی، میں نے کہا کہ: اے جبریل! یہ پاکیزہ خوشبو کیسی ہے؟

حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا کہ: یہ پاکیزہ خوشبو فرعون کی بیٹی کی مشاطہ (یعنی سنگھار اور بال وغیرہ ٹھیک کرنے والی عورت) اور اس کے بچوں کی ہے۔

میں نے کہا کہ: اس کا کیا معاملہ ہے؟

حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا کہ: ایک روز وہ معمول کے مطابق فرعون کی بیٹی کا سنگھار کر رہی تھی کہ اچانک اس کے ہاتھوں سے بالوں کو سنوارنے والا برش (کنگھی) گر گیا، اس نے (اسے اٹھاتے ہوئے) ''بسم اللہ'' کہا، فرعون کی بیٹی نے کہا کہ: اللہ سے مراد میرا باپ ہے؟ (چونکہ مصر میں فرعون خود کو رب کہلواتا تھا)

اس نے کہا: نہیں؛ لیکن میرے اور تمھارے باپ دونوں کے رب اللہ ہی ہیں۔

فرعون کی بیٹی کہنے لگی کہ: میں یہ بات (میرے ابا) فرعون کو بتاؤں؟ اس نے کہا: ہاں! اس لڑکی نے فرعون کو بتا دیا۔ فرعون نے اس عورت کو بلایا اور کہا کہ: اے فلاں عورت! کیا میرے علاوہ بھی تیرا کوئی رب ہے؟

اس نے کہا: ہاں! میرے اور تمھارے دونوں کے رب اللہ ہیں۔

فرعون نے (یہ سن کر) پیتل کی ایک بڑی دیگ کے متعلق حکم دیا کہ: اسے آگ میں تپایا جائے؛ چنانچہ اسے تپایا گیا اور اس کے ذریعہ آگ بھڑکائی گئی، پھر اس عورت اور اس کے بچوں کو اس میں ڈالنے کا حکم دیا۔

اس عورت نے کہا: مجھے تم سے ایک کام ہے۔ فرعون نے کہا کہ: کیا کام ہے؟

کہنے لگی کہ: میں چاہتی ہوں کہ (مرنے کے بعد) میری اور میرے بچوں کی ہڈیاں ایک ہی کپڑے میں جمع کر دی جائیں اور ہمیں دفن کر دیا جائے۔ فرعون نے کہا: ہاں! یہ تمھارا ہم پر حق رہا (یعنی ایسا ہی کیا جائے گا)۔

چنانچہ فرعون نے اس کے بچوں کو پہلے ڈالنے کا حکم دیا اور ایک ایک کر کے بچوں کو اس آگ میں اس عورت کے سامنے ڈالا جاتا رہا؛ یہاں تک کہ بات جب اس کی گود کے آخری اور دودھ پیتے بچے پر پہنچی تو ماں اس کی معصومیت کی وجہ سے ذرا ہچکچائی تو وہ دودھ پیتا بچہ فوراً پکار اٹھا کہ: اے ماں! اِس آگ میں کود پڑ؛ اس لیے کہ دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے بہت ہلکا ہے؛ چنانچہ وہ آگ میں کود پڑی۔

تمہید

یہ ایک لمبی حدیث ہے جو حضرت امام احمدؒ نے اپنی مسند میں نقل فرمائی ہے،

اس حدیث میں معراج کی رات کا ایک عجیب واقعہ بیان کیا گیا ہے، ایک عورت جو بڑی نیک اور مضبوط ایمان والی تھی اس عورت کا قصہ میرے اور آپ کے آقا سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا ہے۔

معراج

اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک رات آسمانوں پر بلایا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم براق نام کے جانور پر بیٹھ کر آسمان پر تشریف لے گئے، ساتوں آسمانوں پر گئے، جنت، جہنم، لوحِ محفوظ کو دیکھا، فرشتوں کی دنیا دیکھی، عجیب عجیب چیزیں معراج کی رات میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھیں، حدیثوں میں معراج کا قصہ بہت لمبا ہے، اس کو کسی دوسرے موقع پر ذکر کیا جائے گا ان شاء اللہ!۔

یہاں حدیث میں ایک عورت کا قصہ بیان کیا گیا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معراج کی رات میں حضرت جبریل علیہ السلام سے سنا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ: جب معراج کی رات مجھے آسمانوں پر لے جایا جارہا تھا تو مجھے ایک بہترین خوشبو آئی۔

معراج کے سفر میں عجیب خوشبو

میری دینی بہنو! سننے کے قابل عجیب بات ہے کہ معراج کے سفر میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک بہترین خوشبو آئی، حضرت جبریل علیہ السلام ساتھ میں تھے، تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام سے پوچھا: جبریل! یہ بہترین خوشبو کہاں سے آرہی ہے؟ مجھے بتلاؤ۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جو جواب دیا وہ ایمان تازہ کرنے والا ہے۔

حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ:

اے اللہ کے نبی! یہ فرعون (یعنی Ejypetion Princess) کی بیٹی کو بناؤ سنگھار کرنے والی خادمہ اور اس کے بچوں کی خوشبو ہے۔

فرعون کا سب سے بڑا رب ہونے کا دعویٰ

آپ جانتے ہیں کہ فرعون تو کافر تھا، ظالم تھا؛ بلکہ اپنے آپ کو بڑا خدا کہتا تھا:

فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ﴿۲۴﴾ (النازعات)

ترجمہ: اور فرعون نے کہا کہ: میں تمھارا سب سے بڑا رب ہوں۔

اور مصر کے لوگ فرعون کو بڑا خدا مانتے تھے؛ مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کو بادشاہ مانتے تھے، خدا نہیں مانتے تھے اور جو لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے تھے وہ بھی فرعون کو خدا نہیں مانتے تھے۔

ایمان اللہ تعالیٰ کی عجیب نعمت ہے

میری ایمان والی بہنو! ایمان عجیب دولت ہے، اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جس کو چاہے جہاں چاہے عطا فرما دیتے ہیں، آپ نے فرعون کی بیوی حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کا قصہ سنا ہے، وہ ایمان لے آئی، اسی طریقے سے فرعون کے گھر میں ایک خدمت کرنے والی والی عورت تھی وہ بھی ایمان والی تھی۔

ہر فیشن کی پرانے زمانے میں کوئی تاریخ ملتی ہے

جیسے آج کے زمانے میں بیوٹی پارلر ہوتے ہیں فرعون کے زمانے میں بھی ایسا

رواج تھا، یہ دنیا میں جتنی بھی فیشن ہے اس کی پرانے زمانے میں کوئی نہ کوئی تاریخ (history) ملتی ہے۔

آج کل جو ایک رواج چل پڑا ہے کہ لڑکیاں لڑکوں جیسے کپڑے پہنتی ہیں کتنا غلط کام کرتی ہیں؟ گناہ کا کام کرتی ہیں، جیسے بلقیس کے قصے میں آپ نے سنا تھا کہ: بلقیس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے جو ہدیہ بھیجا تھا تو اس میں اس نے کچھ نوجوان لڑکیاں اور لڑکے بھی بھیجے تھے، لڑکیوں کو لڑکوں والے کپڑے پہنائے تھے اور لڑکوں کو لڑکیوں والے کپڑے پہنائے تھے، معلوم ہوا کہ دنیا میں ہر فیشن کی کوئی تاریخ ہے۔

آج کل جس طرح بیوٹیشین عورتیں عورتوں کے بال کے الگ الگ اسٹائل (style) بناتی ہیں تو اس میں فضول خرچی کر کے اپنے پیسوں کو برباد نہیں کرنا چاہیے۔

شریعت کی حد میں رہتے ہوئے دوسری عورت کے پاس کنگھی کروانا جائز ہے

آج کل عورتیں روزانہ یا کبھی کبھی دوسری عورتوں کے پاس سر میں کنگھی کرواتی ہیں تو یہ ایک عام رواج ہے، میں اس کو ناجائز نہیں کہہ رہا ہوں، اپنے گھر میں پردے کے اہتمام کے ساتھ شریعت کے قانون کے مطابق اگر دوسری عورت سے آپ کنگھی کراوے، بال ٹھیک کراوے، تیل لگواوے تو یہ ناجائز اور گناہ کا کام نہیں ہے۔

بہر حال! فرعون کی لڑکیوں کو کنگھی کرنے کے لیے اور بالوں کی الگ الگ اسٹائل کی خدمت کے لیے ایک عورت آتی تھی۔

اللہ تعالیٰ کی شان دیکھو! اس نے اس خدمت کرنے والی عورت کو ایمان عطا

فرمایا؛لیکن وہ اپنا ایمان چھپاتی تھی؛اس لیے کہ جو بھی ایمان لاتا فرعون اس کو سزا دیتا تھا۔

بسم اللہ پڑھ کر کنگھی اٹھائی

ایک دن ایسا ہوا کہ وہ ایمان والی عورت فرعون کی بیٹی کے بال ٹھیک کر رہی ہے اور اس کے ہاتھ میں سے بال ٹھیک کرنے کی کنگھی گر گئی،اس عورت نے وہ کنگھی زمین سے اٹھاتے ہوئے ’’بسم اللہ‘‘ پڑھا؛یعنی اللہ تعالیٰ کے مبارک نام سے میں کنگھی اٹھاتی ہوں۔

ہر کام بسم اللہ سے شروع کرنا چاہیے

کتنا بڑا سبق (lesson) ہے کہ کوئی بھی چیز گر جاوے تو بسم اللہ پڑھ کر اٹھاؤ، ہر اچھے کام میں بسم اللہ کی عادت بنالو،اللہ تعالیٰ کے مبارک نام کی برکت سے اللہ تعالیٰ ہماری چیزوں میں برکت پیدا فرماویں گے،حدیث میں ہے:

كُلُّ أَمْرٍ ذِيْ بَالٍ لَا يُبْدَأُ فِيْهِ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فَهُوَ أَقْطَعُ . (اخرجه ابو داؤد و النسائي في السنن الكبرىٰ عن ابى هريرة رضي الله عنه)

ترجمہ: ہر اہم کام جو اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع نہ کیا جائے وہ ادھورا اور ناقص رہتا ہے۔

بعض روایتوں میں ہے کہ بسم اللہ کے بغیر اس کام میں برکت نہیں ہوتی۔

بسم اللہ پڑھنے کی برکتیں

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:جب یہ آیت (بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ

الرَّحِیْمِ) اتری تو:

① بادل مشرق کی طرف چھٹ گئے۔ ② ہوائیں رک گئیں۔

③ سمندر ٹھہر گیا۔ ④ جانوروں نے کان لگائے۔

⑤ شیاطین پر آسمان سے شعلے گرے۔

⑥ اللہ تعالیٰ نے اپنے عزّت وجلال کی قسم کھا کر فرمایا کہ: جس چیز پر میرا یہ نام لیا جائے گا اس میں ضرور برکت ہوگی۔ (ابن کثیر، سورۂ فاتحہ)

ہر اچھے کام کو بسم اللہ سے شروع کرنا یہ آپ ﷺ کی سنت ہے کہ آپ ﷺ ہر اہم کام کے شروع میں بسم اللہ ضرور پڑھتے تھے؛ اس لیے ہر مسلمان کو اس سنت کی پابندی کرنی چاہیے، بسم اللہ سے کام شروع کرنے کی عادت بنانی چاہیے۔

اسی طرح عورتیں جب کھانا پکانا شروع کریں تو بسم اللہ پڑھیں۔

کھانے میں کوئی چیز ڈالیں تو بسم اللہ پڑھ کر ڈالیں۔

کھانا نکالیں تو بسم اللہ پڑھ کر نکالیں۔

بچے کو کپڑے پہنائیں تو بسم اللہ پڑھ کر پہنائیں اور بچے کو بسم اللہ سکھائیں۔

اس طرح اپنے روزانہ کے کاموں کو بسم اللہ سے شروع کرنے کا معمول بنالینا چاہیے، یہ ایک ایسا عمل ہے کہ اس میں محنت بہت کم ہے اور اس کے فائدے بہت زیادہ ہیں، ان شاء اللہ! اس عمل کی وجہ سے ہم اس کی برکتیں اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے۔

دیکھو! یہ فرعون کے یہاں کام کرنے والی غریب عورت ہے؛ لیکن کنگھی گر گئی تو اس کو بسم اللہ پڑھ کر اٹھایا، جب اس نے بسم اللہ پڑھا تو فرعون کی لڑکی کہنے لگی: ہاں ہاں! خدا تو میرا باپ فرعون ہے، تو میرے باپ کے نام سے کنگھی اٹھاتی ہے؟

اس عورت کی ہمت

دینی بہنو! اس کام کرنے والی عورت نے آج تک ایمان کو چھپایا تھا؛ لیکن آج اس نے ہمّت کر ڈالی اور ہمّت کر کے جواب میں کہتی ہے کہ: خدا تیرا باپ فرعون نہیں ہے؛ بلکہ میرے اور تیرے باپ فرعون دونوں کے رب اللہ ہیں، جس پر میرا ایمان ہے، تیرا باپ فرعون مصر کا بادشاہ ہوگا؛ لیکن خدا نہیں ہے۔

فرعون کی بیٹی کہنے لگی کہ: میں اپنے باپ فرعون سے تیری فریاد کروں گی اور اس نے دھمکی کے انداز میں کہا: میرے ابا کو بتلا دوں کہ تو میرے ابا فرعون کو خدا نہیں مانتی، کسی اور کو خدا مانتی ہے؟

وہ ایمان والی غریب عورت آج ہمت سے جواب دیتی ہے: ہاں! جا تجھے تیرے باپ فرعون کو کہنا ہو تو کہہ دے۔ کیسی ہمت والی اور ایمان والی وہ عورت ہوگی!

فرعون کی بیٹی نے اپنے باپ سے فریاد کر دی، فرعون کو غصہ آ گیا ہوگا! میرے محل میں کام کرتی ہے، میری لڑکیوں کو کنگھی کرتی ہے اور مجھے اپنا رب نہیں مانتی؟

فرعون کے سامنے اپنے ایمان کو ظاہر کیا

فرعون نے فوراً اس کام کرنے والی غریب عورت کو بلایا اور سوال کیا کہ: میرے علاوہ تیرا کوئی اور خدا ہے؟

وہ کیسی ہمت والی اور مضبوط ایمان والی عورت تھی کہ بادشاہ کے سامنے کھڑے ہو کر کہتی ہے کہ: ہاں! میرے خدا اور تیرے خدا ایک اللہ ہے۔

اور یہ ہمت ایمان کی برکت سے آئی۔

جب کوئی بندہ ایمان میں پکا ہو کر اللہ کے دین کے لیے کھڑا ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ خود اس کے دل کو مضبوط کر دیتے ہیں اور اس کو ہمت عطا فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ قرآن میں ارشاد فرماتے ہیں:

وَّرَبَطْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَاْ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلٰـهًا لَّقَدْ قُلْنَآ اِذًا شَطَطًا ﴿۱۴﴾ (الكهف)

ترجمہ: اور ہم نے ان کے دلوں کو مضبوط کر دیا (یہ اس وقت ہوا) جس وقت وہ کھڑے ہوئے تو کہنے لگے: ہمارے رب تو آسمان وزمین کے رب ہیں، ہم تو ہرگز اس (اللہ تعالیٰ) کو چھوڑ کر کسی اور معبود کی عبادت نہیں کریں گے، اگر ہم ایسا کریں تو ہم عقل سے دور کی (لغو) بات کہیں۔

حدیث میں ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

أَحَبُّ الْجِهادِ إِلىٰ اللهِ كَلِمَةُ الْحَقِّ تُقَالُ لِإِمَامٍ جائرٍ.(أخرجه أَحمد عن أَبي أُمامة الباهلي رضي الله عنه)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پیارا جہاد ظالم بادشاہ کو حق بات کہنا ہے۔

معلوم ہوا کہ صحیح اور سچی بات اخلاص کے ساتھ موقع پر مناسب انداز سے کہہ دینی چاہیے، یہ ایمان کا تقاضا ہے۔

حق بات کہنے سے ڈرنا نہیں چاہیے

میری دینی بہنو! حق بات حق بات ہوتی ہے، شریعت کا قانون شریعت کا قانون ہوتا ہے، کوئی بھی غلط کام کرے تو اس کو صحیح بات صحیح ترتیب سے صحیح طریقے سے

ہمت کر کے بتلا دینی چاہیے، اس میں کوئی کمزوری نہیں رہنی چاہیے۔

کبھی شوہر، بھائی، باپ، بیٹا یا کوئی اور شریعت کے قانون کے خلاف بات کرے یا شریعت کے قانون کے خلاف کام کرنے کا حکم کرے تو ہمت کر کے اس کو بتلا دو کہ یہ غلط کام ہے، ہم نہیں کر سکتے۔

بہر حال! اس عورت نے ہمت کر کے فرعون کو بتلا دیا کہ: میں تجھے خدا نہیں مانتی ہوں، میرے رب اور تیرے رب ایک اللہ ہے۔

آزمائش کی شروعات

جب فرعون نے یہ سنا تو اس کا غصہ اور بھڑک گیا، اور اس نے پیتل کی ایک بڑی دیگ میں تیل گرم کرنے کا حکم دیا، پھر آگ بھڑکائی گئی اور اس کو خوب تپایا گیا، اس کے بعد اس عورت پر تکلیف آئی۔

ایمان کا امتحان ہوتا ہے

دینی بہنو! اللہ تعالیٰ مجھ کو اور آپ کو عافیت میں رکھے، باقی ایمان کے ساتھ اللہ تعالیٰ امتحان لیتے رہتے ہیں، خود اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اعلان فرما دیا:

الٓمّٓ ﴿۱﴾ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنۡ یُّتۡرَكُوۡۤا اَنۡ یَّقُوۡلُوۡۤا اٰمَنَّا وَهُمۡ لَا یُفۡتَنُوۡنَ ﴿۲﴾ وَلَقَدۡ فَتَنَّا الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ فَلَیَعۡلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِیۡنَ صَدَقُوۡا وَلَیَعۡلَمَنَّ الۡكٰذِبِیۡنَ ﴿۳﴾ (العنکبوت)

ترجمہ: الم ﴿۱﴾ کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ صرف اتنا کہہ دینے پر کہ ''ہم ایمان لے آئے ہیں'' چھوڑ دیے جائیں گے اور ان کو آزمایا نہیں جائے گا؟ ﴿۲﴾

حالاں کہ ان سے پہلے جو لوگ گذر چکے ہیں ہم ان (سب) کو آزما چکے ہیں، سو اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ضرور معلوم کر کے رہیں گے جو (ایمان میں) سچے ہیں اور وہ (اللہ تعالیٰ) جھوٹوں کو بھی ضرور معلوم کر کے رہیں گے ﴿۳﴾

بہر حال! اس عورت کی بھی آزمائش شروع ہوئی، فرعون نے ایک بڑی ڈیگ منگوائی، اس کے نیچے آگ بھڑکائی۔

اس عورت کے چھوٹے چھوٹے بچے تھے اور ایک دودھ پیتا ہوا بچہ بھی تھا۔

فرعون نے حکم دیا کہ: اس عورت کو اور اس کے بچوں کو اس بھڑکتی ہوئی ڈیگ میں ڈال دو۔

ایک اللہ کو ماننے کی وجہ سے دشمنی

کتنا بڑا امتحان! ایک اللہ کو ماننے پر عورت کو اور اس کے بچوں کو زندہ جلایا جارہا ہے:

وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝۸ (البروج)

ترجمہ: اور وہ ان (ایمان والوں) کو صرف اس وجہ سے سزا دے رہے تھے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے تھے جو بڑے زبردست خوبیوں والے ہیں ﴿۸﴾

ایک اللہ پر ایمان کی وجہ سے یہ دشمنی ہوگئی۔

دینی بہنو! یہ کوئی آسان بات ہے کہ ایک ماں اپنے بچوں کو آگ میں جلتے ہوئے دیکھے؟

لیکن یہ عجیب مضبوط ایمان والی عورت تھی، وہ گھبرائی نہیں، اس نے ایمان

نہیں چھوڑا، فرعون کو خدا نہیں مانا۔

آخری عجیب خواہش

جب اس عورت نے دیکھا کہ اب تو میرے ایک ایک بچے کو آگ میں ڈال کر جلا دیا جائے گا اور آخر میں مجھے بھی آگ میں ڈال کر جلا دیں گے تو اس عورت نے ہمت کر کے فرعون کو کہا کہ: میری ایک آرزو اور تمنا ہے۔

فرعون نے پوچھا: تیری کیا آرزو ہے؟

اس عورت نے عجیب آرزو ظاہر کی، کہا کہ: جب تو مجھے اور میرے بچوں کو جلا دیوے اور ہمارا بدن جل جاوے اور ہڈی باقی رہ جاوے تو میری اور میرے بچوں کی ہڈیوں کو ایک ساتھ ایک کپڑے میں لپیٹ لینا اور سب کی ہڈیوں کو ایک ساتھ ایک جگہ دفن کر دینا۔

فرعون نے کہا کہ: ٹھیک ہے، ہم تیری یہ آرزو پوری کریں گے۔

ماں کے سامنے سب بچوں کو آگ میں ڈالنا

آگ بھڑک رہی ہے، بچوں کو لایا گیا، پہلے ایک بچے کو آگ میں ڈالا۔

دینی بہنو! سوچو! کیسا منظر ہوگا؟ ماں اپنی آنکھوں سے اپنے معصوم بچے کو جلتے دیکھ رہی ہے، دوسرے چھوٹے چھوٹے بچے اپنے بھائی کو جلتا ہوا دیکھ رہے ہیں، کیسا عجیب اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان ہوگا!

ایک بچے کو ڈالا، جل گیا، دوسرا، تیسرا، جتنے بھی بچے تھے تمام کے تمام بچوں کو آگ میں ڈالا گیا، آخر میں دودھ پیتے بچے کا نمبر آیا۔

دینی بہنو! جب گوشت آگ میں جلتا ہے تو اندر سے جلنے کی بدبو آتی ہے، پیاز بھی جل جاوے تو بدبو آتی ہے، چاول بھی جل جاوے تو بدبو ہوتی ہے۔

سوچو! اس ماں کے سامنے اس کے دودھ پیتے بچے کو اور اس کے دوسرے بچوں کو جب آگ میں جلایا گیا تو ان کے جلنے کی کیسی بدبو نکلی ہوگی! اور اس ماں کے دل کا کیا حال ہوا ہوگا!

اولاد کے لیے ماں کی محبت

ایک ماں کے لیے تمام بچے پیارے ہوتے ہیں، کسی بھی بچے کی تکلیف ماں کے چین کو ختم کر دیتی ہے، میں اپنی نوجوان بیٹیوں سے کہتا ہوں کہ ماں کے دلوں کو دکھ مت دو، ماں باپ کو مت ستاؤ، ایک ماں کو اپنی اولاد کا کتنا درد ہوتا ہے وہ اُسی دن پتا چلے گا جس دن تمھاری اولاد ہوگی۔

ماں کے دل میں اولاد کی جو محبت اور پیار ہوتا ہے اس کو دنیا میں ماں کے سوا کوئی نہیں سمجھ سکتا۔

دودھ پیتے بچے کی وجہ سے ماں کی ہچکچاہٹ

ایک ماں اپنی نظروں کے سامنے اپنے بچوں کو جلتے ہوئے دیکھ رہی ہے؛ لیکن ایمان کی خاطر صبر کر رہی ہے؛ مگر جب دودھ پیتے بچے کا نمبر آیا، اور فرعون کے آدمی اس کی گود میں سے دودھ پیتے بچے کو کھینچنے کے لیے آئے کہ اس کو بھی آگ میں ڈال دیوے تو ماں تھوڑی گھبرا گئی۔

دودھ پیتے بچے کی عجیب بات

میری دینی بہنو! پیارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی سچی اور نورانی زبان سے ہم کو یہ قصہ سنایا کہ: جب ماں ہچکچا گئی تو دودھ پیتا بچہ جو بول بھی نہیں سکتا اللہ تعالیٰ نے اس دودھ پیتے بچے کو بولنے کی طاقت عطا فرمائی، اپنی ماں کو ہچکچاتے ہوئے دیکھ کر وہ معصوم دودھ پیتا بچہ بولتا ہے:

اے امی جان! اِس آگ میں کود جاؤ؛ کیوں کہ دنیا کی یہ تکلیف آخرت کے عذاب کے مقابلے میں بہت ہلکی ہے۔

اس عورت نے ایمان کو نہیں چھوڑا، تمام بچے جل گئے، دودھ پیتا بچہ بھی جل گیا، وہ عورت بھی اللہ کا نام لے کر آگ میں کود پڑی۔

پھر فرعون کی طرف سے اندازہ یہی کہ اس کی خواہش کو پورا کیا گیا کہ ماں اور بچوں کی جلی ہوئی ہڈیاں ایک کپڑے میں جمع کی گئیں اور اس کو ایک جگہ دفن کر دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ نے بدبو کو خوشبو سے بدل دیا

میری دینی بہنو! دنیا میں ایمان کے واسطے ان کو جلایا گیا، ان کے گوشت میں سے جلنے کی بدبو نکلی ہوگی؛ لیکن وہی بدبو آخرت میں اللہ نے بہترین خوشبو سے بدل دی۔

معراج میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس خوشبو کو سونگھا

وہی جلنے کی بدبو جنت کی خوشبو ہوگئی اور ایسی عجیب وغریب خوشبو ہوگئی کہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس خوشبو کو خود معراج کے سفر میں سونگھا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

حضرت جبریل علیہ السلام کو پوچھا: یہ کس چیز کی خوشبو ہے؟

حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ: یہ اس عورت اور اس کے بچوں کی خوشبو ہے جو فرعون کے محل میں کنگھی کرتی تھی۔

ایک ایمان والے کی سب سے بڑی دولت

اس واقعے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک ایمان والے کے لیے اس کا ایمان سب سے بڑی دولت ہوتی ہے، وہ اپنی جان اور اپنا سب کچھ قربان کر سکتا ہے؛ لیکن ایمان کا سودا نہیں کر سکتا۔

عافیت اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت

میری دینی بہنو! آج ایمان پر دنیا کے مختلف ملکوں میں حالات ہیں، اللہ تعالیٰ آپ اور میں جہاں رہتے ہیں ہم سب کو عافیت سے رکھے، کبھی ایسے برے حالات نہ آنے پائے، میں آپ سب سے کہتا ہوں کہ: یہ دعا روزانہ صبح شام تین مرتبہ مانگا کرو:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَافِیَةَ وَ دَوَامَ الْعَافِیَةِ وَالشُّكْرَ عَلَی الْعَافِیَةِ.

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ سے عافیت کا سوال کرتا ہوں، اور ہمیشہ کی عافیت مانگتا ہوں اور عافیت والی نعمت پر شکر کی توفیق مونگتا ہوں۔

یہ عافیت، امن وامان، سکون چین اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔

آج کے ماحول میں ہمارا امتحان

لیکن آج ہمارے لیے بہت بڑی آزمائش وامتحان ہے کہ چاروں طرف بے

پردگی کا ماحول ہے، اس بے پردگی اور ننگے پن کے ماحول میں عورت کا پردہ یہ عورت کے لیے بہت بڑا امتحان ہے۔

آج کل ہمارے انڈیا میں چوالیس (۴۴) ڈگری تک گرمی ہورہی ہے تو میں نے کہا کہ: دیکھو! ہماری بہنوں کی کتنی بڑی قربانی کہ ایک تو اتنی سخت گرمی ہے، گرم گرم ہوائیں چل رہی ہیں اور ہماری بہنیں ایسی گرمی میں برقع کے ساتھ دین کی تعلیم کے لیے جاتی ہیں۔

اسی طرح چاروں طرف بے حیائی کا ماحول ہے، اس بے حیائی کے ماحول میں حیا اور شرم کے ساتھ رہنا بھی ایک بہت بڑا امتحان ہے، آج کردار برباد کیا جارہا ہے، بدکاری، زناکاری عام ہے، ایسے ماحول میں عفت، پاک دامنی، پاک کیریکٹر بہت بڑا امتحان ہے، ہر طرف ''آزادی، آزادی'' کا ماحول ہے، محنتیں کی جارہی ہیں، کوششیں ہورہی ہیں؛ لیکن ایسے آزادی کے ماحول میں دین کی پابندی، اللہ کی بندگی، اللہ کے نبی کی غلامی یہ ایک بہت بڑا امتحان ہے، اگر اس امتحان میں ہم پورے اترے، شرم وحیا، عفت و پاک دامنی، اللہ ورسول کی غلامی کے ساتھ رہے تو یاد رکھو! قبر میں، آخرت میں مزہ ہی مزہ ہے، یہ دنیا کی چھوٹی سی زندگی میں تھوڑی سی تکلیف ہے، باقی آگے ہر طرف راحت، مزہ اور خوشی والا ماحول ہے۔

کفر کے ماحول میں امتحان

میری دینی بہنو! اللہ تعالیٰ کی قدرت دیکھو! فرعون کافر، اس کی قوم کافر؛ لیکن اس کفر کے ماحول میں اللہ تعالیٰ نے ایک کام کرنے والی عورت کو ایمان کی دولت سے

مالا مال کیا، اسی کو کہا جاتا ہے جو قرآن کی آیت کے اندر ہے:

تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۡ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ. (آل عمران:۲۷)

ترجمہ: (اے اللہ!) آپ رات کو دن میں داخل کرتے ہیں اور آپ ہی دن کو رات میں داخل کرتے ہیں، اور آپ ہی جاندار کو بے جان سے نکالتے ہیں اور آپ ہی بے جان کو جاندار سے نکالتے ہیں۔

یعنی کافر جو روحانی موت مرا ہوا ہے اس سے مسلمان اولاد اللہ تعالیٰ پیدا فرماتے ہیں۔

اسی طرح مسلمان جو روحانی زندہ ہے اس سے کافر اولاد پیدا فرماتے ہیں (نعوذ باللہ من ذلک) اسی طرح عالم سے جاہل اور جاہل سے عالم اور تندرست سے بیماری والا اور بیماری والے سے تندرست اللہ تعالیٰ پیدا فرماتے ہیں۔ (از تیسیر القرآن)

میری دینی بہنو! ایمان پر جم جاؤ، دین کے غلام بن جاؤ، اللہ و رسول کے حکم پر جم جاؤ، آگے جنت کی مزے دار خوشبوئیں ہیں، کتنی خوش نصیب یہ عورت، کتنے خوش نصیب وہ معصوم بچے کہ ان کے بدن کی خوشبو، ان کے گوشت کی خوشبو خود میرے اور آپ کے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے معراج کے مبارک سفر میں سنگھائی!

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح معنیٰ میں اپنا بندہ اور بندی بنا دیوے، عافیت عطا فرماوے، برے حالات سے ہماری حفاظت فرماوے، آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

ایک عورت اور اس کے بچے کا عجیب وغریب قصہ

اقتباس

ایک خطرناک بات آپ کو بتلاؤں، وہ یہ کہ: مظلوم کے دل سے جو آہ اور بددعا نکلتی ہے وہ سیدھی اللہ کے عرش تک پہنچتی ہے، اور وہ انسان کی دنیا اور آخرت کو برباد کردیتی ہے، حدیث میں آتا ہے: عَنْ عبدِ اللّٰهِ بنِ عباسٍ رضی اللہ عنهما: اَنَّ النبيَّ ﷺ بَعَثَ مُعَاذًا إِلىٰ الْيَمَنِ فَقَالَ: اِتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَإِنَّهَا لَيْسَ بَيْنَهَا وَ بَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ. (البخاري)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ؛ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ کو جب یمن بھیجا تو فرمایا کہ: مظلوم کی بددعا سے بچنا؛ اس لیے کہ مظلوم کی بددعا اور اللہ کے درمیان کوئی چیز آڑ نہیں ہوتی۔

دوسری بات: ماں باپ کی نافرمانی اور ظلم دو گناہ ایسے ہیں کہ آخرت سے پہلے دنیا میں عذاب شروع ہوجاتا ہے:

إِثْنَانِ يُعَجِّلُهُمَا اللّٰهُ فِيْ الدُّنْيَا :اَلْبَغْيُ وَ عُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ.

ترجمہ: دو ایسے گناہ ہیں جن کی سزا دنیا ہی میں دی جاتی ہے، وہ ظلم اور والدین کی نافرمانی ہے۔

❁❁❁

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدَانَا لِلْإِسْلَامِ ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ ، وَ أَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَ شَفِيْعَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ ، صَلَوَاتُ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَلَيْهِ وَ عَلٰى اٰلِهِ وَ أَصْحَابِهِ وَ ذُرِّيَاتِهِ وَ أَهْلِ بَيْتِهِ وَ أَهْلِ طَاعَتِهِ ، وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا ، أَمَّا بَعْدُ !

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:كَانَتْ اِمْرَأَةٌ تُرْضِعُ اِبْنًا لَهَا مِنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ فَمَرَّ بِهَا رَجُلٌ رَاكِبٌ ذُوْ شَارَةٍ ، فَقَالَتْ:أَللّٰهُمَّ اجْعَلِ ابْنِيْ مِثْلَهُ ، فَتَرَكَ ثَدْيَهَا وَ أَقْبَلَ عَلَى الرَّاكِبِ فَقَالَ:أَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِيْ مِثْلَهُ ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلٰى ثَدْيَهَا يَمَصُّهُ .

قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ : كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَمَصُّ إِصْبَعَهُ.

ثُمَّ مُرَّ بِأَمَةٍ فَقَالَتْ: أَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ اِبْنِيْ مِثْلَ هٰذِهِ ، فَتَرَكَ ثَدْيَهَا فَقَالَ:أَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِثْلَهَا ، فَقَالَتْ لِمَ ذَاكَ؟ فَقَالَ:الرَّاكِبُ جَبَّارٌ مِنَ الْجَبَابِرَةِ وَهٰذِهِ الْأَمَةُ يَقُوْلُوْنَ:سَرَقْتِ ، زَنَيْتِ وَلَمْ تَفْعَلْ. (البخاري)

حدیث کا ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بنی اسرائیل کی ایک عورت اپنے چھوٹے بچے کو دودھ پلا رہی تھی، وہاں سے ایک سوار گزرا، بڑا خوش حال اور بہترین شخصیت والا، تو اس عورت نے فوراً دعا کی: اے اللہ!

میرے بیٹے کو اس جیسا بنانا۔اس بچے نے ماں کے سینے سے منہ ہٹایا اور اس سوار کی طرف دیکھ کر کہا: اے اللہ! مجھے اس جیسا مت بنانا اور پھر دوبارہ ماں کی چھاتی چوسنے لگا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: گویا میں دیکھ رہا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی انگلی مبارک چوس رہے ہیں (یعنی اس بچے کے دودھ چوسنے کی کیفیت بتلا رہے ہیں)

پھر وہاں سے ایک باندی کو گزارا گیا تو وہ عورت کہنے لگی کہ: اے اللہ! میرے بیٹے کو اس جیسا مت بنانا۔اس بچے نے پھر ماں کے سینے کو چھوڑا اور کہنے لگا کہ: اے اللہ! مجھے اس باندی جیسا ہی بنانا۔

وہ عورت (تعجب سے) کہنے لگی کہ: یہ کیوں؟ وہ بچہ کہنے لگا کہ: وہ سوار جو گزرا تھا وہ بڑے ظالم لوگوں میں سے ایک تھا اور یہ باندی جس کے متعلق لوگ تو یہ کہہ رہے ہیں کہ: تو نے چوری اور زنا کیا ہے؛ لیکن حقیقت میں اس نے ایسا کچھ نہیں کیا۔

تمہید

مسلمان دینی بہنو! آج کی مجلس میں بخاری شریف اور مسلم شریف میں آیا ہوا ایک بچے کا عجیب وغریب قصہ آپ کو سنانا ہے۔

بخاری شریف اور مسلم شریف میں ایک عورت اور اس کے بچے کا بڑا عجیب وغریب قصہ ہے، حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: بنی اسرائیل کا ایک بچہ اپنی ماں کا دودھ پی رہا تھا، اور یہ بہت اچھی نیکی ہے کہ بچے کو ماں کا دودھ ملے گا تو بچے کی صحت اور ہیلتھ (health) بھی اچھی رہے گی، اور ماں کی تندرستی بھی اچھی رہے گی۔

ایک آدمی شاندار سواری پر گزرا

بہر حال! ایک ماں اپنے بچے کو دودھ پلا رہی تھی، اس وقت ایک آدمی ایک شاندار سواری پر سوار ہوکر وہاں سے گزرا، جیسے آج کل لوگ کار(car) میں بیٹھ کر جاتے ہیں بائک (bike) پر جاتے ہیں تو اس زمانے میں لوگ گھوڑے، گدھے، خچر، اونٹ وغیرہ پر بیٹھ کر کے سفر کرتے تھے اور جتنی شاندار گاڑی یا سواری ہوتی ہے بیٹھنے والوں کی بھی اتنی ہی شان ظاہر ہوتی ہے۔

ماں کی دعا: اے اللہ! میرے بچے کو اس جیسا بنانا!

ہر ماں کی ایک خواہش ہوتی ہے کہ میرا بیٹا بڑا بنے، خوش حال بنے۔

اس ماں نے جب اس آدمی کو شاندار سواری پر سوار دیکھا تو اس نے بچے کو دودھ پلاتے پلاتے اللہ کے سامنے دعا مانگی:

اے اللہ! میرے اس دودھ پیتے بچے کو اس کے جیسا بنا دینا؛ یعنی اس کے جیسی شاندار سواری اس کو مل جاوے۔

عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ کسی کے پاس مرسڈز (mercedes)، اوڈی (audi)، لینڈ کرُوزر (land cruiser) اچھی کار دیکھتی ہیں تو یہ تمنا کرتی ہیں کہ: میرے بیٹے کو بھی ایسی کار مل جائے، بہت کم عورتیں ایسی ہوتی ہیں جو اپنے بیٹے کے لیے یہ دعا کرتی ہو کہ: اے اللہ! میرا بیٹا بھی مفتی بن جائے، عالمِ دین بن جائے، حافظِ قرآن بن جائے، کامل مسلمان دین دار بن جائے۔

بچہ کی دعا: اے اللہ! مجھے ایسا مت بنانا!

جب ماں نے یہ دعا مانگی تو اس دودھ پیتے بچے نے ماں کی چھاتی سے منہ ہٹا لیا، اور دودھ پینا چھوڑ دیا، اور وہ جو آدمی سواری پر بیٹھ کر جا رہا تھا اس کی طرف منہ کر کے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی:

اے اللہ! آپ مجھ کو اس آدمی جیسا مت بنانا۔

عجیب حدیث ہے بہنو! ماں دعا کر رہی ہے: اے اللہ! میرے بچے کو ایسا بنا دو اور بیٹا دعا کر رہا ہے: اے اللہ! مجھے اس کے جیسا مت بنانا۔ یہاں سوچنے کی چیز یہ ہے کہ دودھ پیتا معصوم بچہ اپنی ماں کی دعا کو سمجھ گیا اور اس معصوم دودھ پیتے بچے نے باقاعدہ اللہ سے دعا مانگی، اور جیسے بڑے آدمی دعا مانگتے ہیں ایسے دعا مانگی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا گہوارے میں بات کرنا

جیسے میں نے آپ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قصہ سنایا تھا کہ: وہ ماں کی گود میں دودھ پیتے پیتے بولے تھے:

قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ ۛ اٰتٰىنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا ﴿۳۰﴾ وَّجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ ۠ وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ﴿۳۱﴾ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَتِيْ ۡ وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا شَقِيًّا ﴿۳۲﴾ وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا ﴿۳۳﴾

ترجمہ: (اس پر) وہ (بچہ) بولا کہ: میں تو اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں، اس (اللہ

تعالیٰ) نے مجھ کو کتاب دی ہے اور مجھ کو نبی بنایا ہے ﴿۳۰﴾ میں جہاں کہیں بھی رہوں اس (اللہ تعالیٰ) نے مجھ کو برکت والا بنایا اور جب تک میں (دنیا میں) زندہ رہوں مجھ کو نماز پڑھنے کا اور زکوۃ دینے کا حکم دیا ہے ﴿۳۱﴾ اور مجھ کو میری ماں کا خدمت کرنے والا بنایا ہے اور مجھ کو شرارت کرنے والا، بدنصیب نہیں بنایا ﴿۳۲﴾ جس دن میں پیدا کیا گیا اور میں جس دن (قیامت کے قریب) مروں گا اور جس (قیامت کے) دن میں دوبارہ زندہ کرکے اٹھایا جاؤں گا (ہر موقع پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے) مجھ پر سلامتی ہوگی ﴿۳۳﴾ (از تیسیر القرآن)

یہ پورا بیان حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ماں کی گود میں دودھ پیتے پیتے کیا تھا، کچھ ایسا ہی بیان؛ بلکہ دعا اس دودھ پیتے بچے نے بھی ماں کی گود میں مانگی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی انگلی منہ میں لے جا کر بتلایا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: حضرت نبئ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہادت کی انگلی اپنے مبارک منہ میں لی، اور انگلی کو چوس کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتلایا کہ: وہ بچہ کیسے ماں کی چھاتی چوس رہا تھا، یہ حضرت نبئ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان ہے کہ امت کو سمجھانے کے لیے بچہ کیسے دودھ پی رہا تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی انگلی منہ میں لے جا کر چوس کر بتلائی۔

کھانے کے بعد انگلیاں چاٹنے کا سنت طریقہ

یہاں رُک کر میں آپ کو ایک اہم بات کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں:

کھانا کھانے کے بعد انگلیوں کو تین تین مرتبہ چاٹ لینا یہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک سنت ہے:

عَنْ كَعْبِ بْنِ عَجُزَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رَأَيْتُ رسولَ اللّٰهِ ﷺ يَأْكُلُ بِأَصِابِعِهِ ثَلَاثٍ : بِالْإِبْهَامِ وَ الَّتِيْ تَلِيْهَا وَ الْوُسْطىٰ ثُمَّ رَأَيْتُهُ يَلْعَقُ أَصَابِعَهُ الثَّلَاثَ قَبلَ أَنْ يَّمْسَحَهَا ، وَ يَلْعَقُ الْوُسْطىٰ ثُمَّ الَّتِيْ تَلِيْهَا ثُمَّ الْإِبْهَامَ . (رواه الطبراني في المعجم الاوسط)

ترجمہ: حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی تین انگلیوں سے کھاتے ہوئے دیکھا: انگوٹھا، اور اس کے بعد والی (شہادت والی) انگلی اور بیچ والی انگلی سے، پھر میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی انگلیاں صاف کرنے سے پہلے چاٹ رہے ہیں اور پہلے درمیانی انگلی پھر اس کے بعد والی (شہادت والی) اور پھر انگوٹھا چاٹ رہے ہیں۔

اور چوں کہ ہم تو پانچوں انگلیوں سے کھاتے ہیں تو پہلے یہ دو انگلیاں اور انگوٹھا چاٹ لینے کے بعد باقی دو انگلی کو بھی چاٹ لینا چاہیے۔

بہت سے لوگ اس طرح چاٹنے کو گندگی سمجھتے ہیں، اصل بات یہ ہے کہ ان کے دماغ میں گندگی بھری ہوئی ہے؛ ورنہ اللہ کے نبی کی سنت کبھی گندی نہیں ہوسکتی۔

اللہ کے نبی کی پیاری سنتوں کو اپنے گھروں میں زندہ کیجیے

میری دینی بہنو! آج سے یہ سنت گھروں میں زندہ کرو، یہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک سنت ہے، سنت پر عمل کرنے کی وجہ سے بڑی برکتیں حاصل ہوتی

ہیں؛ اس لیے ہمیں حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ایک ایک سنت معلوم کرکے اس پر عمل کی پابندی کرنا چاہیے۔

مشکلات میں ہائے، واویلا کرنے کے بجائے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا چاہیے

بہرحال! وہ بچہ یہ دعا کرکے پھر سے دودھ پینے لگا، اتنے میں کچھ لوگ ایک باندی کو مارتے مارتے وہاں سے لے کر گزرے اور یوں کہہ رہے تھے کہ: تو نے زنا کیا ہے، تو نے چوری کی ہے، اور وہ باندی بے چاری یوں کہہ رہی تھی کہ:

حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ .

ترجمہ: مجھے میرے اللہ کافی ہے اور وہ بہترین میرا کام بنانے والے ہیں۔

ماں کی دوسری دعا: اے اللہ! میرے بچے کو اس جیسا مت بنانا!

جب اس ماں نے یہ منظر دیکھا تو فوراً اللہ کے سامنے دعا کرنے لگی:

اے اللہ! میرے بیٹے کو اس باندی جیسا مت بنانا۔

بچے کی دعا: اے اللہ! مجھے اس جیسا بنانا!

جب ماں نے دعا کی تو اس معصوم بچے نے فوراً ماں کی چھاتی چھوڑ دی اور باندی کی طرف دیکھ کر کہنے لگا:

اے میرے اللہ! آپ مجھ کو اس باندی جیسا بنانا۔

جب ماں نے یہ عجیب ماجرا دیکھا کہ میں جو دعا کرتی ہوں بچہ اس سے الٹی ہی

دعا کرتا ہے، تو اس نے درد بھری آواز میں اپنے بچے سے کہا کہ: پیارے بیٹے! ایک شاندار شان وشوکت والا آدمی گیا اور میں نے دعا کی: اے اللہ! میرے بیٹے کو اس کے جیسا بنادو، تو تو نے کہا: اے اللہ! مجھے اس کے جیسا مت بنانا، پھر لوگ ایک باندی کو مارتے مارتے لے گئے تو میں نے دعا کی کہ: اے اللہ! میرے بیٹے کو ایسا مت بنانا، تو تو نے کہا: اے اللہ! مجھے اس کے جیسا بنا دینا، میرے پیارے بیٹے! آخر تو نے ایسا کیوں کیا؟ اللہ اکبر! یہ بخاری شریف کی حدیث ہے۔

وہ مال دار آدمی ظالم تھا

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

اس بچے کو اللہ تعالیٰ نے تیسری مرتبہ بولنے کی طاقت عطا فرمائی، وہ دودھ پیتا معصوم بچہ اپنی ماں کو جواب دیتا ہے: اے میری پیاری ماں! وہ شان وشوکت والا آدمی ظالم تھا اور اپنے رعب و دبدبے اور ظلم و جبر کے نتیجے میں لوگوں کے مال لے لیا کرتا تھا۔

جو دولت ظلم کر کے حاصل کی جاتی ہے وہ اللہ کے غضب کا ذریعہ بنتی ہے

میری دینی بہنو! جو دولت ظلم کر کے انسان کو ملے تو وہ دولت عذاب کا ذریعہ بنتی ہے۔ آج دنیا میں بہت سارے لوگ ایسے ہیں جو طاقت والے ہیں، گورنمنٹ میں ہیں، یا گھر میں بڑے ہیں، یا چھوٹے ہیں؛ لیکن طاقت والے ہیں، تو وہ دوسروں پر ظلم

کرتے ہیں اورزبردستی کمزروں کا مال لے لیتے ہیں،قرآن میں اللہ ارشادفرماتے ہیں:

وَلَا تَأْكُلُوٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۝۱۸۸ (البقرۃ)

ترجمہ:اورتم آپس میں ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقے سے نہ کھاؤاورتم ان(مالوں کے مقدمے)کوحاکموں کے پاس(ایسے مقصد سے)مت لے جاؤکہ لوگوں کے مال کا کوئی حصہ تم ظلم کرکے(ناحق)کھاجاؤاورتم تو(حقیقت)جانتے ہو﴿۱۸۸﴾

فائدہ:کسی کے مال میں یعنی تمھاراکوئی حق نہیں ہےاس بات کوجانتے ہوئے بھی غلط مقدمہ کے ذریعہ کسی کے مال کو ہڑپ کرنے کی کوشش مت کرو،جو مال شرعا تمھارا نہ ہووہ کسی عدالت کے فیصلے کی وجہ سے تمھارا نہ ہوگا۔(ازتیسیرالقرآن)

دوسری جگہ فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَأْكُلُوٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ .(النساء:۲۹)

ترجمہ:اے ایمان والو!تم آپس میں ایک دوسرے کا مال باطل طریقے سے مت کھاؤ؛مگر یہ کہ کوئی تجارت تمھاری آپس کی خوشی سے ہوئی ہو۔(ازتیسیرالقرآن)

یادرکھو!جودولت اورجوروپیہ اورجودکان ظلم کے ساتھ حاصل کی جاتی ہے،تو اللہ تعالیٰ کے یہاں اس پرسخت عذاب ہوگا۔

ظلم قیامت کے دن اندھیرا بن کرسامنے آئے گا

جتناظلم دنیامیں کروگے قیامت کے دن وہ کالی رات کی طرح اندھیرا بن کے

سامنے آئے گا، حدیث میں آتا ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِتَّقُوْا الظُّلْمَ فَإِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَّوْمَ الْقِيَامَةِ .(المسلم عن جابر رضی اللہ عنہ)

ترجمہ: ظلم سے بچو؛ اس لیے کہ ظلم قیامت کے دن اندھیرے کی شکل میں ہوگا۔

اس لیے کسی پر ظلم مت کرو، آج کل لوگ پیسوں کی طاقت (money power) سے دوسروں پر ظلم کرتے ہیں ، یا حکومت کی کرسی پر بیٹھ کر دوسروں پر ظلم کرتے ہیں، یاد رکھو! پیسوں کی طاقت ختم ہوجائے گی ،حکومت ختم ہوجائے گی اور پھر قیامت کے دن ظلم کا بدلہ چکانا پڑے گا، قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں :

يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ ﴿٩﴾ فَمَا لَهُ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ ﴿١٠﴾ (الطارق)

ترجمہ: جس دن تمام بھیدوں کی جانچ ہوگی ﴿٩﴾ تو اس (انسان) کے پاس (خود کی طرف سے دفاع کرنے کا) نہ تو کوئی زور ہوگا اور نہ کوئی اس کی مدد کرنے والا ہوگا۔

یعنی قیامت کے دن دلوں کے راز اور بھید سب سامنے آجائیں گے، کوئی طاقت نہیں ہوگی، کوئی مدد کرنے والا نہیں ہوگا۔

میں نے اپنے آپ پر ظلم حرام کیا ہے

ایک حدیثِ قدسی میں خود اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

يا عِبادي! اِنِّي حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلىٰ نَفْسِي وَجَعَلْتُهُ بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا فَلَا تَظَالَمُوْا.(المسلم عن ابي ذر رضی اللہ عنہ)

ترجمہ: اے میرے بندو! میں نے اپنے آپ پر ظلم حرام قرار دیا ہے اور تم پر بھی ظلم حرام ٹھہرایا ہے؛ لہذا تم آپس میں ایک دوسرے پر ظلم مت کرو۔

مظلوم کی آہ سے بچو!

دینی بہنو! اپنے گھر میں کام کرنے والوں پر ظلم مت کرو، اور کوئی مرد کسی مرد پر، کوئی عورت کسی عورت پر، کوئی انسان کسی انسان پر ظلم نہ کرے، اللہ تعالیٰ ظلم کرنے والے سے بہت ناراض ہوتے ہیں۔

اور ایک خطرناک بات آپ کو بتلاؤں، وہ یہ کہ: مظلوم کے دل سے جو آہ اور بددعا نکلتی ہے وہ سیدھی اللہ کے عرش تک پہنچتی ہے، اور وہ انسان کی دنیا اور آخرت کو برباد کر دیتی ہے، حدیث میں آتا ہے:

عَنْ عبدِ اللّٰهِ بنِ عباسٍ رضی الله عنهما:اَنَّ النبيَّ ﷺ بَعَثَ مُعَاذًا إِلىٰ الْيَمَنِ فَقَالَ:اِتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فِإِنَّهَا لَيْسَ بَيْنَهَا وَ بَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ .(البخاري)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ؛ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ کو جب یمن بھیجا تو فرمایا کہ: مظلوم کی بد دعا سے بچنا؛ اس لیے کہ مظلوم کی بد دعا اور اللہ کے درمیان کوئی چیز آڑ نہیں ہوتی۔

دینی بہنو! بہت سے مال داروں اور طاقت والوں کا حال یہ ہوتا ہے کہ وہ دوسروں پر ظلم کرتے تھے؛ لیکن جب مظلوم کی بد دعا لگ گئی تو دنیا ہی میں ایسے ذلیل و رُسوا ہوئے کہ کفن دفن کے محتاج ہو گئے، زندگی کے آخری دنوں میں ایک گھونٹ پانی کے محتاج ہو گئے، ایک لقمہ کھانے کے محتاج ہو گئے؛ اس لیے کسی پر ظلم مت کرنا، مظلوم کی بد دعا بہت خطرناک چیز ہے۔

دو گناہ جس کی سزا دنیا میں

ماں باپ کی نافرمانی اور ظلم دو گناہ ایسے ہیں کہ آخرت سے پہلے دنیا میں عذاب شروع ہو جاتا ہے:

إِثْنَانِ يُعَجِّلُهُمَا اللهُ فِيْ الدُّنْيَا :اَلْبَغْيُ وَ عُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ .

(أَخرجه البخاري في التاريخ الكبير)

ترجمہ: دو ایسے گناہ ہیں جن کی سزا دنیا ہی میں دی جاتی ہے، وہ ظلم اور والدین کی نافرمانی ہے۔

اللہ تعالیٰ اس سے ہم سب کی اور پوری امت کی حفاظت فرمائے، آمین۔

وہ باندی امانت دار اور پاک دامن تھی

بہر حال! پھر ماں نے پوچھا کہ: اچھا بیٹا! یہ بتاؤ کہ وہ باندی کون تھی جس کو لوگ مارتے تھے اور کہتے تھے کہ: تو زانیہ ہے اور تو چور ہے؟

اس بچے نے کہا کہ: میری پیاری ماں! وہ باندی بے چاری زانیہ اور چور نہیں تھی؛ بلکہ پاک دامن تھی اور امانت دار تھی، لوگ زبردستی اس پر الزام اور تہمت لگا رہے تھے؛ اس لیے میں نے اللہ سے دعا کی: اے اللہ! مجھ کو اس عورت کی طرح عفیف و پاک دامن اور امانت دار بنادے۔

دینی بہنو! اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کیسے کیسے دکھلاتے ہیں؟ کبھی بڑے مردوں میں، کبھی بڑی عورتوں میں، اور کبھی دودھ پیتے بچوں میں اللہ تعالیٰ اپنی قدرت

دکھاتے ہیں کہ دودھ پیتا بچہ دعا کر رہا ہے، دودھ پیتا بچہ ماں کے سوال کا جواب دے رہا ہے، کیسی عجیب اللہ تعالی کی قدرت!

اللہ تعالیٰ کسی قسم کے اسباب و وسائل کے محتاج نہیں ہیں

اس سے یہ بات بھی ہمارے سامنے ثابت ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کے دکھلانے میں کسی قسم اسباب و وسائل کے محتاج نہیں ہیں، اللہ تعالیٰ کسی کام کے کرنے کے لیے زمانے کے عام رواج کے بھی محتاج نہیں ہیں، اللہ تعالیٰ چاہے تو بڑے مرد اور بڑی عورتوں کی زبان گونگی کر دے، اور چھوٹے چھوٹے بچوں کی زبان اللہ تعالیٰ کھول دے، ہم دیکھتے ہیں بہت سے تندرست لوگوں کو بیماری لگ گئی، گونگے ہو گئے، اللہ تعالیٰ ایسی بیماریوں سے میری اور آپ کی حفاظت فرمائیں، آمین۔

ظاہر کو دیکھ کر فیصلہ نہیں کرنا چاہیے

دینی بہنو! اِس واقعے میں ایک عجیب بات یہ بھی سوچنی چاہیے کہ ہر چیز کے دو بازو ہوتے ہیں: ایک ظاہر اور ایک باطن، آج دنیا کا یہ حال ہوگیا کہ صرف ظاہر کو دیکھتی ہے، باطن اور اندر کو لوگ نہیں دیکھتے۔

دیکھو! وہ آدمی ظاہر میں مال دار تھا؛ لیکن اندر سے ظالم تھا اور وہ عورت ظاہر میں غریب تھی، باندی تھی، لوگ مار رہے تھے؛ لیکن اندر سے وہ بے چاری نیک، پارسا، عفیفہ، پاک دامن اور امانت دار عورت تھی، تو کبھی کسی کے ظاہر کو دیکھ کر فیصلہ نہیں کرنا چاہیے۔

ظاہر اور باطن کو درست کرنے کی عجیب پیاری دعا

اسی لیے حدیث میں حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دعا بتلائی ہے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ سَرِيْرَتِيْ خَيْرًا مِنْ عَلَانِيَتِيْ وَاجْعَلْ عَلَانِيَتِيْ صَالِحًا. (الحزب الاعظم بہ حوالہ ترمذي)

ترجمہ: اے اللہ! میرے ظاہری احوال کے مقابلے میں میرے باطنی احوال کو بہتر بنا دیجیے، اور میرے ظاہری احوال کو بھی درست فرما دیجیے۔

یہ بہت اچھی دعا ہے، اس کو اللہ سے مانگو کہ:

اے اللہ! آپ نے مجھے ظاہر میں بہت اچھا بنایا، بہترین جسم دیا، بہترین صورت دی، بہترین تندرستی دی، بہترین کپڑے دیے، مجھے آپ نے ظاہر میں بہت اچھا بنایا ہے، اے پیارے اللہ! میرے اندر کو، میرے دل کو، میرے دماغ کو، میری سوچ کو بھی ظاہر سے زیادہ اچھا بنا دیجیے۔

بہت سے لوگوں کا ظاہر سفید ہوتا ہے؛ لیکن اللہ حفاظت کرے! ان کا دل کالا ہوتا ہے، باہر سے بہت اچھے، بہت خوب صورت ہوتے ہیں؛ لیکن دل ان کا نہایت میلا اور گندا ہوتا ہے؛ بلکہ بہت ساروں کی ڈاڑھی سفید ہوجاتی ہے، سر کے بال سفید ہوجاتے ہیں؛ لیکن دل کالا ہی رہتا ہے، اللہ ایسی حالت سے ہماری حفاظت فرمائے۔

نیک لوگوں کو دیکھ کر ان کے جیسے بننے کی دعا کرنی چاہیے

اس بچے نے دعا کی کہ: ''اے اللہ! آپ مجھ کو اس باندی جیسا بنا دے'' اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ میں بھی بڑا ہو کر غلام بن جاؤں، لوگ اس باندی کی طرح مجھے بھی

ماریں اور مجھ پر تہمت لگائیں، یہ مطلب ہرگز نہیں تھا۔

بلکہ اس کا مطلب یہ تھا کہ: یہ عورت جیسے پاک دامن ہے، عفیفہ ہے، امانت دار اور دیانت دار ہے، اے اللہ! آپ مجھ کو بھی ایسا پاک دامن، عفیف اور امانت دار بنا دینا، یہ اس کی دعا کرنے کا مطلب تھا۔

آج ہمیں اپنے اندر بھی یہ چیز لانے کی ضرورت ہے

اس سے یہ بات ہمیں سیکھنے کو ملی کہ نیک لوگوں کو دیکھ کر ان کے جیسا نیک بننے کی اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیے۔

ظلم کی وجہ سے حق کو نہیں چھوڑنا چاہیے

اور اس نے جو یہ کہا کہ: ’’مجھے اس مرد جیسا مت بنانا‘‘ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی نعمت، ظلم کے ذریعے مجھے نہ ملے، اگر اللہ نعمت دے اور خوب دے، سواری بھی دے، شان بھی دے؛ لیکن ظلم کر کے نعمت نہیں چاہیے، کسی کا زبردستی چھین کر نہیں چاہیے، حرام طریقے سے نہیں چاہیے، غلط طریقے سے نہیں چاہیے؛ بلکہ صحیح طریقے سے اللہ تعالیٰ ہم کو دولت اور عزت عطا کرے۔

یعنی میں حق پر قائم رہوں؛ چاہے حق پر قائم رہنے کے لیے ظلم کو برداشت کرنا پڑے۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسان کو حق پر رہنے کے لیے تکلیف اٹھانی پڑے تو اٹھاوے؛ لیکن ہمیشہ سچائی پر آدمی قائم رہے۔

بڑا بننے کے لیے آج لوگوں کا حال

آج کل لوگوں کا یہ مزاج بن گیا ہے کہ خود کو بڑا بنانے کے لیے، مال دار

بنانے کے لیے لوگوں کا مال کھا جاتے ہیں، ادھار پیسے لیتے ہیں اور دینے کا نام نہیں، کرائے پر مکان یا دکان لیتے ہیں؛ لیکن جب مالک خالی کرنے کا مطالبہ کرتا ہے تو خالی بھی نہیں کرتے، جھوٹ بول کر، دھوکا دے کر لوگوں کے پیسے کھا جاتے ہیں اور خود بڑے بن جاتے ہیں۔

جب میں اسکول میں تھا تب ہمارے ٹیچر بہت اچھی بات کہا کرتے تھے کہ: آہستہ آہستہ محنت کر کے بڑا بننے میں اور مشہور ہونے میں تو بہت دیر لگتی ہے؛ لیکن جلدی جلدی بڑا اور مشہور بننا ہو تو دو تین آدمیوں کو نیچے سلاؤ، اور اس کے اوپر کھڑے ہو جاؤ، تو تم جلدی اونچے اور مشہور بن جاؤ گے۔

ظاہر کے نقشوں میں مت الجھو

اور دیکھو دینی بہنو! قرآن میں بھی اللہ تعالیٰ نے ایک بات ارشاد فرمائی:

وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّهُوَخَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔا وَّهُوَشَرٌّ لَّكُمْ ۗ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٢١٦﴾ (البقرۃ)

ترجمہ: اور ایسا ہو سکتا ہے کہ ایک چیز کو تم پسند نہ کرو؛ حالاں کہ وہ چیز تمھارے لیے بہتر ہو، اور یہ بھی ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو پسند کرو؛ حالاں کہ وہ چیز تمھارے لیے بری ہو، اور (ہر چیز کی حقیقت) اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اور تم لوگ جانتے نہیں ہو ﴿۲۱۶﴾

یعنی بہت ساری چیزیں ہم کو اچھی نہیں لگتیں؛ لیکن حقیقت میں وہ ہمارے لیے اچھی ہوتی ہیں، اور بہت ساری چیزیں ہم کو اچھی لگتی ہیں؛ حالاں کہ وہ ہمارے لیے بری ہوا کرتی ہیں؛ اس لیے ظاہر کے نقشوں میں مت پھنسو، باطن کو دیکھا کرو۔

آج ہماری بہت سی کنواری جوان بیٹیاں ظاہری ٹیپ ٹاپ والا لڑکا دیکھ لیتی ہیں، فیس بک پر، نیٹ پر کونٹیک ہوجاتا ہے یا مال دار گھر کا لڑکا دیکھ لیتی ہیں، تو وہ تمنا کرتی ہیں اور یہ کوشش کرتی ہیں کہ اس کے ساتھ شادی ہوجائے؛ لیکن دینی بیٹیو! ظاہری شکل وصورت میں مت آؤ، اس کا دل دیکھو، دین داری دیکھو، اس کے اندر تقویٰ کتنا ہے وہ دیکھو، ان شاء اللہ! تمھاری زندگی خوشیوں والی گزرے گی۔

اس قصے سے حاصل ہونے والا ایک اہم سبق

اس قصے کی ایک عجیب بات بتلاؤں جس کی اصلاح کی مجھے اور آپ سب کو ضرورت ہے، وہ یہ ہے کہ: کسی کا ظاہر دیکھ کر کسی کو حقیر مت سمجھو، آج کوئی غریب ہمارے سامنے آتا ہے تو ہم سوچتے ہیں یہ تو غریب ہے، یہ ایسا ہے، ویسا ہے، ہم اس کو حقیر سمجھتے ہیں، اس کی توہین کرتے ہیں۔

میری دینی بہنو! کسی کی ظاہری کمزوری، غریبی، میلے اور پھٹے کپڑے، چھوٹا مکان، کچا مکان، پرانا مکان، پرانی گاڑی، پرانی دکان، پیسوں کا کم ہونا، اس کی وجہ سے کبھی کسی کو حقیر مت سمجھو، معلوم نہیں اللہ کے یہاں اس کا کتنا اونچا مقام اور مرتبہ ہو، ہر ایک کا ادب کرو، ہر ایک کا اکرام کرو، ہر ایک کی عزت کرو، کسی کو حقیر مت سمجھو، حدیث میں آتا ہے:

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: بِحَسْبِ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ. (رواہ مسلم)

ترجمہ: اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: آدمی کے برا ہونے کے

لیے اتنا کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔

دینی بہنو! اور دوسری اہم بات یہ کہ کسی کا ظاہر دیکھ کر اس پر بہت زیادہ بھروسہ بھی نہیں کرنا چاہیے، یہ بڑا فتنوں کا زمانہ ہے، بہروپیے لوگ بہت آتے ہیں، کسی کو ظاہر میں دیکھا کہ ایسا ہے ویسا ہے، اور تم نے بھروسہ کرلیا، پھر اندر سے کوئی برائی اور بربادی کی چیز سامنے آتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ظاہر و باطن دونوں کو سنوارنے کی توفیق عطا فرماوے۔

آئینہ دیکھنے کی دعا

اسی لیے دیکھو! حدیث میں آئینے میں دیکھنے کی کتنی اچھی دعا آئی ہے:

عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ :كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِذَا نَظَرَ إِلٰى وَجْهِهِ فِيْ الْمِرْآةِ قَالَ : اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَللّٰهُمَّ كَمَا أَحْسَنْتَ خَلْقِيْ فَأَحْسِنْ خُلُقِيْ .(رواه البيهقي)

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اپنا چہرۂ مبارک آئینے میں دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، اے اللہ! میں نے آئینے میں اپنا چہرہ دیکھا، تو نے میرا چہرا، میرا بدن بہت اچھا بنایا، میرے اللہ! میرے اخلاق بھی میرے ظاہر کی طرح اچھے بنا دیجیے۔

صرف ظاہری خوب صورتی سے کچھ نہیں ہوتا، اخلاق اچھے ہوں، اور دل بھی اچھا ہو تو وہ انسان کے لیے کمال کی بات ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

بنی اسرائیل کی ایک ذہین عورت کا واقعہ

اقتباس

تعزیت کے الفاظ متعین نہیں ہے، صبر اور تسلی کے لیے جو الفاظ زیادہ مناسب ہوں وہ کہیں، مثلاً: اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ﴿۱۵۶﴾ (البقرة)

ترجمہ: ہم سب تو اللہ تعالیٰ ہی کی ملکیت میں ہیں اور ہم سب اسی (اللہ تعالیٰ) کی طرف واپس جانے والے ہیں۔

إِنَّ لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَلَهُ مَا اَعْطٰى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِاَجَلٍ مُّسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ. (البخاري)

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے جو کچھ اس نے لیا اور اسی کے لیے ہے جو کچھ اس نے دیا، اور ہر چیز کا اس کے یہاں ایک وقت مقرر ہے؛ لہذا صبر سے کام لیجیے اور اللہ تعالیٰ سے اس پر ثواب کی امید رکھیے۔

اَعْظَمَ اللّٰهُ اَجْرَكُمْ وَغَفَرَ اللّٰهُ لِصَاحِبِكُمْ. (مصنف ابن عبدالرزاق)

اللہ تعالیٰ تمھارے ثواب کو زیادہ کرے اور تمھارے ساتھی کی مغفرت فرمائے۔

اللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهُ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُ. (صحيح ابن حبان)

ترجمہ: اے اللہ! ہم کو اس کے (مرنے پر ہم جو صبر کریں اس کے) ثواب سے محروم مت فرمایئے اور اس کے (مرنے کے بعد) بعد ہم کو فتنے میں مت ڈالیے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدَانَا لِلْإِسْلامِ ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ ، وَ أَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَ شَفِيْعَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، صَلَوَاتُ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالىٰ عَلَيْهِ وَ عَلىٰ اٰلِهِ وَ أَصْحَابِهِ وَ ذُرِّيَاتِهِ وَ أَهْلِ بَيْتِهِ وَ أَهْلِ طَاعَتِهِ ، وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا ، أَمَّا بَعْدُ !

روىٰ مَالِكٌ فِيْ مُوَطَّاهُ عَنْ يَحْيٰ بْنِ سَعِيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ قَالَ:

هَلَكَتْ اِمْرَأَةٌ لِيْ فَاَتَانِيْ مُحَمَّدُ بْنُ كَعْبٍ الْقُرَظِيُّ يُعَزِّيْنِيْ بِهَا فَقَالَ:إِنَّهُ كَانَ فِيْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ رَجُلٌ فَقِيْهٌ عَالِمٌ عَابِدٌ مُجْتَهِدٌ وَ كَانَتْ لَهُ اِمْرَأَةٌ وَكَانَ بِهَا مُعْجَبًا وَلَهَا مُحِبًّا فَمَاتَتْ فَوَجَدَ عَلَيْهَا وَجْدًا شَدِيْدًا وَلَقِيَ عَلَيْهَا أَسَفًا حَتّٰى خَلَا فِيْ بَيْتٍ وَغَلَّقَ عَلىٰ نَفْسِهِ وَاحْتَجَبَ مِنَ النَّاسِ فَلَمْ يَكُنْ يَدْخُلُ عَلَيْهِ أَحَدٌ.

وَإِنَّ اِمْرَأَةً سَمِعَتْ بِهِ فَجَاءَتْهُ فَقَالَتْ:إِنَّ لِيْ إِلَيْهِ حَاجَةً اَسْتَفْتِيْهِ فِيْهَا لَيْسَ يُجْزِيْنِيْ فِيْهَا إِلَّا مُشَافَهَتُهُ، فَذَهَبَ النَّاسُ وَلَزِمَتْ بَابَهُ، وَقَالَتْ:مَالِيْ مِنْهُ بُدٌّ.

فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ:إِنَّ هٰهُنَا اِمْرَأَةً أَرَادَتْ أَنْ تَسْتَفْتِيَكَ وَقَالَتْ إِنْ أَرَدْتُّ إِلَّا مُشَافَهَتَهُ وَقَدْ ذَهَبَ النَّاسُ وَهِيَ لَاتُفَارِقُ الْبَابَ، فَقَالَ: اِئْذَنُوْا لَهَا فَدَخَلَتْ عَلَيْهِ، فَقَالَتْ:إِنِّيْ جِئْتُكَ اَسْتَفْتِيْكَ فِيْ أَمْرٍ.

قَالَ: وَمَاهُوَ ؟ قَالَتْ:إِنِّيْ اِسْتَعَرْتُ مِنْ جَارَةٍ لِيْ حَلْيًا فَكُنْتُ أَلْبَسُهُ وَأُعِيْرُهُ زَمَانًا ثُمَّ إِنَّهُمْ أَرْسَلُوْا إِلَيَّ فِيْهِ أَفَأُؤَدِّيْهِ إِلَيْهِمْ؟

فَقَالَ: نَعَمْ وَاللّٰهِ! فَقَالَتْ:إِنَّهُ قَدْ مَكَثَ عِنْدِيْ زَمَانًا؟

فَقَالَ:ذٰلِكِ أَحَقُّ لِرَدِّكِ إِيَّاهُ إِلَيْهِمْ حِيْنَ أَعَارُوْكِيْهِ زَمَانًا.

فَقَالَتْ:أَيْ!يَرْحَمُكَ اللّٰهِ!أَفَتَأْسَفُ عَلٰى مَا أَعَارَكَ اللّٰهُ ثُمَّ أَخَذَهُ مِنْكَ ؟وَهُوَ أَحَقُّ بِهِ مِنْكَ.فَأَبْصَرَ مَاكَانَ فِيْهِ وَنَفَعَهُ اللّٰهُ بِقَوْلِهَا.

حدیث کا ترجمہ

امام مالکؒ نے اپنی مؤطا میں حضرت یحییٰ بن سعیدؒ سے نقل کیا ہے کہ قاسم بن محمد نے فرمایا کہ: میری بیوی کا انتقال ہوگیا تو میرے پاس محمد بن کعب القرظیؒ تعزیت کے لیے آئے اور (تعزیت کے درمیان میری تسلی کے لیے) فرمایا کہ:

بنی اسرائیل میں ایک شخص بڑے فقیہ، عالم، عابد اور مجتہد تھے، ان کی ایک بیوی تھی جسے وہ بہت پسند کرتے تھے اور اس سے بڑی محبت کرتے تھے، اس کا اچانک انتقال ہوگیا، ان عالم کو بہت زیادہ صدمہ ہوا اور اس قدر غم ہوا کہ اپنے گھر میں تنہائی میں رہنے لگے اور دنیا کے سب کام اپنے اوپر بند کر لیے، اور لوگوں سے الگ ہو گئے، کوئی ان کے پاس جا بھی نہیں سکتا تھا۔

ایک عورت نے ان کا یہ حال سنا تو وہاں آئی اور لوگوں سے کہا کہ: مجھے ان عالم سے ایک ضروری کام ہے اور میں ان سے ایک فتویٰ معلوم کرنا چاہ رہی ہوں اور ان سے ملے بغیر مجھے اس مسئلے میں تشفی نہیں ہوسکتی؛ چنانچہ لوگ وہاں سے چلے گئے اور وہ

عورت ان کے دروازے سے لگ کر بیٹھ گئی اور کہنے لگی کہ: ان سے ملنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں۔ کسی نے ان عالم سے کہہ دیا کہ: یہاں ایک عورت ہے اور آپ سے مسئلہ پوچھنا چاہتی ہے اور کہتی ہے کہ میں ان ہی سے ملوں گی، سب لوگ جا چکے ہیں جب کہ وہ عورت دروازے سے جدا نہیں ہوتی۔

ان عالم نے کہا کہ: اسے آنے دو۔ وہ ان کے پاس گئی اور کہنے لگی کہ: میں ایک معاملہ میں آپ سے فتویٰ لینے آئی ہوں۔

ان عالم نے کہا کہ: وہ کیا ہے؟ اس عورت نے کہا کہ: میں نے اپنی ایک پڑوسن سے ایک زیور عاریتاً (یعنی ضرورت کے وقت استعمال کے لیے) لیا، میں اسے پہنتی رہی اور ایک زمانہ تک وہ میرے پاس عاریتاً رہا، پھر ان لوگوں نے مجھ سے واپس لینے کے لیے کسی کو بھیج دیا تو کیا میں انھیں واپس کردوں؟

انھوں نے فرمایا کہ: ہاں! اللہ کی قسم! (یعنی ضرور واپس کرو)

وہ کہنے لگی کہ: وہ زیور میرے پاس بہت زمانے سے ہے اور اب اسے واپس کرنا بہت مشکل معلوم ہو رہا ہے۔ فرمانے لگے کہ: پھر زیادہ ضروری ہے کہ تم اسے انھیں کو واپس کردو کہ اتنے وقت تک انھوں نے تمھیں دیے رکھا۔

وہ کہنے لگی کہ: حضرت! اللہ آپ پر رحم فرمائے! پھر آپ ایسی چیز پر کیوں افسوس کرتے ہیں جو اللہ نے عاریۃً آپ کو دی تھی؟ پھر آپ سے واپس لے لی (یعنی آپ کی بیوی جس کا انتقال ہوا) اور وہ اس کا زیادہ حق دار تھا کہ واپس لے لیتا۔

بس! یہ سننا تھا کہ ان عالم کی آنکھیں کھل گئیں اور اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی اس بات سے انھیں نفع پہنچایا۔

قصے کی شروعات

حضرت امام مالکؒ نے حدیث شریف کی اپنی کتاب ''موطا'' میں پچھلی امت کی ایک بڑی سمجھ دار اور ذہین عورت کا عجیب وغریب قصہ بیان فرمایا ہے، وہ آپ کے سامنے عرض کرتا ہوں:

حضرت قاسم ابن محمدؒ فرماتے ہیں کہ: میری بیوی کا انتقال ہوگیا تو میرے پاس محمد بن کعب القرظیؒ تعزیت کے لیے آئے۔

کسی کے انتقال پر تعزیت کے لیے جانا اللہ کے نبی کی سنت ہے

اس سے ایک اہم بات ہمیں سیکھنے کو ملتی ہے کہ: کسی کے گھر کسی کا انتقال ہوجائے تو تعزیت کے لیے جانا چاہیے، اور اس طرح تعزیت کے لیے جانا اللہ کے پیارے نبی کی سنت ہے، حدیث میں اس کی بڑی فضیلت آئی ہے:

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ:مَنْ عَزّٰى مُصَاباً فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ .(الترمذي)

ترجمہ: حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی مصیبت میں پڑے ہوئے کو تسلی دے اس کے لیے اس مصیبت زدہ کے ثواب کے مانند ثواب ہے۔ (یعنی ایسا ثواب ہے جیسا اس مصیبت میں پریشان انسان کو ملتا ہے)۔

تعزیت کا طریقہ

اگر انتقال کرنے والا مرد ہے اور وہ آپ کا محرم نہیں ہے تو پردے کے اہتمام کے ساتھ تعزیت کرو، اور جس روم میں جنازہ رکھا ہو اس روم میں مت بیٹھو۔

پھر میت کے گھر والوں سے تسلی اور دل جوئی کی بات کرو۔

قرآن پڑھ کر ایصالِ ثواب کرو۔ مغفرت کی دعا کرو۔

اس طریقے سے انتقال کے وقت یا انتقال کے بعد تین دن تک تعزیت کے لیے جانا سنت ہے اور ثواب کمانے کی چیز ہے۔

تعزیت کے آداب

① حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی اتباع کی نیت سے تعزیت کرنا۔

② مسنون مناسب الفاظ میں تعزیت کرنا۔

③ غم ظاہر کرنا۔

④ بات چیت کم کرنا۔

⑤ تعزیت کے وقت نہ ہنسنا؛ اس لیے کہ مصیبت کے وقت ہنسنے سے کینہ پیدا ہوتا ہے۔ (از سنن وآداب: ۳۲۴)

تعزیت کے مسنون الفاظ

تعزیت کے الفاظ متعین نہیں ہے، صبر اور تسلی کے لیے جو الفاظ زیادہ مناسب ہوں وہ کہیں، مثلاً:

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّآ إِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ (البقرۃ)

ترجمہ: ہم سب تو اللہ تعالیٰ ہی کی ملکیت میں ہیں اور ہم سب اسی (اللہ تعالیٰ) کی طرف واپس جانے والے ہیں۔

إِنَّ لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَلَهُ مَا اَعْطٰى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِاَجَلٍ مُّسَمًّى

فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ.(البخاري)

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے جو کچھ اس نے لیا اور اسی کے لیے ہے جو کچھ اس نے دیا، اور ہر چیز کا اس کے یہاں ایک وقت مقرر ہے؛ لہذا صبر سے کام لیجیے اور اللہ تعالیٰ سے اس پر ثواب کی امید رکھیے۔

اَعْظَمَ اللّٰهُ اَجْرَكُمْ وَغَفَرَ اللّٰهُ لِصَاحِبِكُمْ.(مصنف ابن عبدالرزاق)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمھارے ثواب کو زیادہ کرے اور تمھارے ساتھی کی مغفرت فرمائے۔

اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهُ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُ .(صحيح ابن حبان)

ترجمہ: اے اللہ! ہم کو اس کے (مرنے پر ہم جو صبر کریں اس کے) ثواب سے محروم مت فرمایئے اور اس کے (مرنے کے بعد) بعد ہم کو فتنے میں مت ڈالیے۔

غم کے وقت تسلی کا کوئی قصہ سنانا چاہیے

بہر حال! یہ تابعی بزرگ حضرت محمد بن کعبؒ، شیخ قاسم بن محمدؒ کے یہاں تشریف لے گئے، اور انھوں نے تسلی کے لیے ایک عجیب وغریب قصہ سنایا۔

اِس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ کوئی غم میں ڈوبا ہوا ہو تو اس کو کوئی قصہ سنا کر تسلی دینی چاہیے، بہت سے لوگوں کو الگ الگ وجوہات سے ٹینشن آجاتا ہے اور یہ ایسی چیز ہے جس میں انسان بہت ساری چیزیں بھول جاتا ہے، جو کام نہیں کرنے چاہیے وہ کام کر ڈالتا ہے اور جو کام کرنا چاہیے وہ کام چھوڑ دیتا ہے، تو کوئی مسلمان کسی بات کی وجہ سے ٹینشن میں ہو تو اس کو ایک دو بات تسلی کی کہنی چاہیے، اور اس کو سمجھانا چاہیے کہ:

صبر کرو، اللہ تعالیٰ نے جو کچھ ہماری تقدیر میں لکھا ہے اس پر راضی اور خوش رہو، کبھی کوئی قصہ سنا کر یا کوئی ہنسانے والی بات کہہ کر تسلی دینی چاہیے۔

یہ نہیں کہ کوئی غم میں ہو تو ہم اور زیادہ غم کی بات سنا کر اور زیادہ ٹینشن میں مبتلا کریں، جیسے کسی بیمار کی خبر لینے گئے تو اس کو امید دلانی چاہیے کہ: اللہ تعالیٰ آپ کو جلد از جلد شفا دے دیں گے۔

بیمار کے پاس پڑھنے کی دعا

بیمار کے پاس کھڑے ہو کر حدیث میں آئی ہوئی دعائیں پڑھیں:

أَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ ، رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ، أَنْ يَّشْفِيَكَ.(ابو داؤد عن ابن عباس رضي الله عنهما)

ترجمہ: میں عظیم رب سے سوال کرتا ہوں جو بڑے عرش کے مالک ہیں کہ وہ تجھے شفا دے۔

اس دعا کو سات مرتبہ پڑھیں، اس کے بعد یہ دعا بھی پڑھ لیں:

لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ.(البخاري عن ابن عباس رضي الله عنهما)

ترجمہ: گھبرانے کی کوئی بات نہیں !اگر اللہ نے چاہا تو (یہ بیماری تمھارے گناہوں کو) پاک کر دینے والی ہوگی۔

غم زدہ کے سامنے ٹینشن والی بات نہیں کرنی چاہیے

بعض لوگوں کی بات ہمیشہ منفی (nagative) ہوتی ہے، کسی بیمار کے پاس ہاسپٹل میں یا اس کے گھر گئے تو جا کر ایسی غلط باتیں کہنا شروع کر دیتے ہیں کہ: فلاں کو

بھی ایسی ہی بیماری لگی تھی اور اسی میں ان کا انتقال ہو گیا تھا، جب وہ بے چارہ اس طرح کی بات سنے گا تو وہ اور زیادہ ٹینشن میں آجائے گا، اس سے اور زیادہ وہ الجھن میں آجائے گا؛ اس لیے کبھی ایسی بات نہیں کرنی چاہیے؛ بلکہ امید کی بات کرنی چاہیے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صحابہ رضی اللہ عنہم کو تسلی دینا

جیسے جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہو گیا تو تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم غم میں تھے، اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کیسی عجیب وغریب تسلی دی تھی، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أَيُّهَا النَّاسُ ! مَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّداً فَإِنَّ مُحَمَّداً قَدْ مَاتَ ، وَ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللهَ فَإِنَّ اللهَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ ، ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ:

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۴﴾ (آل عمران)

ترجمہ: اے لوگو! جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبادت کرتا تھا تو وہ سن لے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہو گیا ہے اور جو شخص اللہ کی عبادت کرتا تھا تو سن لے کہ اللہ تعالیٰ زندہ ہیں، وہ کبھی نہیں مریں گے، پھر قرآنِ کریم کی یہ آیات تلاوت فرمائی:

اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) رسول ہی تو ہے، پکی بات ہے کہ ان سے پہلے بہت سارے رسول گذر چکے، سو اگر وہ وفات پا جائیں یا ان کو شہید کر دیا جائے تو کیا تم ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے (یعنی اسلام چھوڑ دو گے؟) اور جو شخص بھی اپنی ایڑیوں کے بل پھر جائے گا تو وہ ہر گز اللہ تعالیٰ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا اور عنقریب اللہ تعالیٰ شکر کرنے

والوں کو بدلہ (یعنی ثواب) دیں گے ﴿١٤٤﴾

یہ آیت پڑھ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو تسلی دی۔

غم کی وجہ سے اپنی ذمے داریوں کو نہیں چھوڑنا چاہیے

بعض مرتبہ بیماری کی وجہ سے یا کسی کے انتقال کی وجہ سے لوگوں کو صدمہ لگ جاتا ہے اور ایسا صدمہ اور غم لگ جاتا ہے کہ بعض لوگ تو گھر سے باہر نکلنا بند کر دیتے ہیں، لوگوں سے بات کرنا بند کر دیتے ہیں، کھانا پینا چھوڑ دیتے ہیں، کاروبار، دکان، نوکری سب کچھ چھوڑ دیتے ہیں، یہاں تک کہ نماز وغیرہ پڑھنا بھی چھوڑ دیتے ہیں اور بالکل غم اور ٹینشن میں بیٹھے رہتے ہیں۔

یاد رکھو! غم میں اتنا زیادہ ڈوب جانا کہ آدمی اپنی ذمے داریوں کو بھی چھوڑ دے بالکل درست نہیں، ایسا غم کہ جس کی بنا پر آدمی نماز چھوڑ دے، شریعت کے قانون چھوڑ دے، یہ تو بڑی خطرناک چیز ہے، ایسا غم شریعت میں ہرگز جائز نہیں ہے۔

غم ہو؛ لیکن غم کی وجہ سے آدمی کو ضروری کام کاج نہیں چھوڑنا چاہیے، اپنے کام کاج جاری رکھنے چاہیے۔

ایک عورت کی صلاحیت

یہ قصہ جو امام مالکؒ نے اپنی حدیث کی کتاب مؤطا میں نقل کیا ہے، اس میں ایک عورت کی ہوشیاری ہمارے سامنے آتی ہے کہ ایک عورت کتنی ہوشیار اور ذہین ہوسکتی ہے اور بعض مرتبہ بڑے بڑے عالم اور دین دار لوگ کسی الجھن میں ہوتے ہیں تو ایک عورت کی بات اور رائے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کی الجھنوں کو دور فرما دیتے ہیں؛

اس لیے ایسی عورتوں کو اپنی صلاحیت استعمال کرنا چاہیے، اس سے دوسرے لوگوں کو فائدہ ہوتا ہے۔

بنی اسرائیل کے ایک عالم جو اپنی بیوی سے بہت محبت کرتے تھے

بہر حال! محمد بن کعبؒ نے تسلی کے لیے ایک قصہ سنایا کہ:

بنی اسرائیل میں ایک بڑے عالم تھے، بڑے عبادت کرنے والے، مسئلے مسائل کو جاننے والے مفتی صاحب تھے، ان کی ایک بیوی تھی اور وہ اس کو بہت پسند کرتے تھے اور اس سے بڑی محبت کرتے تھے۔

ہماری شریعت میں بیوی شوہر سے محبت رکھے اور شوہر بیوی سے محبت رکھے یہ بہت ہی اچھی اور بہت ہی پسندیدہ چیز ہے۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ

میں آپ کو ایک حدیث سناتا ہوں، حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ: اگر کوئی شوہر محبت سے بیوی کو دیکھے اور بیوی شوہر کو محبت سے دیکھے تو اللہ تعالیٰ ان میاں بیوی کو رحمت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

نوٹ: اس روایت کی سند میں اسماعیل بن یحییٰ تیمی ہیں جو واضعِ احادیث ہیں؛ اس لیے بعض حضرات نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔ (از آسان درسِ قرآن، از شیخ الحدیث حضرت مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم: قسط: ۴، سورۂ عادیات)

اللہ تعالیٰ کی رحمت کو حاصل کرنے کا کتنا بہترین ذریعہ ہے کہ بیوی شوہر کو محبت سے دیکھے، شوہر بیوی کو محبت کی نظر سے دیکھے!!

بیوی کے انتقال پر عالم کا کونے میں بیٹھ جانا

اس عالم کو اپنی بیوی سے بہت محبت تھی؛ لیکن اچانک بیوی کا انتقال ہو گیا تو وہ بہت غمگین ہو گئے، ان کو بہت صدمہ ہوا، اور اتنے غم میں وہ ڈوب گئے کہ اپنے گھر کے کونے میں بیٹھ گئے، گھر سے باہر نکلنا بند کر دیا، سارے کام کاج چھوڑ دیے، لوگوں سے ملنا چھوڑ دیا۔

اب ایک عالم، اتنے بڑے مفتی، جو لوگوں کو دین سیکھاتے ہوں، لوگوں کو مسئلے مسائل بتاتے ہوں، وہ اگر ایک کونے میں بیٹھ جائیں، کسی سے ملاقات نہ کریں تو امت کا دین کے اعتبار سے کتنا بڑا نقصان ہوگا؟ لوگوں کو فائدہ پہنچنا بند ہو جائے گا۔

جیسے پانی جب چلتا ہے تو لوگوں کو فائدہ پہنچتا ہے اور تازہ رہتا ہے؛ لیکن اگر پانی ایک جگہ رک جاتا ہے تو سڑنے لگتا ہے اور اس میں بدبو پیدا ہو جاتی ہے۔

ایک عقل مند عورت اور اس کی سمجھ داری

اس عالم کے گھر کے قریب ایک عورت رہتی تھی، وہ بہت سمجھ دار تھی، جب اس نے یہ بات سنی تو اس نے سوچا کہ اتنے بڑے مفتی صاحب گھر میں بیٹھ گئے، اس سے امت کا نقصان ہو رہا ہے، چلو! میں ان کو حکمت سے سمجھاتی ہوں۔

دیکھو! اس عورت نے کس طرح حکمت سے کام لیا!

وہ اپنے گھر سے نکلی اور مولانا صاحب کے گھر گئی اور دروازے کے باہر کھڑی ہو کر کہنے لگی کہ: مجھے مولانا سے ایک ضروری فتویٰ پوچھنا ہے اور ایسا فتویٰ ہے کہ مولانا ہی اس فتوے کا جواب دے سکیں گے، اور مجھے انہی کے فتوے پر اطمینان ہوتا ہے۔

محلے کے اور آس پاس کے آنے جانے والے لوگ سب ادھر ادھر ہو گئے؛ لیکن وہ عورت دروازے پر ایسی جم کر بیٹھ گئی کہ دروازے سے ہٹنے کا نام نہیں لیتی۔

کسی نے جا کر مفتی صاحب سے کہا کہ: یہاں ایک عورت آ کر بیٹھی ہے اور ہٹنے کا نام نہیں لیتی ہے اور کہتی ہے کہ: میں مولانا سے ہی مسئلہ پوچھوں گی؛ اس لیے آپ کو اس کو وقت دینا پڑے گا، مسئلہ بتانا پڑے گا۔

ان مفتی صاحب نے جب یہ بات سنی کہ ایک عورت ضد کر کے دروازے پر بیٹھی ہے تو ان مفتی صاحب نے کہا کہ: ٹھیک ہے، اس کو آنے دو۔

وہ عورت ان کے پاس گئی۔ظاہر ہے کہ وہ عورت بھی سمجھ دار تھی اور وہ مفتی بھی اللہ والے تھے؛ اس لیے پورے پردے کے لحاظ کے ساتھ شریعت کے ضابطے کے مطابق ہی سارا معاملہ ہوا ہوگا۔اس عورت نے کہا کہ: حضرت! آپ سے ایک فتویٰ پوچھنا چاہتی ہوں۔

اصل میں اس عورت کو کوئی مسئلہ نہیں پوچھنا تھا، وہ تو صرف مفتی صاحب کو غم سے باہر لانا چاہتی تھی۔

مفتی صاحب نے کہا کہ:. پوچھو! کیا پوچھنا ہے؟

اس عورت کا مسئلہ پوچھنا

اس عورت نے کہا کہ: میرے پڑوس میں ایک عورت رہتی ہے، میں نے ایک دن اس سے اس کے زیورات پہننے کے لیے مانگے۔

جیسا کہ اس طرح زیورات ایک دوسرے سے مانگ کر پہننے کی عورتوں کی

عادت ہے اور آپ لوگوں کو تو یہ چیز شاید جلدی سمجھ میں نہیں آئے گی؛ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت نوازا ہے؛ لیکن جہاں غریبی ہوتی ہے، وہاں اس طرح کی باتیں ہوتی ہیں۔ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قصہ آپ کو سنایا تھا کہ: ان کا ہار گم ہو گیا تھا، تو وہ بھی ان کا اپنا ہار نہیں تھا؛ بلکہ اپنی بہن سے وہ پہننے کے لیے لے کر آئی تھیں۔

تو اس عورت نے کہا کہ: مفتی صاحب! مسئلہ یہ ہے کہ میرے پڑوس میں ایک عورت رہتی ہے، میں نے اس کے پاس سے زیورات عاریت کے طور پر پہننے کے لیے مانگے، اس نے مجھ کو زیورات پہننے کے لیے دیے اور بہت دنوں سے میں اس کو پہنتی ہوں، اب کافی وقت ہو گیا، پڑوس والی عورت نے زیورات واپس مانگے۔

بعض لوگوں کو ایسی بری عادت ہوتی ہے کہ کام کے لیے کوئی چیز لے جاتے ہیں، پھر دینے ہی نہیں آتے، یہ بڑی بداخلاقی ہے؛ اس لیے کسی ضرورت کے موقع پر کوئی چیز کسی کے پاس سے لاؤ تو کام پورا کر کے فوراً اس کو واپس پہنچا دینا چاہیے۔

بہرحال! اس عورت نے کہا کہ: حضرت! اب وہ میری پڑوس والی عورت زیورات واپس مانگتی ہے تو میں اس کو واپس کروں یا نہ کروں؟

مفتی صاحب نے مسئلہ بتایا کہ: اللہ کی بندی! فوراً واپس کر دو۔

اس عورت نے کہا کہ: وہ زیوات میرے پاس بہت دنوں سے ہیں اور مجھے بہت اچھے لگ رہے ہیں، واپس کرنا مجھے بہت مشکل لگتا ہے۔

مفتی صاحب نے فرمایا: پھر تو اور زیادہ ضروری ہے کہ تو اس کو واپس کر دے؛ اس لیے کہ اس بے چاری نے تجھے زیورات پہننے کے لیے دیے یہ اس کا ایک احسان، اور پھر اتنے زیادہ دنوں سے تیرے پاس ہیں اور تو اطمینان سے استعمال کرتی ہے یہ

دوسرا بڑا احسان، اب جب وہ مانگ رہی ہے تو تجھے فوراً خوشی خوشی واپس کر دینا چاہیے، اور اس کا شکریہ ادا کرنا چاہیے اور ایسے وقت میں ذرا بھی افسوس اور غم اور ٹال مٹول نہیں کرنا چاہیے۔

جب مفتی صاحب نے یہ جواب دیا تو وہ عورت کہنے لگی کہ:

حضرت! اللہ آپ پر رحم فرمائے! پھر آپ کیوں اتنا زیادہ افسوس کرتے ہو؟ ایک چیز (آپ کی بیوی) آپ کے پاس اللہ تعالیٰ کی امانت تھی، پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو واپس لے لیا تو جس اللہ نے دی تھی وہ اللہ زیادہ حق دار ہے کہ واپس لے لے۔

کیسی عجیب بات اس عورت نے سمجھائی!

بس! اس عالم صاحب کو سمجھ میں آ گیا، آنکھ کھل گئی، اور عالم صاحب غم کے دریا سے باہر نکل آئے۔

ایک عورت ذات کو اللہ تعالیٰ نے کیسی سمجھ عطا فرمائی ہے کہ وہ بڑے بڑے عالموں کا غم اور ٹینشن دور کر سکتی ہے اور یہ عورت تو کوئی زیادہ پڑھی لکھی بھی نہیں تھی۔

جس کے پاس علم نہ ہو اس کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیے

بعض مرتبہ جن کے پاس علم نہیں ہوتا، جن کو ہم جاہل کہتے ہیں، ان کو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسی سمجھ دی جاتی ہے کہ وہ بڑے بڑے عالموں کو کوئی کام کی بات بتلا دیتے ہیں؛ اس لیے عالم اور عالمہ کو کبھی کسی جاہل، جاہلہ کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیے کہ: یہ جاہل کیا سمجھے؟ بعض مرتبہ ان سے بھی ہم کو کوئی فائدے کی بات سیکھنے کو مل جاتی ہے۔

حضرت اورنگ زیب عالم گیرؒ کی بیٹی کی سمجھ داری کا قصہ

ایسا ہی ایک قصہ ایک بہت بڑے نیک بادشاہ حضرت اورنگ زیب عالم گیرؒ کی بیٹی کا بھی ہے، وہ میں آپ کے سامنے ذکر کرتا ہوں۔

حضرت اورنگ زیب عالم گیرؒ کے مختصر حالات

حضرت اورنگ زیب عالم گیرؒ کا اصل نام ''محی الدین'' ہے، اورنگ زیب ان کا لقب ہے، آپ کے والد کا نام شاہ جہاں ہے، آپ کے والد شاہ جہاں نے آپ کو ''عالم گیر'' کا خطاب دیا تھا، آپ کی والدہ کا نام ''بانو بیگم'' تھا جو ''ممتاز محل'' کے نام سے مشہور تھیں۔

۳/نومبر ۱۶۱۸ء ''مالوہ'' کی سرزمین پر آپ پیدا ہوئے، آپ مغلیہ سلطنت (Mogal Empiare) کے چھٹے بادشاہ تھے، آپ نے ۱۶۵۸ء سے ۱۷۰۷ء تک تقریباً پچاس سال تک حکومت کی۔

آپ مغلیہ سلطنت کے آخری اونچی شان والے بادشاہ تھے، آپ کی وفات کے بعد مغل حکومت ختم ہونا شروع ہوئی۔ آپ کی وفات ۳/ مارچ ۱۷۰۷ء کو احمد نگر میں ہوئی اور وصیت کے مطابق ''خلد آباد'' میں دفن کیا گیا۔

آپ حافظِ قرآن تھے، بڑے متقی، پرہیزگار اور انتظام میں بڑے ماہر تھے، آپ نے ہندوستان میں اس وقت پچاس سال تک حکومت کی ہے جب کہ ہندوستان غیر منقسم (undevid india) تھا؛ یعنی ہندوستان، پاکستان، بنگلا دیش، سب ایک تھا؛ لیکن اس کے باوجود کبھی انھوں نے حکومت کے پیسے سے ذاتی خرچ نہیں لیا؛ بلکہ

اپنے ہاتھ سے قرآن لکھتے تھے اور وہ قرآن پر جو پیسے ملتے تھے اس سے اپنی زندگی کا گزران چلاتے تھے۔

اورنگ آباد ایک شہر ہے، وہاں ایک برکت والا تہہ خانہ ہے، اس میں بیٹھ کر اورنگزیبؒ قرآن لکھتے تھے، یہ بتایا جاتا ہے۔

آپ کے حکم پر فتاویٰ ایک مجموعہ تیار کیا گیا جس کو ''فتاویٰ عالم گیری'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، اسلامی فتاویٰ میں فتاویٰ عالم گیری کو بہت بڑا مقام حاصل ہے۔

بعض علما نے سلطان اورنگ زیبؒ کو اپنے زمانے کا مجدد مانا ہے۔

شعر کا دوسرا مصرع بنانے سے شاعروں کا عاجز ہونا

ایران کے شاعروں نے فارسی (persian) میں ایک مصرع بنایا؛ لیکن دوسرا مصرع فٹ نہیں ہو رہا تھا؛ اس لیے وہ سب بہت پریشان تھے۔

اور یہ شعر و شاعری کہنے والوں کی دنیا بڑی عجیب ہوتی ہے، کوئی شعر کا ایک مصرع کہہ دے تو جب تک دوسرا مصرع فٹ نہ ہوگا، ان کو کھانا بھی اچھا نہیں لگتا اور نیند بھی نہیں آتی، تو انھوں نے ایک مصرع کہا:

دُرِّ ابلق کسے کم دیدہ موجود

ترجمہ: سفید اور کالی لائن والا (چت کبرا) موتی دنیا میں بہت کم نظر آتا ہے۔

''درِّ ابلق'' ایسے موتی کو کہتے ہیں جس میں کالی اور سفید لائنیں ہوں، ایسے موتی بہت خوب صورت لگتے ہیں۔

شاعر نے ایک مصرع تو کہہ ڈالا؛ لیکن دوسرا مصرع فٹ ہی نہیں ہوتا تھا،

بڑے بڑے شاعروں نے کوشش کی؛ لیکن کوئی اس کا دوسرا مصرع بنا نہیں سکا۔

حضرت اورنگ زیبؒ کی بیٹی زیب النساء کی خوبیاں

حضرت اورنگ زیب عالم گیرؒ کے پانچ بیٹے اور پانچ بیٹیاں تھیں، ایک بیٹی کا نام ''زیب النساء'' تھا، ۱۵؍فروری ۱۶۶۸ء کو دولت آباد میں پیدا ہوئی۔

زیب النساء بہت بڑی عالمہ، شاعرہ اور بڑی سمجھ دار لڑکی تھی، قرآنِ مجید کی حافظہ تھی، صاف بات کہنے والی، پاکیزہ طبیعت اور دین دار خاتون تھی، طبیعت میں برد باری اور اچھے اخلاق کی مالک تھی، شہزادی تھی؛ لیکن مرتے دم تک فقیرانہ زندگی گزاری۔

آخری وقت تک شادی نہیں کی اور ۱۷۰۲ء میں ان کی وفات ہوئی اور لاہور میں دفن ہوئی۔

حضرت اورنگ زیبؒ کی بیٹی نے دوسرا مصرع بنا دیا

بہر حال! جب زیب النساء کو اس مصرع کے متعلق معلوم ہوا تو اس نے فوراً دوسرا مصرع فٹ کر دیا اور کہنے لگی:

دُرِّ اَبلق کسے کم دیدہ موجود	مگر دراشک ِ بتانِ سرمہ آلود

زیب النساء نے کہا کہ: کالے سفید پٹی والے موتی بہت کم ہوتے ہیں؛ لیکن جب کوئی آنکھ میں سرمہ لگائے اور سرمہ تیز ہو تو آنکھ میں سے آنسو ٹپکتے ہیں، تو ان آنسو کے اندر سفید آنسو اور کالا سرمہ دونوں ملے ہوئے ہوتے ہیں جو کہ ابلق موتی کی طرح نظر آتے ہیں۔

گویا اس سرمہ کی وجہ سے نکلنے والے آنسو کو ایک موتی سے اس نے تشبیہ دے دی۔

یہ شعر جب ایران پہنچا تو ایران کے بڑے بڑے شاعر حیران رہ گئے کہ جو دوسرا مصرع ہم سے نہیں بن سکا، ہندوستان کی ایک عورت نے اس کو حل کر دیا، تو وہ سب شاعر اس شعر کو مکمل کرنے والی زیب النساء کو دیکھنے کے لیے ہندوستان آئے کہ دیکھیں کہ وہ عورت کون ہے؟

حضرت اورنگ زیبؒ کی پریشانی

حضرت اورنگ زیب بڑے دین دار اور متقی تھے؛ اس لیے غیر محرم کے سامنے اپنی بیٹی کو لا نہیں سکتے تھے، اب پریشان ہو گئے کہ اتنے دور سے بیٹی کو دیکھنے کے لیے مہمان آئے ہیں؛ لیکن یہ سب غیر محرم ہیں تو میں کیسے ان کو اپنی بیٹی دکھاؤں؟ شادی کا معاملہ ہو تو الگ بات ہے۔

جب بیٹی نے اپنے باپ کو پریشان دیکھا تو پوچھا: ابا جان! کوئی ٹینشن ہے؟

حضرت اورنگ زیبؒ نے بتلایا: ہاں! بیٹی! ایک ٹینشن ہے اور پھر کہا کہ: ایران سے بڑے بڑے شاعر لوگ تم کو دیکھنے کے لیے آئے ہیں اور وہ سب غیر محرم ہیں اور میں تم کو غیر محرم کے سامنے کبھی بھی لانا نہیں چاہتا ہوں۔

اپنی بیٹیوں کو غیر محرموں سے پردہ کرانا چاہیے

آج بہت سارے باپ بڑے فخر سے لوگوں کو اپنی بیٹیاں دکھاتے ہیں کہ: دیکھو! یہ میری بیٹی اسکول میں اول آئی ہے، اس کو یہ میڈل ملا ہے، یہ گفٹ ملا ہے، اس طرح اپنی بیٹیاں دوسروں کو دکھاتے پھرتے ہیں، یاد رکھو! اس طرح غیر محرم کو اپنی بیٹی دکھانا بالکل جائز نہیں ہے۔

زیب النساء کی سمجھ داری

زیب النساء کیسی عجیب سمجھ دار عورت تھی، اپنے باپ سے کہتی ہے: ابا جان! آپ بالکل ٹینشن چھوڑ دیں، میں ایک شعر لکھ کر دیتی ہوں، وہ ان شاعروں کو دے دینا، پھر مجھے دکھانے کی ضرورت نہیں پڑے گی؛ چنانچہ زیب النساء نے یہ شعر لکھ کر دیا:

در سخن مخفی منم چوں بوئے گل در برگِ گل
ہر کس کہ ذوقِ دیدار دارد در سخن بیند مرا

ترجمہ: میں اپنے کلام میں چھپی ہوئی ہوں جیسے گلاب کی خوشبو گلاب کے پتے ہیں چھپی ہوئی ہوتی ہے۔ جو آدمی مجھے دیکھنے کی خواہش رکھتا ہو وہ مجھے میرے کلام میں دیکھ لیوے۔

کتنی بڑی سمجھ داری کی بات اس لڑکی نے کہی!

دینی بہنو! اللہ تعالیٰ نے اگر آپ کو سمجھ دار بنایا ہے تو اس سمجھ داری کو دین میں استعمال کرو۔

زیب النساء نے اپنے شعر میں کہا کہ: تم مجھے دیکھنا چاہتے ہو تو تم میری بات میں مجھے دیکھ لو، میرے چہرے کو تم نہیں دیکھ سکتے، میں اپنی بات میں چھپی ہوئی ہوں، جیسے خوشبو گلاب کے پھول میں چھپی ہوئی ہوتی ہے کہ خوشبو نظر نہیں آتی؛ مگر گلاب نظر آتا ہے، اسی طرح میں خوشبو کی طرح ہوں اور میری بات پھول کی طرح ہے۔

ایسے ہی اللہ تعالیٰ کو جو دیکھنا چاہتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کا قرآن پڑھے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرنا چاہتا ہے تو وہ حدیثِ پاک کا مطالعہ کرے۔

بہر حال! ایسی ایسی سمجھ دار عورتیں اس امت میں گزری ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو بھی سمجھ داری عطا فرمائے اور اس سمجھ داری کو دین کے کام میں استعمال کرنے کی توفیق اور سعادت عطا فرمائے، آمین۔

بیوی کی محبت میں شریعت کے قانون کے خلاف ورزی نہ ہو

یہاں ایک خاص بات میں آپ کے سامنے عرض کرتا ہوں اور آپ کے ذریعے سے آپ کے گھر والوں کو پہنچانا چاہتا ہوں کہ: بیوی سے محبت ہونی چاہیے، یہ دین کا تقاضا ہے اور گناہوں سے حفاظت کا ذریعہ بھی ہے؛ لیکن بیوی کی محبت میں اتنے آگے نہیں بڑھنا چاہیے کہ شریعت کے قانون میں غفلت ہونے لگے، اگر بیوی کی محبت کی وجہ سے شریعت کے قانون میں غفلت ہوئی اور شریعت پر عمل کرنے میں غفلت ہوئی تو شوہر گنہگار ہوگا، اور اس گناہ کا ذریعہ بیوی بن جائے گی۔

مثال کے طور پر میاں بیوی تفریح میں جائیں، گھومنے پھرنے جائیں اور نماز کا وقت ہوجائے تو نماز کی یاد دہانی کرانی چاہیے، کبھی شوہر اللہ کو بھول کر کہہ دے کہ: چلو! برقع نکال دو، اور میک اپ کرلو، ہم ساتھ میں گھومنے جائیں گے تو اس وقت شوہر کو پیار سے کہیں کہ: یقیناً میری خوب صورتی تمھارے لیے ہے؛ لیکن پردے کے بغیر نکل کر میں تم کو گنہگار نہیں کروں گی اور خود بھی گنہگار نہیں بنوں گی۔

آپ محبت کے تقاضے ضرور پورے کریں؛ لیکن محبت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ شریعت کے قانون کو توڑ کر اللہ کا حکم چھوڑ دیں، ایسی محبت شریعت کے نظر میں بالکل ناجائز ہے۔ وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

ایک عورت کا بلی کو کھانا نہ دینے کی وجہ سے جہنم میں جانے کا عبرت ناک واقعہ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدَانَا لِلْإِسْلَامِ ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ ، وَ أَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَ شَفِيْعَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ ، صَلَوَاتُ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالىٰ عَلَيْهِ وَ عَلىٰ اٰلِهِ وَ أَصْحَابِهِ وَ ذُرِّيَاتِهِ وَ أَهْلِ بَيْتِهِ وَ أَهْلِ طَاعَتِهِ ، وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا ، أَمَّا بَعْدُ !

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:دَخَلَتْ امْرَأَةٌ النَّارَ فِيْ هِرَّةٍ رَبَطَتْها فَلَمْ تُطْعِمْهَا وَلَمْ تَدعْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْاَرْضِ .

وَفِيْ رِوَايَةٍ عِنْدَ الْبُخَارِيِّ:عُذِّبَتْ امْرَأَةٌ فِيْ هِرَّةٍ سَجَنَتْهَا حَتّٰى مَاتَتْ فَدَخَلَتْ فِيْهَا النَّارَ لَا هِيَ اَطْعَمَتْهَا وَلَا سَقَتْهَا إِذْ حَبَسَتْهَا وَلَا هِيَ تَرَكَتْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْاَرْضِ .

وَقَدْ رَأَى الرَّسُوْلُ ﷺ هٰذِهِ الْمَرأَةَ الَّتِيْ رَبَطَتِ الْهِرَّةَ فِيْ النَّارِ عِنْدَ مَارَأَى الْجَنَّةَ وَالنَّارَ فِيْ صَلَاةِ الْكُسُوْفِ ، فَفِيْ صَحِيْحِ الْبُخَارِىْ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: وَ دَنَتْ مِنِّيْ النَّارَ حَتّٰى قُلْتُ :أَىْ رَبِّ! وَأَنَا مَعَهُمْ ؟ فَإِذَا امْرَأَةٌ ، حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ: تَخْدِشُها هِرَّةٌ . قُلْتُ: مَا شَأْنُ هٰذِهِ ؟ قَالُوْا:حَبَسَتْها حَتّٰى مَاتَتْ جُوْعًا ، لَا أَطْعَمَتْها ، وَلَا أَرْسَلَتْها تَأْكُلُ. قَالَ نَافِعٌ حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ : مِنْ خَشِيْشِ أَوْ خَشَاشِ الْاَرْضِ.

حدیثوں کا ترجمہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ایک عورت کو ایک بلی کی وجہ سے جہنم میں داخل کیا گیا جسے اس نے باندھ رکھا تھا، نہ تو اسے خود کھانا دیتی تھی نہ اسے چھوڑتی تھی کہ خود سے زمین کے کیڑے مکوڑے اور حشرات الارض کا شکار کر کے پیٹ بھر لے۔

دوسری روایت میں ہے کہ: بلی کو قید کر دیا؛ یہاں تک کہ وہ بھوکی پیاسی مرگئی۔

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عورت کو جہنم میں عذاب میں مبتلا دیکھا جب سورج گرہن کی نماز پڑھتے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جنت ودوزخ دکھلائی گئی تھیں۔

چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورج گرہن کی نماز پڑھتے وقت جہنم کے آگے بڑھنے کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

اور جہنم کی آگ میرے بہت قریب ہوگئی حتی کہ میں نے عرض کیا: اے میرے رب! میں ان (لوگوں) میں موجود ہوں (میری موجودگی کے باوجود آپ کا عذاب آرہا ہے) اور میں نے اس آگ میں ایک عورت کو دیکھا (راوی فرماتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ آپ نے یہ بھی فرمایا) کہ اسے ایک بلی کھونچے مار رہی ہے۔ میں نے پوچھا کہ: اس کا کیا معاملہ ہے؟ فرشتوں نے کہا کہ: اس نے اس بلی کو قید کر رکھا تھا؛ یہاں تک کہ وہ بھوک سے مرگئی، نہ اسے خود کھلاتی تھی، نہ چھوڑتی تھی کہ خود سے زمین

میں پھرنے والے حشرات الارض (کیڑے مکوڑے) کھالے۔

قرآن کے بعد دوسرے اور تیسرے نمبر کی کتاب

مسلمان دینی بہنو! آج کی مجلس میں بخاری شریف میں آیا ہوا ایک عورت کا قصہ آپ کو سنا رہا ہوں، ایک قصہ بخاری شریف میں ہے اور دوسرا مسلم شریف میں ہے، یہ دونوں حدیث کی بہت بڑی کتابیں ہیں، قرآنِ مجید کے بعد دوسرے نمبر کی صحیح کتاب بخاری شریف ہے اور تیسرے نمبر کی کتاب صحیح مسلم شریف ہے، اس میں سے یہ دو حدیثیں سنا رہا ہوں۔

نرم مزاجی جنت میں لے جانے کا سبب

اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ یہ دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دوسروں پر رحم کرنے والا، مہربانی کرنے والا اور نرمی کرنے والا بنادیوے، دوسروں کی خدمت کرنے والا بنادیوے۔ جس کے دل میں دوسروں کے لیے مہربانی اور نرمی ہوتی ہے، دوسروں کے لیے خدمت کا جذبہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے بہت آسانی کے ساتھ اس کو جنت عطا فرماتے ہیں۔

سخت مزاجی جہنم میں لے جانے کا سبب

اور جن کے دل پتھر جیسے ہوتے ہیں، جن کا مزاج سخت ہوتا ہے، جو رات دن دوسروں کو تکلیف پہنچاتے ہیں، پریشان کرتے ہیں، یہ چیز بہت سی مرتبہ جہنم میں لے جانے کا ذریعہ بنتی ہے۔

مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے

ایک حدیث میں حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْخَلْقُ عِيَالُ اللّٰهِ . فَاَحَبُّ الْخَلْقِ إِلَى اللّٰهِ مَنْ أَحْسَنَ إِلٰى عِيَالِهِ. (رواه الطبراني عن ابن مسعود رضي الله عنه).

تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کا خاندان ہے، اور اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ وہ ہے جو اس کے خاندان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے۔

مخلوق میں انسان بھی آگئے، مسلمان بھی آگئے، کافر بھی آگئے، جانور بھی آگئے، ہر چیز اللہ کی مخلوق ہے، اور اللہ تعالیٰ اُس انسان سے بہت محبت کرتے ہیں جو اللہ کی مخلوق کے ساتھ اچھا سلوک کرے؛ اس لیے ہم کو یہ مزاج اور یہ عادت بنانی ہے کہ ہر ایک کے ساتھ ہم خدمت کا برتاؤ کریں، نرمی کا سلوک کریں، راحت پہنچانے کی کوشش کریں، کسی کو ہم تکلیف نہ دیویں، کسی کو ہم پریشان نہ کریں۔

ہم اپنا جائزہ لیں کہ ہم سے کسی کو تکلیف تو نہیں پہنچتی؟

میں آپ سب سے کہتا ہوں، اپنی ذات سے بھی کہتا ہوں کہ: ہم اپنی زندگی پر غور کریں کہ ہمارے بولنے کی وجہ سے کسی کو تکلیف تو نہیں ہوتی ہے، اگر ہمارے بولنے کی وجہ سے کسی کو تکلیف ہوتی ہے تو ایسی بات نہ بولیں جس سے دوسروں کو تکلیف ہو، ہم ایسا کوئی کام نہ کریں جس سے دوسروں کو تکلیف پہنچے، اگر ہمارے کسی کام کی وجہ سے کسی کو تکلیف پہنچے تو ایسا کام نہیں کرنا چاہیے۔

زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا

ایک حدیث میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلرَّاحِمُوْنَ یَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ ، اِرْحَمُوْا مَنْ فِيْ الْاَرْضِ یَرْحَمُكُمْ مَنْ فِيْ السَّمَاءِ.(الترمذی عن عبد الله بن عمر رضی الله عنهما)

ترجمہ: جولوگ دوسروں پر رحم کرتے ہیں، مہربانی کرتے ہیں اللہ بھی ایسے لوگوں پر رحم اور مہربانی کرتے ہیں، لوگو! تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والے اللہ تم پر رحم کریں گے۔

اگرہمیں اللہ تعالیٰ کا رحم وکرم چاہیے، اللہ تعالیٰ کی مہربانی چاہیے تو ہم بھی دوسروں کے ساتھ رحم وکرم کرنے والے بنیں۔

گرہن لگے تو نماز پڑھنی چاہیے

دینی بہنو! حدیث میں حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک عجیب قصہ بیان فرمایا: ایک دن مدینہ میں گرہن لگ گیا، جس میں سورج دن میں بھی کالا ہو جاتا ہے، اور چاند رات کو کالا ہو جاتا ہے۔

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سکھلایا ہے کہ جب چاند کو یا سورج کو گرہن لگے تو تم نماز پڑھو، یہ سنت ہے، مردوں کو مسجد میں نماز باجماعت پڑھنا چاہیے اور عورتوں کو گھروں میں نفل نماز پڑھنی چاہیے۔

جب مدینہ میں گرہن لگا تو حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھائی، عجیب نماز پڑھائی، بہت لمبی نماز پڑھائی، قرآن بھی بہت زیادہ پڑھا جس کی

وجہ سے قیام بھی بہت لمبا ہوا، اس دوران ایسا ہوا کہ نماز کی حالت میں حضرت نبیٔ کریم ﷺ اپنی جگہ سے کبھی آگے چلے جاتے، کبھی پیچھے آجاتے، اس سے پہلے کبھی زندگی میں صحابہ رضی اللہ عنہم نے ایسا منظر نہیں دیکھا تھا۔

آپ ﷺ کو نماز کی حالت میں جنت اور جہنم دکھائی گئی

نماز کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: مجھے نماز کی حالت میں اللہ تعالیٰ نے جنت بھی دکھلائی اور جہنم بھی دکھلائی، جنت میرے سامنے آگئی اور جنت کے انگور (grapes) میرے سامنے آگئے تو میرا دل چاہا کہ میں آگے جا کر جنت کی انگور توڑ لوں؛ اس لیے میں آگے جاتا تھا اور پھر ارشاد فرمایا: اگر میں جنت کی انگور توڑ لیتا تو قیامت تک لوگ اس کو کھاتے رہتے؛ اس لیے کہ جنت کی نعمتیں ختم ہونے والی نہیں ہیں۔

پھر جہنم بھی میرے سامنے آئی، اس کی وجہ سے میں ذرا پیچھے ہٹ گیا، میں نے جہنم میں ایک عورت کو دیکھا جو آگ میں جل رہی تھی اور اس عورت کے قریب ایک بلی (cat) تھی، وہ جہنم کی آگ میں اس عورت کو اپنے پنجے سے مار رہی تھی۔

حضرت نبیٔ کریم ﷺ نے عذاب کا یہ عجیب منظر دیکھا تو پوچھا کہ: اس عورت کو یہ سزا کیوں دی جا رہی ہے؟ اس نے کونسا گناہ کیا ہے؟

حضرت نبیٔ کریم ﷺ کو اس عورت کا ایک گناہ بتلایا گیا، دھیان سے سنو! کیسا عجیب گناہ!

ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ اس عورت نے ایک بلی کو باندھ دیا، باندھنے کے بعد

اس بلی کو کھانا نہیں دیا، پانی بھی نہیں دیا؛ یہاں تک کہ وہ بلی بھوکی پیاسی تڑپ تڑپ کر مرگئی، اگر یہ عورت اس بلی کو نہ باندھتی، کھلی ہوئی رکھتی تو وہ بلی گھومتی پھرتی اور اپنا کھانا خود تلاش کر لیتی اور اپنا پیٹ بھر لیتی اور پانی تلاش کر کے پیاس بجھاتی؛ لیکن اس ظالم عورت نے اس کو باندھ دیا۔

اللہ تعالیٰ اس کے اس عمل سے ناراض ہوئے کہ میری ایک چھوٹی سی مخلوق بلی کو اس نے ستایا، بھوکا پیاسا رکھا جس کی وجہ سے وہ تڑپ تڑپ کر مرگئی۔

دیکھو! دینی بنو! صرف ایک بلی کو ستانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس عورت کو جہنم کی آگ میں ڈال دیا اور وہی بلی اس عورت کے چہرے پر پنجے مارتی ہے اور اس کو ناخن سے نوچتی ہے، ایک تو جہنم کی سزا اور دوسرے وہ بلی اس عورت کے چہرے پر پنجے مارتی ہے، یہ ڈبل سزا ہوئی۔

کسی کو بھی تکلیف مت دو

میری دینی بہنو! ایک بے زبان چھوٹے سے جانور کو ستانے اور بھوکا پیاسا رکھنے کی وجہ سے وہ عورت اتنے بڑے عذاب میں مبتلا ہوئی؛ اس لیے کسی بھی جانور کو پریشان نہیں کرنا چاہیے، ہر جانور کے ساتھ رحم وکرم کا معاملہ کرنا چاہیے۔ اور جب جانور کے ساتھ یہ حکم ہے تو انسان تو تمام جانوروں میں سب سے افضل ہے، اس کے ساتھ تو ہمیں اور زیادہ خدمت کا برتاؤ کرنا چاہیے، کسی بھی انسان کو؛ چاہے مرد ہو یا عورت، مسلمان ہو یا غیر مسلم، کسی کو بھی بلا وجہ نہیں ستانا چاہیے۔

ایک بلی کو تکلیف دینے پر جہنم ہوئی، جہنم میں بلی اس کو پنجے مار رہی ہے، اگر

ہم کسی انسان کو ستائیں گے، پریشان کریں گے تو اللہ تعالیٰ ہم کو کیسا عذاب دیں گے؟

اس لیے اس مجلس میں یہ نیت کر کے اٹھو کہ:

ہم کسی جانور کو بھی تکلیف نہیں دیں گے۔

کسی انسان کو بھی تکلیف نہیں دیں گے۔

کسی کو پریشان نہیں کریں گے۔

ہر ایک کو اپنی طرف سے ہم راحت پہنچائیں گے۔

ہر ایک کے ساتھ اچھا برتاؤ کریں گے۔

کتّا پالنا کیسا ہے؟

بہت سے لوگ گھروں میں کتا پالتے ہیں تو ایک بات سمجھ لو! صرف شوق پورا کرنے کے لیے کتا پالنا جائز نہیں ہے، حدیث میں آیا ہے کہ اللہ کی رحمت کے فرشتے اس گھر میں نہیں آتے جہاں شوق کے لیے کتے پالے جاتے ہیں:

لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتاً فِيْهِ كَلْبٌ وَ لَا تَصْوِيْرٌ .(البخاري)

ترجمہ: اس گھر میں (رحمت کے) فرشتے داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویریں ہوں۔

اس لیے شوق پورا کرنے کے لیے کتا، بلی مت پالو، ہاں! اگر گھر وغیرہ کی حفاظت اور چوکیداری (security) کے لیے کتا پالنا ہو یا کوئی شکار کی نیت سے پالے تو یہ جائز ہے۔

جو لوگ چوکیداری کے لیے کتے پالتے ہیں تو ان کو وقت پر کھانا دینا چاہیے۔

بہت سے لوگ گھروں میں مچھلی رکھتے ہیں، بہت سے لوگ چھوٹی چھوٹی چڑیا (birds) پالتے ہیں تو اس کو بعض کتابوں میں چھوٹا مکروہ تو لکھا ہے؛ لیکن پالنے کی اجازت ہے جب کہ اس کا حق ادا کرو۔

اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز بے فائدہ پیدا نہیں فرمائی

اس حدیث میں یہ مضمون بھی آیا ہے کہ ''اگر وہ عورت اس بلی کو کھلی ہوئی رکھتی تو وہ زمین کے کیڑے مکوڑے، دوسرے چھوٹے جانور کھا کر اپنا پیٹ بھر لیتی''۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں جو کچھ پیدا کیا ہے ہر چیز کو کسی نہ کسی کام کے لیے پیدا کیا ہے، کوئی چیز اللہ تعالیٰ نے بیکار پیدا نہیں کی۔

بہت سی مرتبہ ہمارے دل میں شیطان یہ خیال ڈالتا ہے کہ یہ چیز بے کار ہے؛ حالاں کہ ایسا نہیں ہے؛ بلکہ اللہ تعالیٰ نے جتنی چیزیں پیدا کی ہیں ہر ایک کا ایک مقصد اور ایک فائدہ ہے، قرآن میں ہے:

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ . (آل عمران: ١٩١)

ترجمہ: اے ہمارے رب! یہ سب کچھ آپ نے بے مقصد نہیں بنایا، آپ کی ذات (فضول کاموں سے) پاک ہے۔

ہر چیز کے پیچھے کوئی نہ کوئی اللہ کا مقصد ہے، کوئی راز ہے۔

جیسا گناہ ویسی جہنم میں سزا

دوسری بات اس حدیث سے یہ معلوم ہوئی کہ بندہ جیسا گناہ کا کام کرتا ہے

اللہ تعالیٰ اس کو جہنم میں ویسی ہی سزا دیتے ہیں۔

دیکھو! اس عورت نے بلی کو پریشان کیا تو اللہ تعالیٰ نے جہنم میں بھی اس پر بلی کو مسلط کیا جو جہنم میں اس کو پنجے مار رہی ہے، تو دنیا میں جیسا گناہ کریں گے ایسی سزا جہنم میں دی جائے گی۔

بعض روایتوں میں آتا ہے کہ جو لوگ غلط کام کرتے ہیں، زنا کرتے ہیں، زنا کرواتے ہیں تو اس کی شرم گاہ سے اتنی خطرناک بدبو نکلے گی کہ خود جہنم والے بھی پریشان ہو جائیں گے۔(ریاض الصالحین، باب تحریم الکذب، حدیث:١٥٤٦)

اسی سے میں آپ کو ایک بات اور بتلاتا ہوں کہ: زکوۃ پوری پوری نکالو؛ ورنہ روایتوں میں آتا ہے ایک گنجا سانپ؛ یعنی اتنا زیادہ زہر والا کہ زہر کے زیادہ ہونے کی وجہ سے اس کے بال نکل گئے ہوں گے، ایسا خطرناک سانپ اللہ تعالیٰ اس کے گلے میں ڈالیں گے اور وہ آدمی کے منہ پر کاٹے گا اور بولے گا کہ میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں، حدیث یہ ہے:

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ : مَنْ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَلَمْ يَؤدِّ زَكَاتَهُ مُثِّلَ لَهُ مَالُهُ شُجَاعًا أَقْرَعَ ، لَهُ زَبِيْبَتَانِ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، ثُمَّ يَأْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ يَعْنِيْ بِشِدْقَيْهِ ، ثُمَّ يَقُوْلُ: أَنَا مَالُكَ ، أَنَا كَنْزُكَ ، ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الآيَةَ:

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۔ (آل عمران)

(رواه البخاري)

ترجمہ: اور جو (مال) اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کو دیا ہے اس میں بھی جو بخیلی کرتے ہیں وہ ہرگز ایسا نہ سمجھیں کہ وہ (بخیلی کرنا) ان کے لیے اچھا ہے؛ بلکہ وہ (بخیلی کرنا) ان کے لیے بہت برا ہے، جس (مال) میں وہ لوگ بخیلی کرتے رہے ہیں عنقریب قیامت کے دن وہ مال طوق (یا ہار) بنا کر ان کو (گلے میں) پہنا دیا جائے گا۔

اس لیے دینی بہنو! صحیح صحیح حساب کر کے پوری زکوۃ نکالو، یہ ہر مسلمان کے لیے بہت زیادہ ضروری اور بہت زیادہ ذمہ داری کی بات ہے۔

تفسیری نکات میں آتا ہے کہ فرعون نے غرور کیا، خود کو اونچا بتایا، اللہ تعالیٰ نے نیچے والی یعنی پانی میں ڈوبانے والی سزا دی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں عذاب نہ بھیجنے کا وعدہ

بخاری شریف کی اسی روایت میں الفاظ یوں بھی ہے کہ جب حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گرہن کی یہ نماز پڑھا رہے تھے اور جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے جہنم آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: اے میرے اللہ! میں مدینہ میں موجود ہوں پھر بھی یہاں جہنم کیسے آ گئی؟

اس لیے کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ .(الانفال:۳۳)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں ہے کہ تمھارے (یعنی محمد ﷺ کے) ان کے درمیان موجود رہتے ہوئے ان پر عذاب بھیج دیویں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: یہ جہنم کیسے سامنے آ گئی جب کہ میں یہاں پر ان

کے درمیان میں موجود ہوں؟

تو بات دراصل یہ تھی کہ حضرت نبیٔ کریم ﷺ کو وہ منظر اللہ تعالیٰ دکھانا چاہتے تھے؛ ورنہ عذاب کے طور پر جہنم مدینہ میں آئی نہیں تھی۔

استغفار کی برکت

دینی بہنو! اللہ تعالیٰ کا عذاب ایک تو حضرت نبیٔ کریم ﷺ کی برکت سے نہیں آتا اور دوسری چیز اللہ نے قرآن میں فرمائی:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ۝۳۳ (الانفال)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کی یہ شان بھی نہیں ہے کہ وہ لوگ استغفار کرتے ہوں پھر بھی ان پر عذاب بھیج دیویں ﴿۳۳﴾

فائدہ: استغفار کے کلمات جیسے بھی ہوں کفار دورانِ طواف بولتے تھے اس کی برکت سے بھی عذاب دور ہو گیا تو پھر مسلمان صحیح استغفار کرے تو کتنا زیادہ فائدہ ہوگا!

(از تیسیر القرآن)

یعنی جب تک لوگ استغفار کرتے رہیں گے اللہ تعالیٰ کا عذاب نہیں آئے گا؛ اس لیے خوب استغفار کرو:

أَسْتَغْفِرُاللّٰهَ . أَسْتَغْفِرُاللّٰهَ . أَسْتَغْفِرُاللّٰهَ .

أَسْتَغْفِرُاللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّ أَتُوْبُ إِلَيْهِ.

أَسْتَغْفِرُاللّٰهَ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَ أَتُوْبُ إِلَيْهِ.

رَبِّ اغْفِرْ وَ ارْحَمْ وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِيْنَ .

رَبِّ اغْفِرْلِيْ وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ .

خوب استغفار کرو؛ اس لیے کہ استغفار کی برکت سے اللہ کا عذاب نہیں آئے گا اور جو غم، ٹینشن، الجھن ہوتی ہے وہ بھی استغفار کی برکت سے ختم ہوجاتی ہے۔

یہ بخاری شریف کا قصہ میں نے اس لیے سنایا کہ ایک بلی جیسے جانور کو ستانے کی وجہ سے جب جہنم کی آگ میں عورت کو ڈالا گیا اور خود وہ بلی اس کے لیے عذاب بن گئی تو میری دینی بہنو! اگر ہم کسی انسان کو ستائیں گے، رشتہ داروں کو ستائیں گے تو بتاؤ! اللہ تعالیٰ کتنا بڑا عذاب دیں گے؟

اس لیے پکی نیت لے کر اٹھو کہ ہم اپنے گھر والوں کو، رشتے داروں کو، انسانوں کو، جانوروں کو کسی کو بھی نہیں ستائیں گے، ہر ایک کو راحت پہنچائیں گے، ہر ایک کے ساتھ نرمی کریں گے، ہر ایک کی خدمت کریں گے، ان شاء اللہ! اللہ تعالیٰ اس پر ہم سب کو جنّت عطا فرمائیں گے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

ایک فاحشہ عورت کا ایک کتے کو پانی پلانے کی وجہ سے جنت میں جانے کا واقعہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدَانَا لِلْإِسْلَامِ ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ ، وَ أَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَ شَفِيْعَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ ، صَلَوَاتُ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَلَيْهِ وَ عَلٰى اٰلِهِ وَ أَصْحَابِهِ وَ ذُرِّيَاتِهِ وَ أَهْلِ بَيْتِهِ وَ أَهْلِ طَاعَتِهِ ، وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا ، أَمَّا بَعْدُ !

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ إِمْرَأَةً بَغِيًّا رَأَتْ كَلْبًا فِيْ يَوْمٍ حَارٍّ يُطِيْفُ بِبِئْرٍ قَدْ أَدْلَعَ لِسَانَهُ مِنَ الْعَطَشِ فَنَزَعَتْ لَهُ بِمُوْقِهَا فَغُفِرَلَهَا .

ترجمہ: ایک فاحشہ عورت نے ایک سخت گرم دن میں ایک کتے کو دیکھا کہ کنویں کے پاس چکر لگا رہا ہے، اور سخت پیاس کی وجہ سے اپنی زبان باہر نکالے ہوئے ہے، اس عورت نے اپنا موزہ اتارا (اور اس میں پانی بھر کر اسے پلا دیا) اس کی اسی عمل پر مغفرت کر دی گئی۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ عِنْدَ الْبُخَارِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ غُفِرَ لِإِمْرَأَةٍ مُوْمِسَةٍ مَرَّتْ بِكَلْبٍ عَلٰى رَأْسِ رَكِيٍّ يَلْهَثُ ، قَالَ : كَادَ يَقْتُلُهُ الْعَطَشُ ، فَنَزَعَتْ خُفَّهَا ، فَأَوْثَقَتْهُ بِخِمَارِهَا ، فَنَزَعَتْ لَهُ مِنَ الْمَاءِ فَغُفِرَ لَهَا بِذٰلِكَ.

بخاری کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

ترجمہ: ایک بدکار عورت کی مغفرت کر دی گئی جو ایک کتے کے پاس سے گزری

تھی جو کنویں کے پاس پیاس سے ہانپ رہا تھا، قریب تھا کہ پیاس کے مارے ہلاک ہوجاتا، اس عورت نے اپنا موزہ اتارا، اسے اپنی اوڑھنی سے باندھا اور کتے کے لیے کنویں سے اس کے ذریعہ پانی نکالا، اس کے اس عمل کی بنا پر اس کی مغفرت کردی گئی۔

ایک جانور کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کیسے جنت عطا فرماتے ہیں اس کا بھی عجیب وغریب قصہ سن لو!

یہ قصہ خود حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سنا رہے ہیں: ایک عورت تھی اور وہ زنا کار تھی، ایک مرتبہ سخت گرمی کا دن تھا، اس عورت نے دیکھا کہ ایک کتا ایک کنویں کے پاس ادھر ادھر گھوم رہا ہے، اس کتے کو بہت پیاس لگی تھی، اس نے زبان باہر نکال رکھی تھی، جب کتے کو پیاس لگتی ہے تو زبان باہر نکالتا ہے، قرآن میں بھی اللہ تعالیٰ نے اس کا نقشہ کھینچا ہے:

فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ إِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ أَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ.

(الأعراف:۱۷۶)

ترجمہ: تو اس کی مثال کتے جیسی ہے اگر تو اس پر بوجھ ڈالے تو بھی وہ ہانپنے لگتا ہے اور اگر تو اس کو (ایسے ہی) چھوڑ دیوے تو بھی ہانپنے لگتا ہے۔

تو کتے نے پیاس کی وجہ سے زبان لٹکا دی؛ لیکن کتے کو کنویں میں اترنا نہیں آتا تھا، اس زانیہ عورت نے اس کتے کی پریشانی دیکھی، اس عورت نے اپنے پیر میں چمڑے کے موزے پہنے ہوئے تھے، اس نے جلدی سے اپنی موزہ نکالا؛ کیوں کہ کنویں میں ڈالنے کے لیے اس کے پاس رسی نہیں تھی؛ اس لیے اس نے اپنی اوڑھنی نکالی اور اوڑھنی کے ساتھ موزہ باندھ کر کنویں میں لٹکایا اور موزے میں پانی بھر کر

باہر نکالا، اور اس پیاسے کتے کو پانی پلا دیا، حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: اس زنا کار عورت کی اللہ تعالیٰ نے ایک کتے کو پانی پلانے کی وجہ سے مغفرت فرمادی۔

اندازہ لگاؤ! ایک کتے کو ایک زنا کار عورت پانی پلا وے تو اللہ اس کو جنت عطا فرمادیوے یہ کتنی بڑی نعمت ہے!

چمڑے کے موزے کا حکم

اس حدیث سے ایک بات تو یہ معلوم ہوئی کہ: پیر میں چمڑے کے موزے بھی پہنے جاسکتے ہیں اور اس پر مسح بھی کر سکتے ہیں۔

یہ مسئلہ عورتوں کے لیے بھی ہے، مردوں کے لیے بھی ہے، سردی کے موسم میں وضو کر کے موزہ پہن لینا چاہیے، پھر جب وضو ٹوٹ جائے تب سے لے کر چوبیس (۲۴) گھنٹے تک اس موزے پر مسح کر سکتے ہیں، پیر دھونے کی ضرورت نہیں، سفر میں ہو تو بہتر (۷۲) گھنٹے تک موزے پر مسح کر سکتے ہیں،

یہ چمڑے کے موزے بہت اچھی چیز ہے، ٹھنڈی سے حفاظت بھی ہوتی ہے اور اس پر مسح بھی ہوسکتا ہے، یہ شریعت کی طرف سے بہت بڑی آسانی ہے۔ اور ہوائی جہاز کے سفر میں وضو میں بڑی آسانی ہو جاتی ہے۔

زنا کار عورت بھی اوڑھنی رکھتی تھی

دوسری بات اس حدیث سے یہ معلوم ہوئی کہ: اس زمانے میں زنا کار عورتیں بھی اوڑھنیاں رکھتی تھیں، اب ایسا فتنے کا زمانہ آگیا کہ اپنے آپ کو اچھا سمجھنے والی

عورتیں بھی اب اوڑھنیاں نہیں رکھتیں، دیکھو! وہ زنا کرنے والی عورت ہے اور اس کے پاس اتنی لمبی اوڑھنی ہے کہ کنویں میں سے پانی نکالنے کے لیے رسی کے بجائے اپنی اوڑھنی اس نے لٹکا دی، کتنی لمبی اوڑھنی ہوگی!

اوڑھنیاں اور دوپٹے اتنے بڑے ہونے چاہیے جو بال، سینہ، گلے اور گردن سب کو چھپا دیوے۔

بہرحال! اللہ تعالیٰ نے اس معمولی عمل پر اس کی مغفرت فرمادی، اللہ تعالیٰ تو بندے کو دینے کے لیے بہانے تلاش کرتے ہیں:

ان اللّٰہ علی کل شئ قدیر.

اللہ ہر چیز پر پوری طاقت رکھتے ہیں۔

کسی بھی نیکی یا گناہ کو معمولی نہیں سمجھنا چاہیے

اللہ تعالیٰ کبھی معمولی عمل پر جنت عطا فرماتے ہیں اور کبھی معمولی گناہ پر جہنم میں بھیج دیتے ہیں؛ اسی لیے حدیث میں حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَيْئاً وَ لَوْ اَنْ تَلْقٰى اَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلِيْقٍ. (مسلم عن ابی ذر رضی اللہ عنہ)

کسی بھی نیکی کو معمولی مت سمجھو؛ چاہے یہی ہو کہ تم اپنے بھائی سے ہنستے ہوئے چہرے سے ملو۔

یعنی نیکی کو چھوٹا سمجھ کر چھوڑو مت اور گناہ کو چھوٹا سمجھ کر کرو مت، گناہ گناہ ہے چھوٹا ہو کہ بڑا ہو، ایک چھوٹی سی آگ کی چنگاری (نعوذ باللہ) کبھی پورے مکان کو جلا

دیتی ہے، جیسا کہ اوپر واقعہ گذرا کہ ایک بلی کو باندھے رکھنے پر جہنم میں ڈال دیا اور ایک کتے کو پانی پلایا تو اس پر مغفرت فرمادی اور جنت عطا فرمادی۔

اس لیے میری دینی بہنو! بہت دھیان رکھنے کی ضرورت ہے۔

اللہ کے رنگ میں رنگ جاؤ

دیکھیے! اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ''رحیم'' بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں، جیسا کہ جب ہم قرآنِ کریم کو پڑھنا شروع کرتے ہیں تو پڑھتے ہیں:

بسم اللہ الرحمن الرحیم .

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

جب اللہ تعالیٰ کی ایک خوبی اور صفت بندوں پر رحمت وشفقت کرنا ہے تو ہم بھی اللہ تعالیٰ کے بندوں پر رحم کرنے والے اور شفقت کرنے والے بنیں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کی ایک اور صفت اور خوبی اپنے بندوں اور مخلوق پر مہربانی کرنا ہے، تو ہم بھی اس کی مخلوق پر مہربانی کرنے والے بنیں۔

اللہ تعالیٰ بہت نوازنے والے ہیں تو ہم بھی لوگوں کو نوازنے والے اور دینے والے بنیں۔

بہر حال! ہمیں اپنے اندر یہ ساری خوبیاں پیدا کرنی چاہیے اور اپنے اندر اچھے سلوک کی عادت اپنانی چاہیے۔

ضرورت مندوں کے لیے پانی کا انتظام کرنا چاہیے

دیکھیے! پانی پلانے کا بہت بڑا ثواب ہے اور جہاں پانی آسانی سے نہ ملتا ہو ایسی جگہ پر پانی پلانے کا ثواب اور بھی زیادہ ہوجاتا ہے؛ اسی لیے غریب لوگ، مسافر لوگ اور راستے میں چلتے لوگوں کو پانی پلانا چاہیے، اپنے گھر کے باہر بھی پانی کا چھوٹا سا برتن رکھ دیوے کہ پرندے، جانور وہاں سے پانی پی لیوے، گھر کے باہر ایک مٹکا رکھ دیوے؛ تاکہ راستے پر آنے جانے والے لوگ وہاں سے پانی پی لیوے۔

بلکہ میں تو آپ کو یوں کہتا ہوں کہ: اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو طاقت دی ہے -اور ماشاءاللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت نوازا بھی ہے-تو اپنی طرف سے بورویل کرواؤ، کنوئیں کھدواؤ، پانی کی ٹنکی لگواؤ، یہ سب ثواب کے کام ہیں، کسی کی پیاس بجھ جائے گی، کسی کو پانی مل جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر آپ کو بہت نوازیں گے۔

پیاسے کو پانی پلانی کی فضیلت

حدیث میں آتا ہے:

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ ﷛ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ : أَيُّمَا مُسْلِمٍ كَسَا مُسْلِمًا ثَوْبًا عَلىٰ عُرْيٍ كَسَاهُ اللهُ مِنْ خَضِرِ الْجَنَّةِ وَ أَيُّمَا مُسْلِمٍ أَطْعَمَ مُسْلِمًا عَلىٰ جُوْعٍ أَطْعَمَهُ اللهُ مِنْ ثِمَارِ الْجَنَّةِ وَ أَيُّمَا مُسْلِمٍ سَقىٰ مُسْلِمًا عَلىٰ ظَمَأٍ سَقَاهُ اللهُ مِنَ الرَّحِيْقِ الْمَخْتُوْمِ.(ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری ﷛ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

ارشاد فرمایا: جو مسلمان کسی ننگے کو کپڑا پہنائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کا ہرا لباس پہنائیں گے اور جو مسلمان کسی بھوکے کو کھانا کھلائے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے پھل کھلائیں گے، اور جو مسلمان کسی پیاسے کو پانی پلائے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کی شراب پلائیں گے۔

کنواں بنوانے کی فضیلت اور بیماریوں میں اس کے فوائد

عَنْ سَعَدِ بْنِ عُبَادَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : يَا رَسُوْلَ اللهِ ! إِنَّ أُمَّ سَعَدٍ مَاتَتْ فَأَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ ؟

قَالَ :اَلْمَاءُ ، فَحَفَرَ بِئْرًا وَ قَالَ : هٰذِهِ لِأُمِّ سَعَدٍ . (ابو داؤد)

ترجمہ: حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: اللہ کے رسول! میری والدہ وفات پاگئی ہیں (ان کے ثواب کے لیے) کونسا صدقہ افضل ہے؟ اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پانی کا صدقہ سب سے افضل ہے؛ چنانچہ انھوں نے ایک کنواں کھدوا کر وقف کردیا اور کہا: یہ سعد کی والدہ کے ثواب کے لیے ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ: جو شخص پانی کا سلسلہ جاری کر جائے تو جو انسان یا جن یا پرند بھی اس سے پانی پیے گا تو مرنے والے کو قیامت تک اس کا ثواب ملتا رہے گا۔

حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کیا کہ: سات سال سے میرے گھٹنے میں ایک زخم ہے، ہر قسم کی دوا اور علاج کر چکا ہوں، بڑے بڑے ڈاکٹروں کو بتا چکا ہوں، کسی سے بھی فائدہ نہیں ہوتا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ نے فرمایا کہ: جس جگہ پانی کی کمی ہو وہاں ایک

کنواں بنوا دو، مجھے اللہ تعالیٰ کی ذات سے یہ امید ہے کہ جب اس میں سے پانی نکل آئے گا تو تمھارے گھٹنے کا خون بند ہو جائے گا۔

چنانچہ انھوں نے ایک کنواں بنوا دیا اور گھٹنے کا زخم اچھا ہو گیا۔

مشہور محدث ابوعبداللہ حاکمؒ کے چہرے پر ایک زخم ہو گیا تھا، ہر قسم کا علاج کیا، کوئی فائدہ نہیں ہوا، ایک سال اسی پر گذر گیا، ایک مرتبہ اپنے استاذ ابوعثمان صابونیؒ سے دعا کی درخواست کی، جمعہ کا دن تھا، انھوں نے بہت دیر تک دعا کی، مجمع نے آمین کہی۔

دوسرے جمعہ کو ایک عورت حاضر ہوئی اور مجلس میں ایک پرچہ پیش کیا جس میں یہ لکھا تھا کہ: میں گذشتہ جمعہ کو جب گھر واپس گئی تو حاکم کے لیے بہت اہتمام سے دعا کرتی رہی، میں نے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: حاکم سے کہہ دو کہ: مسلمانوں پر پانی کی وسعت کرے۔

حاکم نے یہ سن کر اپنے گھر کے دروازہ پر لوگوں کے لیے پانی کا انتظام کر دیا، اس پانی میں برف بھی ڈالا جاتا تھا، ایک ہفتہ گزرا تھا کہ چہرے کے سب زخم اچھے ہو گئے اور چہرہ پہلے سے زیادہ خوب صورت ہو گیا۔ (از فضائلِ اعمال، جلد: ۲، ص: ۹۰، فضائلِ صدقات، حدیث: ۱۸)

بہر حال! یہ سب نیکی کے کام ہیں اور خرچ کرنے کی جگہیں ہیں اس میں ہمیں اپنے مال کو خرچ کرنا چاہیے، اس سے خالق یعنی اللہ بھی راضی ہوں گے اور مخلوق بھی راضی ہوگی۔

بخاری شریف میں آیا ہوا ایک اور قصہ

ایک آدمی کے کتے کو پانی پلانے کی وجہ سے مغفرت

بخاری شریف میں ایک مرد کا قصہ بھی اسی طرح کا آیا ہے، قریب قریب اسی عورت سے ملتا جلتا ہے، کہ ایک آدمی سفر میں جا رہا تھا، اس کو پیاس لگی تو وہ ایک کنویں میں اترا اور پانی پی لیا، انسان ہے، کنویں میں اتر سکتا ہے، اب پانی پی کر باہر نکلا تو کنویں کے باہر دیکھا کہ ایک کتا ہے جو پیاس کی وجہ سے ہانپ رہا ہے اور کنویں کے پاس پانی والی گیلی مٹی کو چاٹ رہا ہے، چوں کہ وہ کتا کنویں میں اتر نہیں سکتا تھا؛ اس لیے اس آدمی نے دل میں سوچا کہ جیسے میں پیاسا تھا اسی طرح بے چارا یہ کتا بھی پیاسا ہوگا، مجھے پیاس لگی تھی تو میں نے تو کنویں میں اتر کر اپنی پیاس بجھا لی؛ لیکن یہ کتا پیاسا ہے اور یہ تو کنویں میں اتر نہیں سکتا۔

دوسروں کی تکلیف دیکھ کر عبرت لینی چاہیے

آدمی کو دوسروں کی تکلیف کو دیکھ کر عبرت لینی چاہیے کہ خدا نہ خواستہ اگر میں اس تکلیف میں مبتلا ہوتا تو میں کیا چاہتا؟

مثلاً کسی بہن کو آپ بیمار دیکھو تو اپنے جی میں یہ سوچو کہ اگر میں اس کی جگہ بیمار ہوتی تو میں یہ چاہتی کہ کوئی میری خدمت کرے، مجھے دوا پلا وے، تو آج میری ایک بہن بیمار ہے تو وہ بھی یہی چاہ رہی ہوگی کہ میری کوئی خدمت کرے، اگر تم نے یہ سوچ کر اس کی خدمت کی تو اللہ تعالیٰ بھی راضی ہوں گے اور خدمت کرنے کا ثواب بھی ملے گا۔

بہر حال! یہ سوچ کر وہ آدمی پھر سے خود کنویں میں اترا اور اپنا موزہ پانی سے بھرا، اور اپنے دانت سے اس کو پکڑ لیا اور دونوں ہاتھ کے ذریعے سے دیوار پکڑ کر اوپر چڑھا اور اوپر آکر اس پیاسے کتے کو پانی پلایا۔

نیکی کر کے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے، اِترانا نہیں چاہیے

اس کے بعد اس آدمی نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اے اللہ! تو نے ایک جانور کی پیاس بجھانے کی مجھے توفیق عطا فرمائی۔

یہ بھی ایک سمجھنے کی چیز ہے کہ اگر ہم نے کسی کو کھانا کھلا دیا، پانی پلا دیا، کپڑے پہنائے یا کسی کو صدقہ دیا تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نیک کام کرنے کی توفیق دی، جیسے اس آدمی نے کتے کو پانی پلا کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ: اے اللہ! آپ نے مجھے اپنی ایک مخلوق کتے کو پانی پلانی کی توفیق دی اس پر میں آپ کا شکر ادا کرتا ہوں، جس کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے اس آدمی کی مغفرت فرما دی۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کا بہت بڑا احسان

بہر حال! یہ قصہ میرے اور آپ کے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو سنایا تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا:

قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللهِ ! وَ إِنَّ لَنَا فِيْ الْبَهَائِمِ أَجْرًا ؟

اے اللہ کے رسول! کیا ہم جانوروں کی خدمت کریں، ان کا کام کریں تو اس پر بھی اللہ تعالیٰ ثواب دیں گے؟

آج کل تو ہم یہ سوچتے ہیں کہ اگر ماں کی خدمت کریں گے، بیٹے کی خدمت کریں گے یا شوہر کی خدمت کریں گے تو ہی ثواب ملے گا؛ لیکن قربان جاؤں صحابہ رضی اللہ عنہم پر کہ انھوں نے اللہ کے رسول سے یہ سوال کر کے ہم امتیوں کی جو ایک غلط سوچ تھی اس کو دور کر دیا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کے اس سوال کے جواب میں حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

قَالَ: فِيْ كُلِّ كَبِدٍ رَطَبَةٍ أَجْرٌ . (متفق عليه)

یعنی ہر وہ چیز جس کے اندر تر جگر ہوتا ہے؛ یعنی جس کے اندر جان ہوتی ہے؛ چاہے انسان ہو یا جانور ہو، اس کی خدمت کرنے پر اللہ تعالیٰ ثواب عطا فرماتے ہیں۔

خدمت سے خدا ملتا ہے

بہت غور کرنے کی حدیث ہے کہ ایک جانور کی خدمت پر اللہ تعالیٰ مغفرت فرما دیتے ہیں اور اس کو ثواب عطا فرماتے ہیں تو اگر ہم انسانوں کی خدمت کریں گے اور ان کو راحت پہنچانے کی کوشش کریں گے تو اللہ تعالیٰ بہت کچھ دیں گے؟

علامہ اقبالؒ نے کتنی اچھی بات فرمائی!

تمنا دردِ دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا ہے یہ گوہر بادشاہوں کی خزینوں میں

گوہر: قیمتی موتی کو کہتے ہیں، اگر ہم کو جنت کے قیمتی موتی چاہیے تو کسی غریب، فقیر، مسکین کی خدمت کریں، اس پر اللہ تعالیٰ ہم کو جنت کی نعمت سے مالا مال فرما دیں گے۔

ایک خارش (کھجلی) والے کتے پر رحم کرنے کی وجہ سے ایک ظالم کی مغفرت کا قصہ

اسی طرح حضرت شیخ زکریاؒ نے فضائلِ اعمال میں ایک ظالم کے ایک کتے پر رحم کرنے کا قصہ ذکر کیا ہے، وہ قصہ آپ کے سامنے ذکر کیا جاتا ہے:

بخارا کا ایک حاکم بڑا سخت ظالم تھا، ایک دن وہ اپنی سواری پر جارہا تھا، راستے میں اس نے ایک کتا دیکھا جس کے خارش (کھجلی) ہورہی تھی، اور ٹھنڈی نے اس کو بہت ستا رکھا تھا، اس ظالم کی اس پر نظر پڑتے ہی اس کی آنکھوں میں آنسو بھر گئے اور اس نے اپنے ایک نوکر سے کہا کہ: اس کتے کو میرے گھر لے جا اور میرے آنے تک اس کا خیال رکھنا، یہ کہہ کر وہ اپنے کام میں جہاں جارہا تھا چلا گیا۔

جب واپس آیا تو اس نے کتے کو منگوایا اور گھر کے ایک کونے میں اس کو بندھوا دیا، اس کے سامنے ٹکڑا ڈالا، پانی رکھوایا اور اس کے بدن پر تیل ملوا کر ایک کپڑے کی جھول اس کے اوپر ڈلوائی، اس کے قریب آگ رکھوائی؛ تا کہ اس کی گرمی سے اس پر سے ٹھنڈی کا اثر ختم ہوجائے۔

اِس قصے کو دو ہی دن گزرے تھے کہ اس ظالم کا انتقال ہوگیا، ایک بزرگ نے ۔جن کو اس کے ظلم اور حالت کی خبر تھی ۔اس کو خواب میں دیکھا، اس سے پوچھا کہ: مرنے کے بعد کیا حالت ہوئی؟

اس نے کہا کہ: اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے سامنے کھڑا کیا اور فرمایا کہ: تو کتا تھا

(یعنی کتوں جیسا کام کرتا تھا، انسانوں جیسا کام نہیں کرتا تھا)؛ اس لیے ہم نے بھی ایک کتے ہی کو تجھ کو دے دیا (یعنی اس خارش والے کتے کی بیماری میں خدمت کی وجہ سے میں نے تیری مغفرت کر دی) اور میرے ذمے جو حقوق تھے ان کا خود ادا فرمانے کا ارادہ فرمالیا۔ (از فضائلِ اعمال، جلد:۲)

اس لیے دینی بہنو! آج کی اس مجلس میں یہ پکی نیت کر کے اٹھو کہ ان شاء اللہ! اللہ کے بندوں کو اور جانوروں کو ہم راحت پہنچانے کا کام کریں گے، ان کی خدمت کرنے کا کام کریں گے اور کسی کو ہم اپنی طرف سے بلا وجہ تکلیف نہیں پہنچائیں گے۔

بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ گھر میں چیونٹیاں بہت نکلتی ہیں تو بعض لوگ مٹی کا تیل (کیروسین) ڈال کر آگ سے جلاتے ہیں، ایسا کام نہیں کرنا چاہیے، اس سے بھی حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہے:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فِيْ سَفَرٍ فَانْطَلَقَ لِحَاجَتِهِ فَرَأَيْنَا حُمَّرَةً مَعَهَا فَرْخَانِ فَأَخَذْنَا فَرْخَيْهَا فَجَاءَتِ الْحُمَّرَةُ فَجَعَلَتْ تَفْرِشُ فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: مَنْ فَجَعَ هٰذِهِ بِوَلَدِهَا؟ رُدُّوْا وَلَدَهَا إِلَيْهَا. وَ رَأٰى قَرْيَةَ نَمْلٍ قَدْ حَرَّقْنَاهَا فَقَالَ: مَنْ حَرَّقَ هٰذِهِ؟ قُلْنَا: نَحْنُ، قَالَ: إِنَّهُ لَا يَنْبَغِيْ أَنْ يُّعَذِّبَ بِالنَّارِ إِلَّا رَبُّ النَّارِ. (ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ایک سفر میں ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ضرورت کے لیے تشریف لے گئے، ہم نے

(چڑیا کی طرح کا) ایک لال پرندہ دیکھا، اس کے ساتھ اس کے دو بچے تھے، ہم نے ان کو پکڑ لیا تو وہ پرندہ اس کے آس پاس چکر لگانے لگا، اتنے میں آپ ﷺ تشریف لے آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس پرندے کو اس کے بچوں کی وجہ سے کس نے تکلیف پہنچائی؟ اسے اس کے بچے لوٹا دو اور آپ ﷺ نے چونٹیوں کی ایک بستی دیکھی جس کو ہم نے جلا دیا تھا تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ: یہ کس نے جلایا؟ ہم نے جواب دیا: ہم نے جلائی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: آگ کا عذاب دینا تو آگ کے رب کے علاوہ کسی کے لیے ہی مناسب نہیں ہے۔

کوئی جانور پریشان کرے تو مناسب طریقے سے مار سکتے ہیں

ہاں! اگر کوئی جانور ایسا ہو جو بہت ستاتا ہو، پریشان کرتا ہو تو اس کو دور کرنے کا علاج اور تدبیر کر سکتے ہیں، آپ ﷺ نے تکلیف دینے والے جانوروں کو مارنے کا حکم ضرور دیا ہے، مثلاً سانپ، بچھو وغیرہ؛ لیکن ان کے مارنے میں بھی احسان اور بھلائی کا حکم کیا ہے:

إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الإِحْسَانَ عَلىٰ كُلِّ شَيْءٍ فَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوْا الْقِتْلَةَ وَ إِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوْا الذِّبْحَ . (رواه مسلم عن شداد بن اوس)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ہر چیز میں احسان کرنا فرض کیا ہے؛ اس لیے جب تم لوگ کسی جانور کو مارو تو اچھے طریقے سے مارو اور جب ذبح کرو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو۔

اسی طرح گھر میں کوئی کاٹنے والا کتا، کاٹنے والی بلی، پریشان کرنے والا کوئی

بھی جانور آئے تو ان کو مناسب طریقے سے قتل کرنے کی بھی اجازت ہے، جب کہ وہ پریشان کرتے ہوں؛ لیکن یہاں تو میں آپ کو یہ بتلا رہا ہوں کہ: بلا وجہ کسی کو آپ پریشان مت کرو، کسی کو تکلیف مت دو۔ اپنے لیے کوئی نہ کوئی صدقۂ جاریہ کا مبارک کام کردو، ان شاء اللہ! اس کا ثواب آپ کو آخرت میں ملے گا۔

اس پر حضرت زبیدہ خاتونؒ کا دوسرا ایک عجیب قصہ آپ کو سناتا ہوں۔

حضرت زبیدہ خاتون کا مکہ میں نہر کھدوانے کا عجیب قصہ

خلیفہ ہارون رشید

پانچویں عباسی خلیفہ ہارون رشید بہت نیک اور انصاف پسند خلیفہ اور بادشاہ گزرے ہیں، ان کی پیدائش ۷۶۳ء میں ہوئی اور ۷۸۶ء میں صرف بائیس (۲۲) سال کی عمر میں وہ خلیفہ بنے اور ۸۰۹ء میں ان کا انتقال ہوا، ان کے دورِ خلافت میں سائنس نے بہت ترقی حاصل کی تھی۔

رانی زبیدہ اور ان کا ایک عجیب وغریب خواب

خلیفہ ہارون رشید کی ایک بیوی تھی جن کا نام زبیدہ بنت جعفر تھا، یہ ہارون رشید کی چچا زاد بہن تھیں، نہایت خوب صورت، ذہین، بہت نیک اور صالحہ خاتون تھی، انھوں نے ایک مرتبہ خواب دیکھا کہ: وہ خانہ کعبہ میں کھڑی ہے اور پوری دنیا سے لوگ آرہے ہیں اور اس کے ساتھ خراب کام کر رہے ہیں۔

زبیدہ خاتون بہت عبادت کرنے والی، نیک اور اللہ والی خاتون تھی، اس نے

جب ایسا خواب دیکھا تو بہت پریشان ہوئی۔

یہ اِس امت کے خواب کی تعبیر کے امام ''ابن سیرینؒ'' کا زمانہ تھا، زبیدہ خاتون نے اپنی ایک خادمہ سے کہا کہ: تم ابن سیرینؒ کے پاس جاکر اس خواب کی تعبیر معلوم کرو؛ لیکن یہ مت کہنا کہ: رانی زبیدہ نے یہ خواب دیکھا ہے؛ تاکہ میرے لیے بدنامی کا سبب نہ بنے۔

خادمہ نے جاکر ابن سیرینؒ کے سامنے خواب بیان کیا۔

ابن سیرینؒ نے پوچھا کہ: یہ خواب کس نے دیکھا ہے؟

خادمہ نے کہا کہ: میں نے دیکھا ہے۔

ابن سیرینؒ نے کہا کہ: یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ یہ خواب تو دیکھے، تیری یہ حیثیت ہی نہیں ہے ایسا خواب دیکھنے کی، ایسا خواب تو کوئی خوش نصیب ہی دیکھ سکتا ہے، سچ سچ بتا کہ یہ خواب کس نے دیکھا ہے؟ پھر تعبیر بتلاؤں گا؛ ورنہ تعبیر نہیں بتلاؤں گا۔

خادمہ نے کہا کہ: جس کا یہ خواب ہے اس نے نام بتلانے سے منع کیا ہے۔

ابن سیرینؒ نے فرمایا کہ: جاؤ! پہلے اس سے اجازت لے کر آؤ؛ ورنہ میں تعبیر نہیں بتلاؤں گا۔

خادمہ زبیدہ خاتون کے پاس گئی اور پوری بات بیان کی تو زبیدہ نے اپنا نام بتلانے کی اجازت دی، خادمہ واپس ابن سیرینؒ کے پاس آئی اور کہا کہ: یہ خواب ہماری رانی زبیدہ نے دیکھا ہے۔

ابن سیرینؒ نے فرمایا: ہاں! وہ یہ خواب دیکھ سکتی ہے، پھر اس کی تعبیر بتلائی کہ:

اللہ تعالیٰ زبیدہ رانی سے ایسا عجیب وغریب کام کروائیں گے کہ پوری دنیا کے لوگ اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔

چنانچہ بعد میں اللہ تعالیٰ نے ان سے جو عجیب وغریب کام کروایا جس سے پوری دنیا کے لوگوں نے فائدہ اٹھایا وہی واقعہ آپ کے سامنے ذکر کر رہا ہوں:

ایک مرتبہ زبیدہ مکہ مکرمہ حج کرنے کے لیے گئی، اور جیسا کہ آپ کو معلوم ہوگا کہ مکہ میں ہمارے یہاں کی طرح ندیاں اور نہریں نہیں ہیں، صرف زمزم کا کنواں ہے؛ اسی لیے پرانے زمانے میں مکہ میں حاجیوں کو پانی کی بہت تکلیف ہوتی تھی؛ چوں کہ پہلے زمانے میں آج کی طرح پانی نکالنے کے لیے موٹر (moter) نہیں ہوتی تھی، جس کی بنا پر حاجیوں کو زم زم کے کنویں میں اپنی ڈول اور رسی ڈال کر پانی نکالنا پڑتا تھا۔

مخلوق کی خدمت کا عجیب وغریب جذبہ

جب حضرت زبیدہ وہاں گئیں اور دیکھا کہ حاجیوں کو پانی کی بہت تکلیف ہے تو اس نرم دل خاتون کو بہت افسوس ہوا اور چونکہ رانی (queen) تھی؛ اس لیے فوراً انھوں نے حکم دیا کہ: ایک نہر کھدوائی جائے اور اس کا پورا خرچ میں خود دوں گی۔

کیسی جذبے والی عورت ہوگی کہ حکومت کے خزانے میں سے ایک روپیہ بھی نہیں لیا؛ حالاں کہ وہ تو خود رانی تھی، چاہتی تو لے سکتی تھی؛ لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ کی مخلوق کی خدمت کا جذبہ ایسا سوار تھا کہ کہنے لگی: میرے اپنے پیسوں سے ایک نہر تیار کرو؛ تاکہ مکہ میں پانی آوے اور حاجیوں کو راحت ہو جائے۔

دینی بہنو! حضرت زبیدہ کا کیسا مبارک جذبہ ہوگا!

اپنے ماتحتوں کو دین دار بناؤ

حضرت زبیدہ کی ایک دوسری خوبی میں آپ کو بتلاؤں، وہ یہ کہ ان کی خدمت اور کام کاج کے لیے سو خادمائیں تھیں؛ لیکن عجیب بات کہ یہ تمام خدمت کرنے والی عورتیں قرآنِ مجید کی حافظہ تھیں۔

میری دینی بہنو! اگر ہم خود بھی دین دار ہوں اور ہماری کام والیاں بھی نیک اور دین دار ہوں تو اس کا اثر ہمارے گھر میں بہت اچھا ہوگا؛ اس لیے کہ اگر ہم خود دین دار ہیں تو ہم ہماری اس دین داری کی وجہ سے ان پر ظلم و زیادتی نہیں کریں گے۔

اور اگر ہماری کام والیاں بھی دین دار ہوں گی تو اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ وہ ہمارے گھروں میں امانت داری اور وفاداری سے کام کریں گی، خیانت اور چوری سے کام نہیں لیں گی، اور اس کی دین داری کی وجہ سے اس کی اولاد اور اس کا شوہر بھی دین دار بنے گا، تو اس کا ثواب بھی آپ کو ملے گا۔

اسی لیے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ گھر میں کام کرنے آنے والی عورتوں کو قرآن سکھاؤ، کلمہ سکھاؤ، نماز سکھاؤ، ذکر و تسبیح سکھاؤ، اور ان کو دین دار بناؤ۔

ذکر و تلاوت سے گھروں کو آباد کیجیے

حضرت زبیدہ کی سو خادمائیں تھیں، اور ان سب کو قرآن یاد تھا، اور ان سب کو زبیدہ خاتون کی طرف سے یہ حکم دیا گیا تھا کہ:

’’تم سب محل میں کام کرتے کرتے قرآن پڑھو، میوزک (music) وغیرہ

مت سنو‘‘۔

اس کی برکت سے پورے محل میں قرآن کی تلاوت کی آواز آتی رہتی تھی، جیسے شہد کی مکھی آواز کرتی ہے اس طرح پورے محل میں چاروں طرف سے قرآن کی تلاوت کی آواز آتی رہتی تھی۔

اللہ کرے ہمارے گھروں میں بھی اس طرح کا ماحول ہوجاوے، کام کرنے والی عورتیں کام کرتے کرتے سبحان اللہ، الحمدللہ، لا الہ الا اللہ، اور چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھتی رہیں تو پورے گھر میں ذکر اور تلاوت کا ایک نورانی ماحول بن جائے گا۔

مکہ میں عجیب وغریب نہر کھودنے کا پلان

بہر حال! حضرت زبیدہؒ نے جب نہر کھودوانا شروع کیا تو بڑے بڑے ماہر انجینئروں کو بلایا، اور کہا کہ: مجھ کو مکہ کے کونے کونے میں پانی چاہیے، کیسے آئے گا؟ اور کہاں سے آئے گا؟ اس کا پورا نقشہ بنا کر کام شروع کرو۔

سب انجینئروں نے غور وفکر کر کے پورا نقشہ زبیدہ خاتون کے سامنے پیش کیا اور مکہ سے پینتیس (۳۵) کلومیٹر دور شمال اور مشرق میں حنین ہے وہاں ایک ’’طاذ‘‘ نام کا پہاڑی علاقہ ہے وہاں سے نہر نکال کر مکہ لانے کا پروگرام بنایا۔ (آزاد دائرۃ المعارف)

پھر انجینئروں نے زبیدہ خاتون سے کہا کہ: یہاں نہر کھودنا بہت مشکل ہے؛ اس لیے کہ بڑے بڑے پہاڑ کھودنے پڑیں گے، چٹانیں توڑنی پڑیں گی، سینکڑوں مزدور لانے پڑیں گے، رات دن محنت کرنی پڑے گی، بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔

ملکہ زبیدہ کی عجیب ہمت

جب زبیدہ خاتون نے یہ سنا تو جو چیف انجینئر کو کہا کہ: تم نہر کھودنے کا کام شروع کروادو، اور نہر کھودنے کے لیے جتنے کلہاڑے مارنے پڑے مارو، اور جتنے درخت کاٹنے پڑیں کاٹ ڈالو، جتنی مٹی کھودنی پڑے کھودو، اور اگر ہر ہر مرتبہ کلہاڑے مارنے پر ایک دینار (سونے کا سکہ) بھی خرچ ہوتا ہو تو بھی میں دینے کے لیے تیار ہوں؛ لیکن تم حاجیوں کے لیے نہر تیار کرو، کیسی ہمت والی ہوگی وہ عورت!

آخرت کے حساب کے لیے دنیا کا حساب چھوڑ دیا

جب نہر تیار ہوگئی تو چیف انجینئر حساب کے کاغذات کی فائل لے کر آیا، اور زبیدہ کو دی، ملکہ زبیدہ اس وقت دجلہ ندی کے پاس تھی، زبیدہ نے اس فائل کو لیا اور اس کو بیچ میں سے پھاڑ دیا اور دجلہ ندی میں ڈال دی، اور پھر ایک عجیب وغریب جملہ کہا کہ:

میں نے آخرت کے حساب کے لیے اس حساب کو چھوڑ دیا اور کہا کہ: ہماری طرف سے کوئی حساب نکلتا ہو یعنی تم کو کچھ دینا ہے تو لے لو، اور اگر ہمارا تمھاری طرف کچھ نکلتا ہے یعنی ہمارا جمع ہے تو ہم نے معاف کردیا۔ کیسی جذبے والی عورت ہوگی!!

اس نہر کھودنے میں تقریباً سترہ (۱۷) لاکھ دینار خرچ ہوئے۔

آج بھی نہرِ زبیدہ کے کچھ حصے موجود ہیں

میری دینی بہنو! سینکڑوں برس تک امت کو زبیدہ خاتون کی بنوائی ہوئی نہر کی برکت سے مکہ میں بہترین پانی ملا، اور آج کئی سو سال گزر گئے؛ لیکن ابھی تک اس

نہر کے بہت سارے حصے مکہ میں موجود ہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو بار بار مکہ اور مدینہ کی زیارت نصیب فرماوے، آمین۔

آپ جب مکہ اور مدینہ جاؤ اور منی ،عرفہ، مزدلفہ وغیرہ کی زیارت کے لیے آپ کو لے جایا جائے تو آپ رہبر سے خاص طور پر کہنا کہ: زبیدہ خاتون نے جو نہر بنائی تھی وہ نہر ہم کو دکھاؤ، تو آپ کو دکھائیں گے کہ پہاڑ کے ساتھ ساتھ اس نہر کی دیوار ابھی تک موجود ہے، کتنے اخلاص سے کام کیا ہوگا، اور حاجیوں کی تکلیف دور کرنے کی کیسی محنت کی ہوگی!!

ہم سب بھی رمضان میں ایک ارادہ کریں کہ: ہم بھی اپنے صدقۂ جاریہ کے لیے کوئی ایسا دینی کام ضرور کریں گے، مثلاً: کوئی مسجد یا مدرسہ بنائیں گے، کسی غریب کا مکان بنائیں گے۔ ضرورت کی جگہ میں بورویل (borwell) کروائیں گے، قرآن یا کتاب چھپوا کر تقسیم کریں گے، کوئی نہ کوئی صدقۂ جاریہ کا کام کریں گے۔

یہ دولت تو دنیا میں رہنے والی ہے؛ لیکن ایسے صدقۂ جاریہ کا کام کریں گے تو ان شاء اللہ! قیامت تک اس کا ثواب ہم کو قبر میں ملتا رہے گا؛ اس لیے جن کے پاس دولت ابھی موجود ہے وہ دعا کرے کہ:

اے اللہ! مجھے اپنی یہ دولت صدقۂ جاریہ کے کام میں لگانے کی توفیق عطا فرما۔

اور جن کے پاس ابھی موجود نہیں ہے وہ بھی دعا کریں کہ: اے اللہ! آپ دولت دے دو؛ تا کہ ہم دین کے کام میں، صدقۂ جاریہ کے کام میں خرچ کریں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسے صدقۂ جاریہ کے کام کرنے کی توفیق وسعادت عطا فرماوے، آمین۔

بنی اسرائیل کے عابد جریج کی ماں کی بددعا کا عبرت ناک واقعہ

اقتباس

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: چار بچے اس دنیا میں ایسے گزرے ہیں جو بچپن میں ماں کی گود میں بولے ہیں؛ یعنی اس وقت جب بولنے کی عمر نہیں ہوتی ہے:

① حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔

② حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف داری میں گواہی دینے والا بچہ جو زلیخا کے گھر میں بولا تھا۔

یہ دونوں قصے پہلے میں بیان کر چکا ہوں اور کتاب میں چھپ بھی گئے ہیں، اور سی ڈی میں بھی موجود ہیں۔

③ فرعون کی بیٹی کو کنگھی کرنے والی عورت کا بچہ، جس کا قصہ اس کتاب میں موجود ہے۔

④ بنی اسرائیل کا ایک بچہ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدَانَا لِلْإِسْلَامِ ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ ، وَ أَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَ شَفِيْعَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ ، صَلَوَاتُ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَلَيْهِ وَ عَلٰى اٰلِهِ وَ أَصْحَابِهِ وَ ذُرِّيَاتِهِ وَ أَهْلِ بَيْتِهِ وَ أَهْلِ طَاعَتِهِ ، وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا ، أَمَّا بَعْدُ !

رَوٰى الْبُخَارِيُّ فِيْ صَحِيْحِهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ:لَمْ يَتَكَلَّمْ فِيْ الْمَهْدِ إِلَّا ثَلَاثَةٌ: عِيْسٰى، وَكَانَ فِيْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ : جُرَيْجٌ، كَانَ يُصَلِّي فَجَاءَتْهُ أُمُّهُ فَدَعَتْهُ ، فَقَالَ : أُجِيْبُهَا أَوْ أُصَلِّ ، فَقَالَتْ : أَللّٰهُمَّ لَا تُمِتْهُ حَتّٰى تُرِيَهُ وُجُوْهَ الْمُوْمِسَاتِ وَكَانَ جُرَيْجٌ فِيْ صَوْمَعَتِهِ ،فَتَعَرَّضَتْ لَهُ اِمْرَأَةٌ ، وَكَلَّمَتْهُ ، فَأَبٰى ،فَأَتَتْ رَاعِياً فَأَمْكَنَتْهُ مِنْ نَفْسِها ، فَوَلَدَتْ غُلَامًا ، فَقَالَتْ :مِنْ جُرَيْجٍ ، فَأَتَوْهُ ، فَكَسَرُوْا صَوْمَعَتَهُ ، وَأَنْزَلُوْهُ ، وَسَبُّوْهُ ، فَتَوَضَّأَ ، وَصَلّٰى ، ثُمَّ أَتَى الْغُلَامَ فَقَالَ : مَنْ أَبُوْكَ يَا غُلَامُ ؟ قَالَ: اَلرَّاعِيْ ، قَالُوْا : نَبْنِيْ صَوْمَعَتَكَ مِنْ ذَهَبٍ ، قَالَ : لَا ؛ إِلَا مِنْ طِيْنٍ . (البخاري،كتاب احاديث الانبياء)

حدیث کا ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: حضرت نبئ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: گہوارے میں سوائے تین بچوں کے کسی نے بات نہیں کی: حضرت عیسیٰ بن مریم

علیہ السلام نے، اور بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جسے ”جریج“ کہا جاتا تھا، وہ ایک مرتبہ نماز پڑھ رہا تھا، اسی دوران اس کی ماں آ گئی اور جریج کو بلایا، جریج نے دل میں سوچا کہ: میں ماں کو جواب دوں یا نماز جاری رکھوں؟ (اور جواب نہیں دیا)

ماں نے کہا کہ: اے اللہ! اسے اس وقت تک موت نہ دیجیے جب تک کہ یہ کسی فاحشہ عورت کا منہ نہ دیکھ لے۔

ایک مرتبہ جریج اپنی عبادت کرنے کی جگہ میں تھا کہ اس کے پاس ایک عورت آئی، اور اس سے زنا کرنے کی دعوت دی، جریج نے انکار کر دیا، پھر وہ عورت ایک چرواہے کے پاس گئی اور اس کو اپنے آپ پر قدرت دے دی (اور اس سے زنا کیا) جس کے نتیجے میں اس کو لڑکا پیدا ہوا۔ اس عورت نے کہا کہ: یہ جریج کا ہے۔ لوگ (غصے کی حالت میں) جریج کے پاس آئے، اس کے عبادت خانے کو توڑ دیا، اسے نیچے اتارا اور بہت برا بھلا کہا۔

اس کے بعد جریج نے وضو کر کے نماز پڑھی، پھر اس بچے کے پاس آیا اور اس بچے سے پوچھا کہ: اے لڑکے! تیرا باپ کون ہے؟

بچے نے جواب دیا کہ: چرواہا۔

(لوگوں کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اور) انھوں نے جریج سے کہا کہ: ہم تمھارا عبادت خانہ سونے کا بنا دیتے ہیں۔ جریج نے کہا کہ: نہیں! بس مٹی کا ہی بنا دو۔

یہ ایک حدیث ہے جو بخاری شریف میں آئی ہے، اس میں آیا ہوا ایک ماں کی بددعا کا عبرت ناک قصہ آپ کے سامنے ذکر کرتا ہوں۔

گہوارے میں بولنے والے چار بچے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: چار بچے اس دنیا میں ایسے گزرے ہیں جو بچپن میں ماں کی گود میں بولے ہیں؛ یعنی اس وقت جب بولنے کی عمر نہیں ہوتی ہے: (۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔

(۲) حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف داری میں گواہی دینے والا بچہ جو زلیخا کے گھر میں بولا تھا۔

یہ دونوں قصے پہلے میں بیان کر چکا ہوں اور کتاب میں چھپ بھی گئے ہیں، اور سی ڈی میں بھی موجود ہیں۔

(۳) فرعون کی بیٹی کو کنگھی کرنے والی عورت کا بچہ، جس کا قصہ اس کتاب میں موجود ہے۔

(۴) بنی اسرائیل کا ایک بچہ۔ (گلدستۂ تفاسیر بہ حوالہ تفسیرِ مظہری)

اس چوتھے بچے کا واقعہ بھی عجیب ہے، آج وہی واقعہ آپ کے سامنے ذکر کیا جاتا ہے۔

ماں کو اپنی اولاد کے لیے بددعا نہیں کرنی چاہیے

قصہ شروع کرنے سے پہلے ماؤں کو ایک نصیحت یہ ہے کہ: ماں کو اپنی اولاد کے لیے بددعا نہیں کرنی چاہیے، اگر بچے شرارت کر کے پریشان کریں اور ان پر غصہ آجائے تو کوئی سزا دے دیں؛ لیکن ہرگز بددعا نہ کریں؛ اس لیے کہ ماں کی بددعا اولاد کی دنیا اور آخرت کو برباد کر دیتی ہے۔

یاد رکھیں! اللہ تعالیٰ کے یہاں بعض اوقات ایسے خاص قبولیت کے ہوتے ہیں کہ جو مانگو مل جاتا ہے، اب بعض مرتبہ بہت سی عورتیں غصے میں اولاد کو بددعا دے دیتی ہیں، پھر جب اولاد مر جاتی ہے یا کسی مصیبت میں مبتلا ہو جاتی ہے تو پھر روتی پھرتی ہیں اور اِس کا خیال بھی نہیں آتا کہ یہ مصیبت خود ہی اپنی بددعا سے مانگی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: اپنی جانوں اور اولاد کو اور مال اور خادموں کو بددعا نہ دیا کرو؛ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ بددعا کسی ایسے خاص وقت میں ہو جائے جو قبولیت کا ہو (تو وہ بددعا جس پر کی گئی ہے اس پر پڑ جائے گی)۔ (از فضائلِ اعمال، اول: ۵۸۵)

اولاد کو نصیحت یہ ہے کہ: تم ایسے کام مت کرو کہ ماں کو غصہ آجائے اور وہ مجبوری میں بددعا کر دیں۔

علم کم ہونے کی وجہ سے گمراہی کا خطرہ رہتا ہے

بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس کا نام جریج تھا، یہ بہت بڑا نیک آدمی تھا، دنیا کو چھوڑ کر ہر وقت عبادت میں رہتا تھا؛ لیکن اس کے پاس دین کا علم کم تھا اور جب آدمی کے پاس دین کا علم کم ہوتا ہے تو پھر ہر وقت اس کے گمراہ ہو جانے کا خطرہ لگا رہتا ہے، عبادت بھی ضروری اور علم بھی ضروری ہے، جب دونوں چیزیں جمع ہوتی ہیں تو اللہ اپنے فضل سے انسان کی حفاظت فرماتے ہیں۔

قصے کی شروعات

اِس واقعہ کی شروعات حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرح فرمائی کہ: دنیا میں جتنے بھی بچے پیدا ہوئے ہیں ان میں سے تین ایسے بچے گزرے ہیں جنھوں نے

گہوارے میں، ماں کی گود میں بات کی:

ایک تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام جنھوں نے اپنی ماں کے لیے گواہی دی تھی۔

دوسرا وہ بچہ جس نے جریج عابد کے حق میں گواہی دی تھی۔

صومعہ: عیسائیوں کی عبادت گاہ

جریج نے اپنی عبادت کرنے کے لیے بستی کے باہر جنگل میں ایک عبادت کرنے کی جگہ بنائی تھی، اس کو ''صومعہ'' کہتے ہیں، قرآن میں بھی ہے:

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ . (الحج:۴۰)

ترجمہ: اور اگر اللہ تعالیٰ بعض لوگوں (کے شر) کو بعض لوگوں کے ذریعہ ہٹایا نہ کرتے تو خانقاہیں اور عیسائیوں اور یہودیوں کی عبادت کی جگہیں اور مسجدیں جن میں کثرت سے اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر کیا جاتا ہے وہ سب ویران کر دیے جاتے۔

''صومعہ'' ایسی جگہ کو کہتے ہیں جو زمین سے ذرا اونچی ہو اور نیچے سے چوڑی ہو اور اوپر جاتے جاتے تنگ ہوگئی ہو، جیسے آپ نے بعض مسجدوں کے گنبد دیکھے ہوں گے، نیچے سے اس کا سکویر (square) زیادہ ہوتا ہے اور اوپر جا کر وہ تنگ ہو جاتا ہے۔

پرانے زمانے میں عیسائی مذہب میں یہ رواج تھا کہ لوگ گھر بار چھوڑ کر جنگلوں میں چلے جاتے تھے اور عبادت میں ساری زندگی گزار دیتے تھے۔

جریج کی ماں کا اس کو ملنے جانا

یہ جریج عابد گھر سے دور جنگل میں اپنے عبادت خانے میں رہتا تھا اور ہر وقت عبادت کرتا رہتا تھا اور اس کی ماں گھر پر رہتی تھی، ایک مرتبہ ماں کو بیٹے کی یاد آئی تو

ماں اپنے بیٹے سے ملنے گئی؛ حالاں کہ بیٹے کو چاہیے کہ ماں کو ملنے آئے؛ لیکن ماں ماں ہوتی ہے، بیٹے کی یاد آئی تو ماں اپنے بیٹے کو ملنے گئی۔

دھوپ میں نیچے سے اوپر کی طرف دیکھنے کا طریقہ

جریج اونچی جگہ پر نماز پڑھ رہے تھے، اور ماں نیچے کھڑی ہے، اور آپ کو معلوم ہوگا کہ جب سورج نکلا ہوا ہو اور دھوپ ہو تو اس وقت اونچی جگہ پر دیکھنے کے لیے ہم اپنے ہاتھ کو آنکھوں پر رکھتے ہیں اور سایہ کر لیتے ہیں؛ تاکہ دھوپ سے حفاظت ہو، اور اوپر کی چیز نظر آئے۔

جریج کی ماں کو نیچے سے اوپر دیکھنا تھا تو اس نے ہاتھ آنکھ پر رکھ کر اوپر دیکھا، خود حضرت نبئ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جریج کی ماں کی نقل اتارتے ہوئے اپنا ہاتھ مبارک اپنی آنکھوں پر رکھ کر دکھلایا۔

ماں کا آواز دینا اور جریج کا جواب نہ دینا

ماں نے اوپر دیکھا اور آواز دی: بیٹے جریج! میں تیری ماں ہوں، میں تجھ سے ملنے کے لیے آئی ہوں۔

جریج نماز میں مشغول تھے، جب انھوں نے ماں کی آواز سنی تو اپنے دل ہی دل میں کہنے لگے کہ: اے اللہ! یہ میری ماں آئی ہے، مجھے بلا رہی ہے، دوسری طرف میں نماز پڑھ رہا ہوں، میں کیا کروں؟ نماز میں دھیان دوں یا نماز توڑ کے ماں کے پاس چلا جاؤں؟

پھر یہ فیصلہ کیا کہ: نہیں! میں نماز جاری رکھوں گا اور اس نے اپنی ماں کو جواب

نہیں دیا، وہ بے چاری گھر چلی گئی۔

دوسرا دن ہوا، ماں کو بیٹے کی یاد ستا رہی تھی، دوسرے دن بھی ماں آئی اور جریج نماز میں تھے، ماں نے آواز دی۔

جریج نے دل ہی دل میں کہا: اے اللہ! ایک طرف میری ماں ہے اور دوسری طرف نماز ہے میں کیا کروں؟ پھر اس نے خود فیصلہ کیا اور نماز کو اختیار کیا، اور دوسرے دن بھی بے چاری ماں واپس چلی گئی۔

تیسرے دن پھر بے چاری ماں آئی اور آواز دی؛ لیکن آج بھی جریج نماز میں تھے اور جواب نہیں دیا۔ (أخرجه البخاري)

دینی بہنو! اس ماں کا کیا حال ہوتا ہوگا جو تین دن سے خود آتی ہے اور آواز دیتی ہے؛ لیکن بیٹا ہے کہ ماں کو جواب دینے کے لیے تیار نہیں ہے!

کچھ ایسا ہی زمانہ آج آ گیا ہے، جوان بیٹے، بیٹی لیپ ٹاپ، کمپیوٹر، موبائل لے کر بیٹھے ہیں، ادھر سے ماں آواز دیتی ہے، باپ آواز دیتا ہے؛ لیکن کسی کی نہیں سنتے اور اپنی دنیا میں مست رہتے ہیں۔

ماں کی خطرناک بددعا

اب ماں غصے میں آ گئی اور غصے کی حالت میں اس نے بددعا کر دی کہ: اے اللہ! آپ اس کو اس وقت تک موت نہ دینا جب تک کہ یہ کسی بدکار، زناکار عورت کا منہ نہ دیکھ لے۔ کیسی خطرناک بددعا کر دی!!!

میری دینی بہنو! ماں کی دعا ساتوں آسمانوں کو چیرتی ہوئی اللہ کے دربار میں

پہنچتی ہے؛ اس لیے اپنی اولاد کو بددعا دینے سے پہلے سو بار سوچنا چاہیے۔

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: ماں نے یو(بد) دعا کی کہ: میرے بیٹے کو اس وقت تک موت نہ دینا جب تک کہ یہ کسی بدکار، زناکار بازاری عورت کا منہ نہ دیکھ لے، اگر ماں اس وقت یوں بددعا کر دیتی کہ: وہ زناکار عورتوں کے فتنے میں پڑ جائے یا زنا میں پڑ جائے تو وہ بددعا بھی قبول ہو جاتی، اور اتنا بڑا نیک اور عبادت گزار آدمی عورتوں کے فتنے میں پڑ کر برباد ہو جاتا۔

اُس دور میں اس طرح زنا کرنے والی عورتوں کے منہ کو دیکھنا ایک برا کام سمجھا جاتا تھا؛ لیکن آج تو اس طرح کی عورتوں کو لوگ بڑے اہتمام سے دیکھتے ہیں یا دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ عفت عطا فرماوے۔

اب دیکھیے! کیسے اللہ نے ماں کی بددعا پوری فرمائی؟

کسی کی تعریف کرنے میں احتیاط کرنا چاہیے

بنی اسرائیل کے لوگ جریج کو بہت نیک مانتے تھے، ان کی عبادت کے چرچے کرتے تھے، اور ان کی بڑی تعریف کرتے تھے۔

دیکھو! یہ دنیا بڑی عجیب ہے، آپ کسی کی سچی تعریف کرو تو بھی ایک دو تو ایسے نکل ہی جائیں گے کہ جن کو کسی کی تعریف اچھی نہیں لگے گی، ان سے دوسروں کی تعریف سنی ہی نہیں جاتی۔

اس لیے تعریف کرنے میں بھی احتیاط کرنا چاہیے، بعض مرتبہ تعریف کرنے سے لوگ اس کے دشمن ہو جاتے ہیں، حسد کرنے لگتے ہیں اور پیچھے پڑ جاتے ہیں، اور

بعض مرتبہ تو اس کے خلاف الٹی اور غلط باتیں چلانے لگ جاتے ہیں۔

بنی اسرائیل کی فاحشہ عورت کا چیلنج

بنی اسرائیل میں ایک فاحشہ عورت تھی، بڑی خوب صورت تھی، لوگ حسن اور خوب صورتی میں اس کی مثال دیتے تھے؛ لیکن وہ اپنی خوب صورتی کو غلط کام میں استعمال کرتی تھی اور اپنے حسن کے ذریعے مردوں کو اپنی طرف کھینچتی تھی۔

چنانچہ اس فاحشہ عورت کو جریج کی تعریف اچھی نہیں لگی، اس نے لوگوں کو چیلنج دیا اور کہنے لگی: تم جریج کی تعریف کرتے ہو، تم اس کی عبادت کے چرچے کرتے ہو؛ حالاں کہ جریج کی حالت ایسی ہے کہ اگر میں چاہوں تو اس کو فتنے میں ڈال دوں۔

عورت کا جریج کو زنا کی دعوت دینا اور جریج کا توجہ نہ کرنا

پھر وہ فاحشہ عورت جریج کے پاس ان کے عبادت خانے میں گئی اور سامنے سے اپنے آپ کو زنا اور غلط کام کے لیے جریج کے سامنے پیش کر دیا؛ لیکن حضرت جریج اللہ کے عجیب بندے تھے، جنھوں نے تین دن تک اللہ کی عبادت کی خاطر اپنی حقیقی ماں کو جواب نہیں دیا اور ملے نہیں تو بھلا اس پرائی عورت کو کہاں سے ملتے!

اس عورت نے بہت کوشش کی؛ لیکن جریج نے اس کی طرف نظر نہیں کی اور اپنی عبادت میں مشغول رہے۔

صحیح معنیٰ میں نصیب والا (Lucky) کون؟

آج تو کسی کو سامنے سے کوئی عورت دعوت دے تو لوگ اس کو نصیب والا (Lucky)

سمجھتے ہیں کہ تو اچھے نصیب والا ہے، تجھے سنہرا موقع (Golden Chance) مل گیا؛لیکن صحیح بات یہ ہے ایسے موقع پر جب سامنے سے کوئی عورت کسی کو بلا رہی ہو اپنے آپ کو قابو میں رکھے وہ صحیح معنیٰ میں نصیب والا ہے اور سنہرا موقع اس کو سمجھا جائے گا۔

حدیث میں آتا ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: قیامت کے دن جب اللہ کے عرش کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا اس وقت سات قسم کے لوگوں کو اللہ کے عرش کے سایہ میں جگہ ملے گی ان میں سے ایک آدمی یہ ہوگا:

وَرَجُلٌ دَعَتْهُ اِمْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَ جَمَالٍ فَقَالَ إِنِّيْ أَخَافُ اللّٰهَ .(البخاري و المسلم)

یعنی جس کو کوئی خوب صورت عورت زنا کی دعوت دے اور وہ آدمی یہ کہہ کر انکار کردے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔

جریج کو بدنام کرنے کے لیے اس عورت کی گندی چال

وہ عورت ناامید ہوگئی کہ یہ تو بڑا عجیب آدمی ہے، میں سامنے سے اس کے پاس گئی، پھر بھی وہ میرے قابو میں نہیں آیا، چنانچہ اس عورت کے دل میں ایک چوٹ لگی اور اس نے ایک گندی اور ناپاک سازش کی، اور ایک خطرناک شیطانی چال چلی۔

بعض عورتیں بھی ایسی گندی اور ناپاک چال چلتی ہیں، اللہ تعالیٰ ایسی حالت سے آپ کی اور میری حفاظت فرمائے، آمین۔

آج دنیا میں لوگ بدنام کرنے کے لیے، دشمنی نکالنے کے لیے، عورتوں کا استعمال کرتے ہیں اور ان کے ذریعہ غلط تہمت لگا کر بدنام کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ بدنام

ہونے سے، اور بدنامی کا ذریعہ اور سبب بننے سے ہم سب کی حفاظت فرمائیں۔

چرواہے کے ساتھ زنا

اُس عبادت خانے کے پاس ایک چرواہا رہتا تھا، جو بکری، بھیڑ وغیرہ جانور چرایا کرتا تھا، وہ عورت اس چرواہے کے پاس گئی اور اپنے آپ کو اس کے سامنے پیش کر دیا، چنانچہ اس چراوہے نے اس عورت سے ۔نعوذ باللہ ۔غلط کام کیا اور اس کی وجہ سے وہ حاملہ (pregnant) ہوگئی۔

کچھ مہینوں کے بعد اس عورت کو ایک لڑکا پیدا ہوا، جب لڑکا پیدا ہوا تو اس زنا کار عورت نے لوگوں سے کہا کہ: یہ جو بچہ مجھ کو پیدا ہوا، وہ جریج کا ہے۔

بغیر تحقیق کے کسی کی بات بیان کرنا

آج کل لوگوں کا حال یہ ہوگیا ہے کہ کوئی بات سنتے ہیں تو فوراً مان لیتے ہیں، اور اس کے مطابق عمل بھی شروع کر دیتے ہیں، تحقیق نہیں کرتے، اور بغیر تحقیق کے اس کو مشہور کرنا شروع کر دیتے ہیں، چاہے سچ ہو یا جھوٹ؛ حالاں کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْۤا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ۝٦ (الحجرات)

ترجمہ: اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق (یعنی گنہگار یا شریر) تمھارے پاس کوئی خبر لے آئے تو (اس کی) اچھی طرح تحقیق کرلیا کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم نادانی سے کسی قوم کو نقصان پہنچا بیٹھو، پھر تم اپنے کیے پر پچھتاتے پھرو۔

اسی طرح حدیث میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِباً اَنْ يُّحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ. (المسلم)

ترجمہ: انسان کے جھوٹا ہونے کے لے اتنی بات کافی ہے کہ ہر سنی ہوئی بات دوسروں کو بتلا دے۔

دینی بہنو! میں آپ کو قرآن و حدیث کی روشنی میں نصیحت کرتا ہوں کہ: کوئی بھی بات سنو، بغیر تحقیق کے مت مانو، پہلے تحقیق کرلو، خاص طور پر جب کسی کی ذات، شخصیت اور پرسنل لائف کے بارے میں ہو۔

واٹس ایپ جھوٹ کا سینٹر ہے

اسی طرح واٹس ایپ پر ایک بات آ گئی تو اب اس کو بغیر تحقیق کے دوسروں کو بھیجیں گے۔

یہ واٹس ایپ تو جھوٹ کا مرکز ہے، تہمت اور الزام پھیلانے کی فیکٹری ہے، اس کی باتوں پر بالکل دھیان مت دو، کسی کی ذات کے بارے میں یا کسی مرد، عورت کے بارے میں کوئی بھی بات آئے تو اسے بغیر تحقیق دوسروں کو مت بھیجو، اس سے آپ کی گناہوں سے حفاظت ہوگی؛ اس لیے کہ ایسی چیزیں بغیر تحقیق کے دوسروں کو بھیجنا بھی گناہ ہے۔ جیسا کہ سورۂ نور میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہیں:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۱۹

ترجمہ: یقیناً جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ ایمان والوں میں بے حیائی پھیلے ان کے لیے

دنیا وآخرت میں دردناک عذاب ہے اور اللہ تعالیٰ تو جانتے ہیں اور تم نہیں جانتے ہو۔

لوگوں نے جریج کا عبادت خانہ توڑ دیا

بہرحال! لوگوں نے جب یہ بات سنی تو بہت زیادہ غصے میں آگئے اور ہاتھ میں کلہاڑے، کدال، پھاوڑے، وغیرہ لے کر عبادت خانے کی طرف دوڑ پڑے اور وہاں پہنچ کر جریج کو پکارنے لگے؛ لیکن جریج تو اپنی نماز میں مشغول تھے؛ اس لیے کوئی جواب نہیں دیا، جب کوئی جواب نہیں آیا، تو لوگوں نے عبادت خانہ توڑنا شروع کردیا؛ لیکن جریج نے نہایت اطمینان سے نماز پوری کی، اور پھر نیچے اترے، اب جیسے ہی نیچے اترے تو لوگوں نے جریج کو مارنا شروع کردیا۔

جریج نے پوچھا: آپ لوگ مجھے کیوں مار رہے ہو؟ میرے عبادت خانے کو کیوں توڑ رہے ہو؟ میرا قصور کیا ہے؟

لوگوں نے ان کو کہا کہ: تم نے فلانی بازاری عورت سے زنا کیا ہے۔

جریج نے کہا: آپ لوگوں کو کس نے بتایا کہ میں نے اس کے ساتھ زنا کیا ہے؟

لوگوں نے کہا کہ: اسی عورت نے بتایا کہ: تم نے اس کے ساتھ غلط کام کیا جس کے نتیجے میں یہ لڑکا پیدا ہوا۔

عقیدت اور دشمنی دونوں اندھی

آج دنیا والوں کا حال یہ ہے کہ عقیدت اور دشمنی دونوں اندھی رکھتے ہیں، کسی سے عقیدت اور محبت رکھتے ہیں تو بغیر تحقیق کے اس کے پیچھے پاگل ہوجاتے ہیں، اور اگر کسی سے دشمنی رکھتے ہیں تو اس کی دشمناوٹ میں بھی پاگل ہوجاتے ہیں۔

یہ دونوں چیزیں غلط ہیں، اگر کسی سے عقیدت اور محبت ہے تو وہ شریعت کی حد میں ہونی چاہیے، اور اگر کسی سے ناراضگی اور دشمنی ہے تو وہ بھی شریعت کی حد میں ہونی چاہیے۔

مصیبت کے وقت نماز کے ذریعے اللہ سے مدد مانگنی چاہیے

بہر حال! جریج نے وضو کیا، دو رکعت نماز پڑھی اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی۔

میری دینی بہنو! جب بھی کوئی مصیبت پیش آئے تو سب سے پہلے نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرو، اللہ تعالیٰ بڑی سے بڑی آفت دور فرما دیں گے، قرآن میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ. (البقرة)

ترجمہ: اے ایمان والو! (مصیبت پر) صبر کر کے اور نماز پڑھ کر (اللہ تعالیٰ کی) مدد حاصل کرو۔

نماز میں اللہ کی مدد کو کھینچ کر لانے کی تاثیر ہے۔ (از تیسیر القرآن)

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں احادیث میں آتا ہے کہ جب بھی کوئی پریشانی یا فکر کی بات ہوتی تو فوراً نماز کی طرف متوجہ ہو جاتے:

عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا حَزَبَهُ أَمْرٌ فَزَعَ إِلٰى الصَّلٰوةِ . (أخرجه أبو داوٗد)

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ: حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب کوئی سخت معاملہ پیش آتا تھا تو فوراً نماز کی طرف متوجہ ہوتے تھے۔

ماں کی بددعا کا اثر ظاہر ہوا

بہرحال! نماز پڑھنے کے بعد جریج نے کہا کہ: وہ عورت کہاں ہے؟ اور اس کا بچہ کہاں ہے؟

لوگوں نے اس عورت کو بلایا، وہ عورت بچے کو گود میں لے کر آئی۔

دیکھیے! ماں کی بددعا کیسے پوری ہو رہی ہے! مجبوراً جریج کو ایک زانیہ عورت کا منہ دیکھنا پڑا، اتنا عبادت گزار اور اللہ کا ولی ہے؛ لیکن ماں کی بددعا کا اثر یہ ہوا کہ موت سے پہلے ایک غلط کام کرنے والی عورت کا منہ دیکھنا پڑ رہا ہے، یہ ہے ماں کی بددعا، اللہ تعالیٰ ہم سب کی اس سے حفاظت فرمائے، آمین۔

اے بچے! تیرا باپ کون ہے؟

خیر! جریج نماز پڑھ کر دعا کر کے آئے اور چونکہ وہ سچے تھے، پاک دامن اور عفیف تھے؛ اس لیے اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرما رہے تھے، چنانچہ جریج نے اس بچے کو لیا اور مسکرائے اور اس بچے کے سر پر ہاتھ پھرا کر اس کے پیٹ پر انگلی ماری، اور اس دودھ پیتے معصوم بچے سے سوال کیا کہ: اے بچے! بتلا! تیرا باپ کون ہے؟

دودھ پیتے بچے کی گواہی

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ نے اس بچے کو زبان عطا فرمائی اور وہ دودھ پیتا بچہ بول اٹھا کہ: اس کا باپ چرواہا ہے۔

جب ایک دودھ پیتے بچے نے اس طرح گواہی دی تو سارے لوگ حیران

ہو گئے اور سمجھ گئے کہ یہی عورت جھوٹی ، دھوکے باز اور مکار ہے اور اس نے حضرت جریج پر غلط الزام لگا کر ان کو بدنام کرنے کی کوشش کی ہے، اور ہم نے بہت بڑی غلطی کر ڈالی کہ بغیر تحقیق کے ایک مکار عورت کی بات سن کر ہم نے اللہ کے ایک ولی کو مارا، ان کے عبادت خانے کو توڑ ڈالا۔

سونے چاندی کا عبادت خانہ بنانے کی پیش کش

جب لوگوں نے ان کی کھلی کرامت اور اللہ کی مدد دیکھ لی تو ان کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا، اور سب لوگ جریج سے لپٹ کر معافی مانگنے لگے، ان کی پیشانی پر بوسہ دینے لگے، اور کہنے لگے: حضرت! ہم نے آپ کا عبادت خانہ توڑ دیا جو کہ مٹی اور پتھر کا بنا ہوا تھا، اب ہم آپ کا عبادت خانہ سونے اور چاندی کا نیا بنائیں گے۔

حضرت جریج - جو کہ واقعی میں اللہ کے ولی تھے، انھوں - نے کہا کہ: مجھے سونے چاندی کے عبادت خانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے؛ بلکہ جیسے پہلے مٹی کا تھا ایسا ہی بنا دو؛ چنانچہ لوگوں نے ایسا عبادت خانہ پھر سے بنا دیا۔

میری دینی بہنو! ایک ماں کی بددعا کیسا خطرناک اثر کر گئی کہ ایک اتنے بڑے عبادت کرنے والے کو یہ نقصان ہو گیا، ہاں! اللہ تعالیٰ نے غلط کام سے ان کی حفاظت فرمائی۔

اسی لیے کبھی بھی ماں کا دل مت دکھاؤ، ماں کی بددعا کبھی بھی مت لو۔

نماز کی حالت میں ماں باپ بلائے تو!!!

اب میں آپ کو ہماری اسلامی شریعت کا ایک مسئلہ بھی بتلا دوں: اگر بیٹا یا بیٹی

نماز پڑھتے ہوں، اور ماں آواز دے اور ماں کو پتا نہیں ہے کہ بیٹا یا بیٹی نماز پڑھ رہے ہیں، اب اگر وہ نماز نفل ہے تو بیٹے یا بیٹی کو چاہیے کہ نماز توڑ کر ماں باپ کے پاس پہنچ جائے۔

بہنو! اندازہ لگاؤ کہ ماں باپ کے بلانے پر علما نے نفل نماز توڑ دینے کا فتویٰ دیا ہے؛ بلکہ بعض علما نے تو فرض بھی توڑ دینے کا فتویٰ دیا ہے؛ اگرچہ دوسرے حضرات کہتے ہیں کہ: فرض نہ توڑے، ہاں! کوئی سنگین معاملہ ہو تو اور بات ہے۔

بہر حال! اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو تہمت اور الزام سے بچانے کے لیے ایسے اسباب پیدا فرما دیتے ہیں کہ جس سے لوگوں کے سامنے ان کی پاکی اور نیکی ظاہر ہو جاتی ہے۔

نیک بندوں پر حالات تو آتے ہی ہیں

میری دینی بہنو! یہ تو ہر زمانے میں ہوتا ہے کہ جو دین دار اور نیک قسم کے لوگ ہوتے ہیں، ان کے پیچھے کچھ نہ کچھ لوگ لگ ہی جاتے ہیں اور ان کو پریشان کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

جیسے ماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر منافقوں نے تہمت لگائی تھی؛ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان منافقوں کو ذلیل و رسوا کیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو عزت عطا فرمائی۔

اس لیے اگر آپ نیک ہیں، بے گناہ ہیں اور لوگ آپ کے بارے میں کوئی غلط بات کہہ دے اور الزام لگائے، تو گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے؛ بلکہ اللہ کی طرف متوجہ ہو جاؤ، اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرو، اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے عزت عطا کریں گے،

اور تمھارے اوپر الزام لگانے والے کو ذلیل ورسوا کریں گے۔

اور جو اللہ کے نیک بندے اور بندیاں ہوتی ہیں ان کے بارے میں کبھی بدگمانی مت کرو، اللہ کے نیک بندوں کے بارے میں بدگمانی بہت بڑی بڑی مصیبت اور آفت کا ذریعہ بن سکتی ہے۔

بہر حال ! یہ عجیب وغریب قصہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کے سامنے سنایا۔ اللہ تعالیٰ اس میں جو نصیحت اور عبرت کی باتیں ہیں ان کو سمجھ کر ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے، آمین۔

اللہ کے دونبیوں کا قصہ

اللہ کے دونبیوں کا ایسا ہی ایک قصہ جلالین شریف۔ جو کہ تفسیر کی مشہور کتاب ہے، اس۔ کے حاشیہ میں نقل کیا گیا ہے، وہ میں آپ کے سامنے مختصر بیان کرتا ہوں:

حضرت یونس علیہ السلام اللہ کے نبی تھے، ان کو ذوالنون بھی کہتے ہیں؛ یعنی مچھلی والے نبی، قرآن میں بھی ان کا تذکرہ آیا ہے:

وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٨٧﴾ (الانبیاء)

ترجمہ: اور مچھلی والے (نبی یونس علیہ السلام کو دیکھو) جب وہ (اپنی قوم سے) غصہ ہو کر چلے گئے (اس لیے کہ ان کی قوم نے ایمان قبول نہیں کیا تھا؛ اس لیے یہ غصہ اللہ کی رضا کے لیے تھا) پھر انھوں نے (اپنے ذہن میں) یہ سمجھا کہ ہم ان کو نہیں پکڑیں گے، سو انھوں نے اندھیریوں میں سے آواز لگائی (تین اندھیرے جمع ہوئے:

(۱)رات (۲) مچھلی کا پیٹ (۳) سمندر کے پانی کی گہرائی) کہ(اے اللہ!) تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تیری ذات پاک ہے، یقیناً میں قصور کرنے والوں میں سے ہوں ﴿۸۷﴾ (از تیسیر القرآن)

اللہ کے ایک دوسرے نبی حضرت الیاس علیہ السلام ہیں، ان کا بھی تذکرہ قرآنِ کریم میں آیا ہے:

وَاِنَّ اِلۡيَاسَ لَمِنَ الۡمُرۡسَلِيۡنَ ؁ (الصافات)

ترجمہ: اور یقیناً الیاس (علیہ السلام) بھی رسولوں میں سے تھے۔

حضرت الیاس علیہ السلام کی قبر فلسطین میں بتلائی جاتی ہے، میں بھی الحمدللہ! ان کی قبر پر گیا ہوں، چنانچہ سفر کی کارگزاری ''دیکھی ہوئی دنیا'' کا تیسرا حصہ اردو، گجراتی میں چھپ گیا ہے، اس میں ان کی قبر کا تذکرہ ہے۔

بہرحال! جب حضرت الیاس علیہ السلام پر ان کی قوم نے ظلم کیا تو قوم سے چھپ کر چلے گئے، اور ایک بوڑھی عورت کے پاس رُک گئے۔

یہ بوڑھی عورت حضرت یونس علیہ السلام کی ماں تھی، بڑی خدمت گزار خاتون تھی۔

حضرت یونس علیہ السلام ابھی بچے تھے، ماں کا دودھ پیتے تھے؛ لیکن حضرت یونس علیہ السلام کی ماں اپنے بچہ کی خدمت کے ساتھ ساتھ اللہ کے نبی حضرت الیاس علیہ السلام کی بھی خوب خدمت کرتی تھی، تقریباً چھ مہینے حضرت الیاس علیہ السلام وہاں رہے۔

پھر حضرت الیاس علیہ السلام کو دل میں ایسا لگا کہ: میرے ان کے گھر میں رہنے کی وجہ سے ان کو تکلیف ہوتی ہوگی، ایسا ان کو لگا؛ چنانچہ حضرت الیاس علیہ السلام ان کے گھر سے نکل گئے اور پہاڑوں میں چلے گئے۔

حضرت یونس علیہ السلام کا حضرت الیاس علیہ السلام کی دعا کی برکت سے زندہ ہوجانا

ان کے چلے جانے کے بعد بچپن ہی میں حضرت یونس علیہ السلام کا انتقال ہوگیا، تو ماں نے سوچا کہ: وہ بزرگ اللہ کے نبی جو ہمارے گھر میں رہتے تھے، میں ان کے پاس جاکر میرے بیٹے کے لیے دعا کراؤں، شاید اللہ تعالیٰ ان کی دعا کی برکت سے میرے بیٹے کو زندہ کردے۔

ماں ڈھونڈتی ڈھونڈتی پہاڑوں میں جہاں حضرت الیاس علیہ السلام رہتے تھے وہاں پہنچ گئی، اور جاکر کہنے لگی: اے اللہ کے نبی! میرے بیٹے کا انتقال ہوگیا ہے، آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کردو کہ: اللہ تعالیٰ میری بیٹے کو زندہ کردے۔

حضرت الیاس علیہ السلام پہاڑ سے نیچے اترے، وضو کیا اور نماز پڑھی، پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی، چنانچہ اللہ تعالیٰ ان کی دعا کی برکت سے حضرت یونس علیہ السلام کو زندہ کردیا، اور پھر ان کو اپنا نبی بنایا۔ (حاشیہ جلالین، سورۂ صافات، آیت:۱۳۹)

تو دینی بہنو! اگر آپ بھی اللہ والوں کی خدمت کروں گی، نیک لوگوں کی خدمت کروں گی، ان سے دعائیں کرواؤ گی، تو اللہ تعالیٰ آپ کے بچوں کو بھی نیک بنائیں گے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

لکڑی کی ٹانگیں بنانے والی ایک عورت کا واقعہ

اقتباس

پچھلی قوموں کی بربادی کا ایک سبب: فضول خرچی

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: پچھلی قوموں میں جن اسباب کی وجہ سے بربادی آئی انھیں اسباب میں سے ایک سبب یہ بھی تھا کہ جو مال دار اور امیر قسم کے لوگ تھے وہ کپڑوں میں، زیورات میں، کھانے پینے اور رہن سہن میں بہت زیادہ فضول خرچی سے کام لیتے تھے اور ضرورت سے زیادہ خرچ کرتے تھے، اور انھیں کو دیکھ کر غریب قسم کی عورتیں بھی فقر و محتاجی کے باوجود تکلف کر کے مال دار عورتوں کی برابری کرنا چاہتی تھیں، قرآنِ کریم میں بھی اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے:

اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِيْعٍ اٰيَةً تَعْبَثُوْنَ﴿۱۲۸﴾ وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ﴿۱۲۹﴾ (الشعراء)

ترجمہ: کیا تم ہر اونچی جگہ پر یادگار (کی چیزیں) بنا کر کھیل (فضول کام) کرتے ہو؟ ﴿۱۲۸﴾ اور تم پکے محل بناتے ہو، شاید کہ تم کو (دنیا میں) ہمیشہ زندہ رہنا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدَانَا لِلْإِسْلَامِ ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ ، وَ أَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَ شَفِيْعَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ ، صَلَوَاتُ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالىٰ عَلَيْهِ وَ عَلىٰ اٰلِهِ وَ أَصْحَابِهِ وَ ذُرِّيَاتِهِ وَ أَهْلِ بَيْتِهِ وَ أَهْلِ طَاعَتِهِ ، وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا ، أَمَّا بَعْدُ !

رَوىٰ مُسْلِمٌ فِيْ صَحِيْحِهِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:كَانَتْ اِمْرَأَةٌ مِنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ قَصِيْرَةٌ تَمْشِيْ مَعَ اِمْرَأَتَيْنِ طَوِيْلَتَيْنِ فَاتَّخَذَتْ رِجْلَيْنِ مِنْ خَشَبٍ وَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ مُغْلَقٌ مُطْبَقٌ ، ثُمَّ حَشَتْهُ مِسْكاً -وَ هُوَ أَطْيَبُ الطِّيْبِ- فَمَرَّتْ بَيْنَ الْمَرْأَتَيْنِ فَلَمْ يَعْرِفُوْهَا فَقَالَتْ بِيَدِهَا هٰكَذَا وَنَفَضَ شُعْبَةُ يَدَهُ .وَفِيْ رِوَايَةِ اَحْمَدَ:فَكَانَتْ إِذَا مَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ حَرَّكَتْهُ فَنَفَحَ رِيْحُهُ .

حدیث کا ترجمہ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ: بنی اسرائیل میں ایک نیچے قد والی عورت تھی، وہ عورت لمبے قد والی عورتوں کے درمیان چلا کرتی تھی،اس نے لکڑی کی دوٹانگیں بنوائیں اورایک سونے کی انگوٹھی بنوائی جوخول دارتھی اوراوپر سے بندتھی، پھراس نے اس میں مشک بھری جوسب سے عمدہ خوشبو ہے، پھروہ انہی دوعورتوں کے درمیان چلی تولوگ اسے پہچان نہ پائے تو

اس نے اپنے ہاتھ کو جھٹکا دیا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ جب وہ کسی مجلس سے گزرتی تو انگوٹھی کو حرکت دیتی جس سے اس کی خوشبو پھیل جاتی تھی۔

حضرت امام مسلمؒ نے اپنی صحیح مسلم میں حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بڑی عجیب وغریب حدیث نقل فرمائی ہے، جس میں حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو ایک عجیب قصہ سنایا ہے؛ تاکہ قیامت تک آنے والی امت اس سے سبق حاصل کرے۔

انسان کی فطرت

پہلی بات یہ سمجھو! بہت سے انسان کے دل میں ایک جذبہ ہوتا ہے؛ خواہ مرد ہو یا عورت، یہ کہ اپنے آپ کو لوگوں کے سامنے نمایاں اور خاص مقام ومرتبہ والا ظاہر کرے، اور بہت سوں کی یہ چاہت ہوتی ہے کہ کوئی نہ کوئی ایسا نیا کام کرے کہ لوگ اس کی طرف دھیان دیں، اور اس کا نام ہو۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ایک دن حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لمبا بیان کیا، جس میں دنیا وآخرت کی بہت ساری باتیں بیان فرمائی، اور پچھلی قوموں کی ہلاکت کے اسباب بھی بیان فرمائے۔

قصہ سنانے کا مقصد

میری دینی بہنو! حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقصد صرف قصہ سنانا نہیں تھا؛

بلکہ اپنی امت کو یہ تعلیم دینا تھا کہ پچھلے زمانے کے لوگ جس کام کی وجہ سے برباد ہو گئے اس کام سے تم اپنے آپ کو بچاؤ؛ تاکہ تم بربادی سے بچ جاؤ۔

اور میں آپ کو یہ حدیث اس نیت سے سنا رہا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ پچھلی قوموں کی طرح تباہی اور بربادی سے ہماری اور پوری امت کی اور ہماری قیامت تک آنے والی نسلوں کی حفاظت فرمائے۔

پچھلی قوموں کی بربادی کا ایک سبب: فضول خرچی

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: پچھلی قوموں میں جن اسباب کی وجہ سے بربادی آئی انھیں اسباب میں سے ایک سبب یہ بھی تھا کہ جو مال دار اور امیر قسم کے لوگ تھے وہ کپڑوں میں، زیورات میں، کھانے پینے اور رہن سہن میں بہت زیادہ فضول خرچی سے کام لیتے تھے اور ضرورت سے زیادہ خرچ کرتے تھے، اور انھیں کو دیکھ کر غریب قسم کی عورتیں بھی فقر ومحتاجی کے باوجود تکلف کر کے مال دار عورتوں کی برابری کرنا چاہتی تھیں، قرآنِ کریم میں بھی اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے:

أَتَبْنُونَ بِكُلِّ رِيعٍ آيَةً تَعْبَثُونَ ﴿١٢٨﴾ وَتَتَّخِذُونَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُونَ ﴿١٢٩﴾ (الشعراء)

ترجمہ: کیا تم ہر اونچی جگہ پر یادگار (کی چیزیں) بنا کر کھیل (فضول کام) کرتے ہو؟ ﴿١٢٨﴾ اور تم پکے محل بناتے ہو، شاید کہ تم کو (دنیا میں) ہمیشہ زندہ رہنا ہے۔

آج امّت کا مال فضول خرچی میں ضائع ہو رہا ہے

دینی بہنو! آپ ذرا ٹھنڈے دماغ سے سوچو اور مجھے بتاؤ کہ: کیا آج امت

کے مال داروں کی بھی ایسی حالت نہیں ہے؟

ایسی ایسی چیزوں میں اور ایسی ایسی جگہوں میں امت کا مال لگ رہا ہے کہ اللہ حفاظت میں رکھے!

ایک سے ایک فیشن والے کپڑوں میں، مکان کی تعمیر میں، ایک سے ایک نئی گاڑیوں میں، شادی بیاہ اور منگنی وغیرہ میں آج امت کا مال لگ رہا ہے، اور انھیں کو دیکھ کر غریب لوگ بھی ان کی برابری کرنے کے لیے فضول خرچیاں کر رہے ہیں۔

دینی بہنو! شوہر کی حیثیت اور استطاعت (capacity) دیکھا کرو، بلا وجہ کے مطالبے (Dimand) مت کرو، اور مال دار عورتوں کی نقل اتارنے کی کوشش مت کرو۔

بہر حال! حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: پچھلی امت کی غریبوں کی بیویاں تکلف سے رہنا چاہتی تھیں اور مال دار عورتوں کی نقل اتارنا چاہتی تھیں اور مال دار عورتوں کے برابر رہنا چاہتی تھیں۔

چھوٹے قد والی عورت

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی اسرائیل کی ایک عورت کا قصہ بیان فرمایا کہ: بنی اسرائیل میں ایک چھوٹے قد والی عورت تھی۔

جو عورت چھوٹے قد والی ہوتی ہے اس کو تھوڑی سی شرم لگتی ہے اور یہ تمنا کرتی ہے کہ: وہ دوسری عورتوں کی طرح تھوڑی سی لمبی ہوتی، اور جو عورت تھوڑی لمبی ہوتی ہے وہ فخر کرتی ہے اور چھوٹی قد والی عورتوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔

فخر اور تکبر کی ممانعت

یاد رکھو! چھوٹا قد اور لمبا قد دونوں اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے؛ اس لیے کسی عورت کا قد برابر یا لمبی سائز کا ہو تو وہ فخر اور تکبر نہ کرے اور چھوٹے قد والی عورت کو حقیر نہ سمجھے اور اسی طرح چھوٹے قد والی عورت لمبی عورت کو دیکھ کر حسد میں مبتلا نہ ہو کہ یہ کیوں لمبی اور میں کیوں ناٹی؟

اللہ تعالیٰ فخر اور تکبر کو پسند نہیں کرتے، قرآن میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ﴿۱۸﴾ (لقمان)

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ ہر اترانے والے، بڑائی مارنے والے کو پسند نہیں کرتے۔

اسی طرح حسد کرنے کو بھی پسند نہیں کرتے:

اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ. (النساء:۵۴)

ترجمہ: یا وہ لوگوں سے اس بات پر حسد کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے دیا ہے۔

تم نے ایسی بات کہہ دی ہے کہ اگر سمندر میں ڈال دی جائے تو!

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ:قُلْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ :حَسْبُكَ مِنْ صَفِيَّةَ كَذَا . قَالَ بَعْضُ الرُّوَاةِ : تَعْنِيْ قَصِيْرَةً ، فَقَالَ:لَقَدْ قُلْتِ كَلِمَةً لَوْ مُزِجَتْ بِمَاءِ الْبَحْرِ لَمَزَجَتْهُ . (ابوداؤد و الترمذي)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: میں نے ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی کمزوری کی طرف اشارہ کرنے کی غرض سے یوں کہا کہ: آپ

کے لیے صفیہ میں اتنا ہی کافی ہے کہ وہ یوں (یعنی ٹھگنی) ہے (چونکہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا ذرا قد نیچا تھا)۔

اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: تم نے ایک ایسی بات کہہ دی ہے کہ اگر اس کو سمندر کے پانی کے ساتھ ملا دی جائے تو وہ بھی کڑوا اور بدبودار ہو جائے۔

لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی اس عورت کی چال

بہرحال! اس چھوٹے قد والی عورت کو شرم آتی تھی، اس نے لکڑی کی لمبی لمبی ٹانگیں بنوائیں، جیسے کہ ہیل (hill) والے جوتے چپل ہوتے ہیں، ان کو اپنی پاؤں پر لگا دیا جس کی وجہ سے وہ ذرا لمبی دکھنے لگی اور کوئی اس کو پہچان نہ سکا۔

دوسرا کام یہ کیا کہ اس نے ایک ایسی انگوٹھی بنوائی جو اندر سے خالی تھی اور اس خالی جگہ میں خوشبو بھر دی، اور اس کو بند کر دیا۔

کیسی عجیب اس نے چالاکی کی؟

اب لوگوں کا دھیان اپنی طرف کھینچنے کے لیے وہ دوسری دو لمبی عورتوں کے ساتھ باہر چلنے نکلی اور جہاں کہیں بیٹھتی یا کوئی آتا ہوا نظر آتا تو وہ اپنی انگوٹھی ہلاتی؛ تاکہ اس میں سے خوشبو نکلنے اور آس پاس خوشبو پھیلے اور سب لوگ اس کی طرف دھیان دیوے۔

ہاتھ کی چوڑیاں دکھانے کا ایک عجیب طریقہ

بعض مال دار گھرانے کی عورتیں ہاتھ میں سونے کے زیورات پہنتی ہیں، پھر

صرف دوسروں کو دکھانے کے لیے ''بہت گرمی لگتی ہے'' اس طرح کی بات کر کے آستین چڑھاتی ہیں؛ تاکہ دوسری عورتیں ان کے ہاتھ کے زیورات دیکھ لیویں اور مال داری ظاہر ہو۔

گرمی کا احساس جتلانا تو ایک بہانہ ہوتا ہے، اصل تو مال داری دکھانا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ ایسے تکلفات اور دکھاوے سے حفاظت فرماوے۔

ایسے تکلفات سے اپنے آپ کو بچایئے

دینی بہنو! آج بھی دنیا میں ایسا ہوتا ہے؛ اس لیے اللہ تعالیٰ نے یہ جو قدرتی حسن و جمال دیا ہے اسی پر اطمینان رکھو، اور اپنے شوہر کا دل خوش کرنے کے لیے شریعت کی حد میں رہ کر اگر کچھ میک اپ (make up) کرلو یہ تو جائز ہے؛ لیکن کسی بہن کا رنگ سانولا ہے تو وہ اپنے آپ کو خوب صورت دکھانے کے لیے تکلف سے زیادہ میک اپ کرے، فیشن والے کپڑے پہنے، دوسرے مردوں کو اپنی طرف للچانے کے لیے، اپنے آپ کو مال دار بتانے کے لیے، اپنے آپ کو خوب صورت بتانے کے لیے، ایسے سب تکلفات ہماری شریعت میں بالکل صحیح نہیں ہے، بالکل غلط کام ہے، ایسی بناوٹ اور ایسا تکلف ہر گز نہیں کرنا چاہیے۔

آج کل بہت سے گھروں میں جب شادی ہوتی ہے تو دلہن کو سجا کر بٹھا دیتے ہیں اور نماز کا وقت آتا ہے تب بھی نماز نہیں پڑھائیں گے کہ وضو کرنے سے میک اپ نکل جائے گا۔

دینی بہنو! یاد رکھو! دین کا ایک بنیادی فریضہ چھوڑ کر جو میک اپ کیا جائے گا

اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوں گے۔

بعض گھروں میں کھانے پینے میں بھی تکلف ہوتا ہے، کھانا پینا یہ ہماری ضرورت ہے؛اس لیے اچھا کھانا پینا چاہیے؛لیکن اس کے لیے اتنا زیادہ تکلف نہیں کرنا چاہیے؛اس لیے کہ ایسے پُرتکلفات کھانے بنانے میں کتنا وقت لگ جاتا ہے، اگر اتنا ہی وقت قرآن پڑھنے میں لگاتی، کتاب پڑھنے میں لگاتی، اللہ کا ذکر کرنے میں لگاتی، نفل نماز پڑھنے میں لگاتی تو کتنا ثواب مل جاتا۔

حدیث میں آتا ہے:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :كُنَّا عِنْدَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ : نُهِيْنَا عَنِ التَّكَلُّفِ . (البخاري)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھے، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: ہمیں تکلف کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

بہر حال! تکلفات اور دکھلاوے سے اپنی امت کو بچانے کے لیے حضرت نبئ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ قصہ سنایا؛ تاکہ امت ایسے تکلفات سے اپنے آپ کو بچائے۔

اللہ تعالیٰ ایسے بے جا تکلفات سے ہم سب کو اور پوری امت کو بچنے کی توفیق اور سعادت عطا فرمائے، آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

❁❁❁

اللہ کے لیے محبت کرنے

کا

واقعہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدَانَا لِلْإِسْلَامِ ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ ، وَ أَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَ شَفِيْعَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ ، صَلَوَاتُ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَلَيْهِ وَ عَلٰى اٰلِهِ وَ أَصْحَابِهِ وَ ذُرِّيَاتِهِ وَ أَهْلِ بَيْتِهِ وَ أَهْلِ طَاعَتِهِ ، وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا ، أَمَّا بَعْدُ !

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم : أَنَّ رَجُلاً زَارَ أَخًا لَهُ فِيْ قَرْيَةٍ أُخْرٰى ،فَأَرْصَدَ اللّٰهُ لَهُ عَلٰى مَدْرَجَتِهِ مَلَكاً ،فَمَا أَتٰى عَلَيْهِ ، قَالَ:أَيْنَ تُرِيْدُ ؟ قَالَ:أُرِيْدُ أَخًا لِيْ فِيْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ ، قَالَ:هَلْ لَكَ عَلَيْهِ مِنْ نِعْمَةٍ تَرُبُّها ؟ قَالَ : لَا ! غَيْرَ أَنِّيْ أَحْبَبْتُهُ فِيْ اللّٰهِ ، قَالَ : فَإِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَيْكَ بِأَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَبَّكَ كَمَا أَحْبَبْتَهُ .(المسلم)

حدیث شریف کا ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ایک شخص اپنے (مسلمان) بھائی کی زیارت اور اس سے ملاقات کے لیے چلا، وہ دوسری بستی میں رہتا تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کے راستے میں ایک فرشتے کو اس کا منتظر بنا کر بٹھا دیا، جب وہ اس تک پہنچا تو فرشتے نے (جو انسانی شکل میں تھا) اس سے پوچھا کہ: کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ اس نے کہا کہ: اس بستی میں میرا بھائی ہے، اس

سے ملنے جانے کا ارادہ ہے۔

فرشتے نے کہا کہ: کیا تمھارا اس پر کوئی حق ہے کہ اس کی وجہ سے وہاں جارہے ہو؟ وہ کہنے لگا کہ: نہیں! (جانے کا سبب سوائے اس کے) کچھ نہیں کہ میں اس سے اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرتا ہوں۔

فرشتے نے کہا کہ: یقیناً میں تمھارے لیے اللہ کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں (اور یہ پیغام دینے کے لیے بھیجا گیا ہوں کہ) یقیناً اللہ تعالیٰ بھی تم سے اسی طرح محبت فرماتے ہیں جیسے تم اس سے محبت کرتے ہو۔

یہ ایک حدیث ہے جو صحیح مسلم شریف میں آئی ہے۔

کسی سے محبت خالص اللہ تعالیٰ کے لیے ہو

اس حدیث شریف کو سمجھنے سے پہلے دو تین بنیادی باتیں سمجھ لینی چاہیے کہ:

پہلی بات یہ کہ: انسان مرد ہو یا عورت، اگر وہ کسی سے محبت کرتا ہے تو اس کو چاہیے کہ وہ محبت خالص اللہ تعالیٰ کے لیے کرے۔

انسان میں قدرتی طور پر یہ جذبہ اور میلان ہوتا ہے کہ وہ کسی کے ساتھ محبت کا تعلق رکھے؛ لیکن اگر وہ محبت اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے ہو، اس میں کسی قسم کی کوئی غرض نہ ہو تو اللہ تعالیٰ ایسی محبت کی وجہ سے اس بندے کو بھی اپنا محبوب بنا لیتے ہیں اور خود اللہ تعالیٰ بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔

اللہ کے لیے محبت حقیقت میں اللہ تعالیٰ سے محبت کی نشانی

دوسری بات یہ کہ: تمام مخلوق اللہ کا کنبہ ہے، جب کوئی عورت یا مرد اللہ کی

مخلوق سے محبت کرتا ہے تو حقیقت میں وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کی نشانی ہے۔

آج دنیا میں لوگ محبت کے بڑے دعوے کرتے ہیں، ہم کو تم سے محبت ہے؛ لیکن وہ مطلب کی محبت ہوتی ہے، جب مطلب ختم ہوجاتا ہے تو محبت بھی ختم ہوجاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے اس کی محبت مانگنی چاہیے

تیسری بات یہ کہ: ہم سب یہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سے محبت کریں، اس کے لیے میں آج آپ کو ایک دعا بتاتا ہوں۔

دینی بہنو! آج تک ہم نے اللہ تعالیٰ سے بہت کچھ مانگا:

جنت مانگی۔ جہنم کی آگ سے حفاظت مانگی۔

قبر کے عذاب اور موت کی سکرات سے حفاظت مانگی۔

قیامت کے دن عرش کا سایہ مانگا۔

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک ہاتھوں سے حوضِ کوثر کا پانی پینا مانگا۔

اور دنیا کی قسم قسم کی نعمتیں مانگیں۔

لیکن دینی بہنو! میں آج آپ کو ایک دعا سکھلاتا ہوں، وہ یہ کہ آپ اللہ سے اس کی محبت مانگو: اے اللہ! ہم آپ سے آپ کی محبت اور آپ کا پیار مانگتے ہیں۔

جب ہمیں اللہ تعالیٰ سے محبت نصیب ہوجائے گی اور ہم اللہ سے محبت کرنے لگیں گے تو اللہ تعالیٰ بھی ہم سے محبت کرنے لگیں گے۔

دیکھو! ایک مسلمان مرد یا عورت کو اگر کسی سے بہت زیادہ محبت ہوسکتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے ہوسکتی ہے، جیسا کہ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ خود ارشاد فرماتے ہیں:

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ. (البقرۃ:۱٦۵)

ترجمہ: اور ایمان والے اللہ تعالیٰ ہی سے سب سے زیادہ محبت رکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے اس کی محبت مانگنے کی پیاری دعا

اس لیے آج ایک دعا یاد کرلو! اور آج ہی سے اپنی دعاؤں میں اسے مانگنا شروع کردو! وہ دعا یہ ہے:

اللّٰهُمَّ اِنِّيْ أَسْئَلُكَ حُبَّكَ وَ حُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ وَ الْعَمَلَ الَّذِيْ يُبَلِّغُنِيْ حُبَّكَ.اللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ نَّفْسِيْ وَ أَهْلِيْ وَ مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ .(اخرجه الترمذي عن ابي الدرداء رضي الله عنه)

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ سے آپ کی محبت مانگتا ہوں اور اس شخص کی محبت (کا سوال کرتا ہوں) جو آپ سے محبت کرتا ہے اور اس عمل (کا سوال کرتا ہوں) جو مجھ کو آپ کی محبت تک پہنچادے۔ اے اللہ! میرے نزدیک آپ کی محبت میری جان اور میرے گھر والے اور ٹھنڈے پانی سے زیادہ کردیجیے۔

یہ دعا خود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مانگی، اور اپنی امت کو سکھلائی۔

میری دینی بہنو! یہ دعا اللہ تعالیٰ سے مانگا کرو، بڑی پیاری دعا ہے۔

محبت ایک قلبی چیز ہے جس کو ظاہری علامتوں سے معلوم کیا جاسکتا ہے اور ظاہری علامت یہ ہے کہ: اللہ تعالیٰ کی ہر چیز میں کامل اطاعت کی جائے۔

ناجائز محبت کرنے والوں کا حال

آپ نے دنیا میں بہت سے ناجائز محبت کرنے والوں کو دیکھا ہوگا کہ وہ جس

سے محبت کرتے ہیں، اس سے محبت کا سوال کرتے ہیں، محبت کی بھیک مانگتے ہیں اور اپنی محبت ظاہر کرنے کے لیے الگ الگ طریقے اپناتے ہیں، ویلینٹائن ڈے میں جا کر پھول دیں گے کہ میرے دل میں تیری محبت ہے، اب میں بھی تجھ سے اپنی محبت کا سوال کرتا ہوں؛ حالاں کہ اس طرح ویلینٹائن ڈے منانا، کسی کے ساتھ لو(love) یا پیار ومحبت کی اس طرح گندی پیش کش کرنا ہماری شریعت میں حرام اور ناجائز ہے۔

یہ حقیقت میں محبت نہیں ہے

میں آپ کو ایک صحیح اور سچی بات بتلاتا ہوں کہ دنیا میں جس کو لوگ محبت کہتے ہیں، ایک مرد دوسری عورت سے، ایک عورت دوسرے مرد سے بغیر شادی کے ناجائز محبت رکھتے ہیں، یہ حقیقت میں محبت نہیں ہے؛ بلکہ یہ شیطانی جال ہے، یہ شیطانی دھوکا اور چکر ہے، یہ محبت کہلانے کے لائق ہے ہی نہیں، محبت تو وہی ہے جو اللہ کے لیے کی جائے اور جائز طریقے سے کی جائے۔

جائز جگہوں پر جائز طریقے سے خالص اللہ کے لیے محبت ہونی چاہیے

اس لیے اگر کوئی بیوی اپنے شوہر سے محبت کرتی ہے تو وہ صرف اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے ہو۔

اگر اولاد اپنے ماں باپ سے محبت کرتی ہیں تو اللہ کو راضی کرنے کے لیے ہو۔

اگر ماں باپ اپنی اولاد سے محبت کرتے ہیں تو اللہ کو راضی کرنے کے لیے ہو۔

اگر کوئی بہن کسی کو اپنی سہیلی بناوے تو وہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لیے ہو۔

خلاصہ یہ ہے کہ اس دنیا میں آپ کسی سے بھی محبت کریں وہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے کریں، دنیوی مطلب کے لیے نہیں کہ جس سے میں محبت کرتی ہوں وہ مجھے ہدیہ دے گا، میری ضرورت پوری کرے گا۔

اسی طرح جس سے بھی محبت کریں تو جائز طریقے سے کریں اور جن کے ساتھ محبت کرنا جائز ہے ایسے لوگوں سے کریں۔

حدیث میں آیا ہوا اللہ کے لیے محبت کرنے کا واقعہ

اب قصہ سنیے! حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ:

ایک آدمی اپنے مسلمان بھائی کی زیارت اور ملاقات کے لیے اپنے شہر سے دوسرے شہر کی طرف چلا؛ چونکہ جس سے ملاقات کے لیے جارہا تھا وہ دوسری بستی میں رہتا تھا، تو اللہ تعالیٰ نے انسان کی شکل میں ایک فرشتے کو بھیجا، جس راستے سے وہ آدمی جارہا تھا اس راستے پر وہ فرشتہ آگے آکر بیٹھ گیا اور اس آدمی کا انتظار کرنے لگا۔

جب یہ آدمی وہاں پہنچا جہاں فرشتہ انسانی شکل میں اس کا انتظار کررہا تھا تو اس فرشتے نے اس سے سوال کیا کہ: بھائی! کہاں جارہے ہو؟

اس نے جواب دیا کہ: فلانی بستی میں جارہا ہوں، وہاں میرا ایک ایمانی بھائی ہے، اس سے ملنے کے لیے جارہا ہوں۔

پھر فرشتے نے اس سے پوچھا کہ: کیا تمھارا اس کے ذمے کوئی حق ہے؟ یعنی اس کے پاس سے کچھ لینا ہے؟

بعض مرتبہ آدمی کسی کے گھر جاتا ہے تو اس میں کوئی نہ کوئی غرض ہوتی ہے، یا تو اپنا باقی قرض لینے کے واسطے، یا اور کوئی بھی حق باقی ہے اس کو لینے کے لیے جاتا ہے۔

اس آدمی نے کہا کہ: نہیں بھائی! اس کے ذمے میرا کوئی حق باقی نہیں ہے اور نہ کوئی مطلب اور غرض ہے، بس! میں تو اس لیے جا رہا ہوں کہ میں اپنے اس بھائی کے ساتھ اللہ کے لیے محبت کرتا ہوں۔

اس کے بعد فرشتے نے اپنی پہچان کروائی کہ: میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں، اللہ تعالیٰ نے مجھ کو تمھارے پاس بھیجا ہے اور یہ پیغام دیا ہے کہ: اللہ بھی تمھارے ساتھ اسی طرح محبت کرتے ہیں جیسے تم اپنے اس دوست کے ساتھ محبت کرتے ہو۔ اللہ اکبر!

دینی بہنو! اس آدمی کا تو کام بن گیا، اللہ تعالیٰ نے باقاعدہ فرشتے کو بھیج کر پیغام بھیجا کہ اللہ تعالیٰ بھی تمھارے ساتھ اسی طرح محبت کرتے ہیں جس طرح تم اس کے ساتھ محبت کرتے ہو، وہ کتنا خوش نصیب آدمی ہوگا!

اسی لیے ہمارا دین ہم کو یہ سکھاتا ہے کہ اللہ کے لیے محبت کرو، اپنے ذاتی فائدے اور غرض کے لیے محبت نہ کرو۔

مطلب کی محبت کا انجام خطرناک دشمنی

ایک بات یاد رکھنا! بہت ڈرنے کی بات ہے کہ: جہاں کہیں محبت اور دوستی کسی

دنیوی غرض سے ہوتی ہے تو اس کا انجام (End) خطرناک دشمنی پر ہوا کرتا ہے۔

بہت سی مرتبہ ہم دیکھتے ہیں کہ کل پکے دوست تھے، آج خطرناک دشمن ہوگئے، ایسا کیوں ہوتا ہے؛ اس لیے کہ وہ دوستی دنیا کے ناپاک مقصد کی تھی، غرض پوری ہوگئی تو اب دشمنی ہوگئی۔

کل دوستی تھی تو وہ ہمارے نزدیک فرشتہ جیسا تھا، دشمنی ہوگئی تو پوری دنیا میں سب سے خطرناک اور سب سے بڑا گنہگار ہوگیا۔

دنیا والے محبت کرنے لگتے ہیں

جب اللہ کے لیے محبت ہوتی ہے تو اللہ بھی اس کے ساتھ محبت کرنے لگتے ہیں اور جب اللہ محبت کرتے ہیں تو ساری دنیا اس کے ساتھ محبت کرنے لگتی ہے۔

لوگ اللہ والوں سے محبت کیوں کرتے ہیں؟ اسی لیے کہ اللہ ان سے محبت کرتے ہیں، اللہ لوگوں کے دلوں میں ڈالتے ہیں تو لوگ ان سے محبت کرنے لگتے ہیں۔

عرش کے سایہ میں نور کے منبر پر

بعض حدیثوں میں عجیب مضمون آیا ہے کہ: جو لوگ دنیا میں اللہ کے لیے محبت کرتے ہیں، کسی مطلب کے لیے نہیں تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کو نور کے منبر پر بٹھائیں گے، اور وہ نور کے منبر ایسے ہوں گے کہ: انبیا اور شہدا بھی ان کی اس شان دار مجلس اور اللہ سے ان کے قرب اور نزدیکی پر رشک کریں گے۔

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ ؓ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ : اَلْمُتَحَابُّوْنَ فِيْ اللهِ فِيْ ظِلِّ الْعَرْشِ يَوْمَ لَاظِلَّ إِلَّا ظِلَّهُ يَغْبِطُهُمُ

بِمَكَانِهِمْ النَّبِيُّوْنَ وَ الشُّهَدَاءُ.(صحیح ابن حبان)

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ: اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرنے والے اللہ کے عرش کے سایہ میں ہوں گے اس دن جس دن اللہ کے عرش کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا، ان کے اس مرتبہ کی وجہ سے انبیا اور شہدا رشک کریں گے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ : وَهُمْ عَلىٰ مَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ يَغْبِطُهُمْ النَّبِيُّوْنَ وَ الصِّدِّيْقُوْنَ بِمَكَانِهِمْ . (صحیح ابن حبان عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے فضل سے اپنی رضا کے لیے محبت کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اور اس کی برکت سے قیامت کے دن نور کے منبر پر جگہ عطا فرمائے، آمین۔

فرشتے انسانی شکل میں آسکتے ہیں

اس واقعے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ انسانی شکل اختیار کرنے کی طاقت عطا فرماتے ہیں، خود حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حضرت جبریل امین علیہ السلام انسان کی شکل میں آتے تھے اور وہ انسانی شکل اکثر ایک خوب صورت صحابی ''حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ'' کی تھی، یہ بہت ہی خوش قسمت صحابی تھے کہ ان کی شکل میں اللہ کے فرشتے حضرت جبریل علیہ السلام حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آتے تھے۔

فرشتوں کے آنے کا الگ الگ مقصد

یہاں پر ایک بات یہ بھی سمجھ لو کہ انسان کے پاس اللہ تعالیٰ فرشتے کو بھیجتے ہیں، کبھی تو نصیحت کے لیے، کبھی دل میں نیک کام کا الہام کرنے کے لیے، اور کبھی

گناہ سے بچنے میں مدد کرنے کے لیے، الگ الگ مقصد سے اللہ تعالیٰ انسانوں کے پاس فرشتوں کو بھیجتے ہیں، قرآن سے بھی یہ ثابت ہے، ارشاد فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۰﴾ (فصلت)

ترجمہ: یقیناً جن لوگوں نے اقرار کیا کہ: ہمارے رب تو اللہ تعالیٰ ہی ہیں، پھر وہ (اس پر) جم گئے تو ان پر فرشتے اترتے ہیں (اور یہ کہتے ہیں) کہ تم خوف مت کرو اور تم غمگین مت ہوؤ اور تم اس جنت سے خوش ہو جاؤ جس کا تم لوگوں سے وعدہ کیا گیا تھا۔

فرشتوں کا ملاقات کرنا

اسی طرح شبِ قدر کی روایت میں بھی آتا ہے کہ: جو لوگ ''لیلۃ القدر'' میں نیک اعمال کرتے ہیں تو حضرت جبریل علیہ السلام فرشتوں کی جماعت کے ساتھ آتے ہیں، اور ان سے ملاقات کرتے ہیں؛ چنانچہ حضرت شیخ زکریاؒ نے فضائلِ رمضان میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک لمبی حدیث ذکر کی ہے جس میں یہ الفاظ بھی ہیں:

وَ إِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ الْقَدْرِ يَأْمُرُ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ جِبْرِيْلَ فَيَهْبِطُ فِيْ كَبْكَبَةٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ وَ مَعَهُمْ لِوَاءٌ أَخْضَرُ فَيُرْكِزُوْا اللِّوَاءُ عَلٰى ظَهْرِ الْكَعْبَةِ وَ لَهُ مِأَةُ جَنَاحٍ ، مِنْهَا جَنَاحَانِ لَا يُنْشِرُهُمَا إِلَّا فِيْ تِلْكَ اللَّيْلَةِ ، فَيُنْشِرُهُمَا فِيْ تِلْكَ اللَّيْلَةِ فَيُجَاوِزُ الْمَشْرِقَ إِلٰى الْمَغْرِبِ فَيَحُثُّ جِبْرِيْلُ الْمَلَائِكَةَ فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ فَيُسَلِّمُوْنَ عَلٰى كُلِّ قَائِمٍ وَ قَاعِدٍ وَ مُصَلٍّ وَ ذَاكِرٍ وَ يُصَافِحُوْنَهُمْ وَ يُؤَمِّنُوْنَ عَلٰى دُعَائِهِمْ حَتّٰى

يَطْلُعَ الْفَجْرُ . (از فضائلِ رمضان ص:۶۱)

ترجمہ: اور جس رات شبِ قدر ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ حضرت جبریل علیہ السلام کو حکم فرماتے ہیں، وہ فرشتوں کے ایک بڑے لشکر کے ساتھ زمین پر اترتے ہیں، ان کے ساتھ ایک ہرا جھنڈا ہوتا ہے جس کو کعبہ کے اوپر کھڑا کر دیتے ہیں اور حضرت جبریل علیہ السلام کے سو بازو ہیں جن میں سے دو بازو کو صرف اسی رات میں کھولتے ہیں جن کو مشرق سے مغرب تک پھیلا دیتے ہیں، پھر حضرت جبریل علیہ السلام فرشتوں کو تقاضا فرماتے ہیں کہ: جو مسلمان آج کی رات کھڑا ہو یا بیٹھا ہو، نماز پڑھ رہا ہو یا ذکر کر رہا ہو اس کو سلام کریں اور مصافحہ کریں اور ان کی دعاؤں پر آمین کہیں، صبح تک یہی حالت رہتی ہے۔

ہم کو بہت سی مرتبہ دل میں نیک کام کرنے کا خیال آتا ہے، جب اس طرح کا خیال آئے تو سمجھو کہ یہ اللہ تعالیٰ نے فرشتے کو بھیج کر آپ کے دل میں ڈالا ہے۔

فرشتے کے آنے کی وجہ سے ہر انسان نبی نہیں بن جاتا

بہر حال! اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتے آتے ہیں، یہ انسان کی خوش نصیبی ہے؛ لیکن فرشتے کے آنے کی وجہ سے ہر انسان نبی نہیں بن جاتا؛ اس لیے کہ نبیوں کے پاس جو فرشتے آتے ہیں وہ وحیٔ تشریعی لے کر آتے ہیں، شریعت کے احکام اور اللہ کا قانون لے کر آتے ہیں، جس انسان کے پاس شریعت والی وحی لے کر فرشتہ آتا ہے اس انسان کو اللہ کا نبی اور رسول کہا جاتا ہے۔

چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں، آپ کے بعد قیامت تک کوئی نیا نبی اور رسول نہیں آنے والا ہے؛ اس لیے اب قیامت تک کسی بھی

انسان کے پاس کوئی بھی فرشتہ شریعت کی وحی لے کر نہیں آ سکتا اور جو اس کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا اور کذاب ہے۔

نوجوان لڑکیوں کو درد بھری نصیحت

اس حدیث کو سامنے رکھتے ہوئے میں اپنی نوجوان بیٹیوں کو بہت درد کے ساتھ کہوں گا کہ: آوارہ اور بے دین لڑکے آپ کے ساتھ محبت کی باتیں کرتے ہیں، واٹس ایپ (WhatsApp)، فیس بک (Facebook) پر چیٹنگ (Cheating) کرتے ہیں، پیار و محبت کی باتیں کر کے آپ کو پھنساتے ہیں، یاد رکھو! ایسی محبت کے چکر حرام اور ناجائز ہے، گناہ کا کام ہے۔

اللہ کو ناراض کرنے والا کبھی کسی کو راحت نہیں پہنچا سکتا

جو لڑکا اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے غلط اور ناپاک طریقے سے آپ کے ساتھ محبت کرے وہ شادی کے بعد کبھی بھی آپ کے حق کو ادا نہیں کر سکتا، جو پہلے سے اللہ تعالیٰ کو، اور دین و شریعت کو بھولا ہوا ہو وہ کبھی آپ کو سکھ، چین اور راحت نہیں پہنچا سکتا، چار دن کی چاندنی، پھر اندھیرا ہو جاتا ہے، جب وہ آپ سے مزہ اٹھا لے گا، جب آپ سے ان کی شہوت پوری ہو جائے گی تو پھر وہ نفرت کرے گا، ظلم کرے گا، مارے گا، ستائے گا، طلاق دے کر گھر سے باہر نکال دے گا۔

ہمارے تجربے میں ایسے ایسے قصے ہیں کہ ناجائز تعلق ہوا، غلط طریقے سے محبت ہوئی، شادی بھی ہو گئی، پچیس پچیس سال شادی کے ہو گئے، لڑکے بڑے ہو گئے، اس کے بعد بھی طلاق ہو گئی۔

فیس بک(Facebook)پر تعلق ہونے کا ایک قصہ

ہمارے استاذ نے ہم کو سنایا تھا کہ ہمارے یہاں دار الافتاء میں ایک کیس آیا تھا: ایک لڑکی کا ایک لڑکے سے فیس بک پر تعلق ہوگیا، دونوں بہت مزے سے برابر ایک دوسرے سے چیٹنگ کرتے رہے، پھر وہ تعلق آگے بڑھتے بڑھتے نکاح میں بدل گیا، وہ لڑکی خوشی خوشی شادی کر کے گئی، شادی کے بعد معلوم ہوا کہ اس لڑکے کی تو پہلے شادی بھی ہو چکی تھی، اور بچے بھی ہو چکے تھے اور یہ تو دوسری بیوی ہے اور پہلی بیوی بھی موجود ہے۔ایسے ایسے عجیب عجیب قصے ہوتے ہیں۔

دینی بہنو! اس لیے انٹرنیٹ کے ذریعے کسی اجنبی سے تعلق مت جوڑو۔

نیٹ ''جالی'' کو کہتے ہیں اور جالی تو کمزور ہوتی ہے، تو یہ انٹرنیٹ والے رشتے اور تعلق بھی کمزور ہوتے ہیں۔

اور جس طرح جالی(Net)میں شکار پھنس جاتا ہے اس طرح یہ انٹرنیٹ پھنسانی کی جالی ہے جس میں ہماری بہنیں اور بیٹیاں پھنسائی جاتی ہیں اور ان کو برباد کیا جاتا ہے؛ اس لیے اس سے بچنا چاہیے۔

اس لیے کبھی بھی اس راستے کو مت اپناؤ، اللہ کے لیے محبت کرنے والے بنو، محبت کا جائز طریقہ اپناؤ، اللہ کے لیے جو محبت ہوگی اس میں دنیا اور آخرت میں خیر اور بھلائی ہوگی۔

اگر غلطی ہوگئی ہو تو توبہ کرو

بہت سے نوجوان لڑکے لڑکیاں جب ایسی باتیں سنتے ہیں تو ان کے دل میں

احساس ہوتا ہے کہ ہم سے غلطی ہوگئی، ہم نے ناجائز تعلق کر کے شادی بھی کرلی، اب ہم کیا کریں تو میں ان سے کہتا ہوں کہ: سوسو رکعت توبہ کی نماز پڑھو اور خوب رو رو کر اللہ سے معافی مانگو تو کچھ تلافی ہوجائے گی اور اس کی نحوست سے اللہ حفاظت فرمائیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہر برے تعلق سے حفاظت میں رکھے، آمین۔

حدیث کی کتابوں سے عورتوں کی لائن کے چند قصے میں نکال کر لایا تھا، جتنے قصے لایا تھا وہ آج مکمل ہوئے۔

’’قرآن میں آئے خواتین کے واقعے‘‘ کتاب کی مقبولیت اور آئندہ کے ارادے

بہت دنوں سے دل میں ایک آرزو تھی کہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک بیویاں، امت کی مائیں ان کے قصے میں آپ کو سناؤں؛ لہذا اب ہم اللہ تعالیٰ کا نام لے کر حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک بیویوں کے ایک کے بعد ایک قصے شروع کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمادیوے اور تمام امہات المومنین اور حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک بیٹیوں کے قصے سننے سنانے کا ہم سب کو موقع اور سعادت عطا فرماوے۔

جب قرآن میں آئے ہوئے عورتوں کے قصے شروع کیے تھے تب خیال بھی نہیں تھا کہ اللہ اتنا بڑا کام کروالیں گے؛ لیکن اللہ کا فضل ہوا، آپ کی دعائیں شاملِ حال رہیں، اللہ تعالیٰ نے تقریباً نو دس سال میں قرآن میں آئی ہوئی اٹھائیس عورتوں

کے قصے پورے کروائے۔

اب ہم اس کریم رب کے فضل سے ایک نیا اور مبارک سلسلہ شروع کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ ہی سے دعا کرتے ہیں کہ اس کو بھی عافیت سے مکمل کروادے، پورے عالم کے مسلمان مردوں اور عورتوں کے لیے اللہ تعالیٰ اس کو فائدے کا ذریعہ بناوے، اس کے لیے آپ بھی خوب دعاؤں کا اہتمام کریں۔

میں آپ کو خوش کرنے کے لیے نہیں؛ بلکہ حقیقت سناتا ہوں کہ یہ قرآن میں آئی ہوئی عورتوں کا جو کام ہوا وہ عجیب اللہ کی نعمت ہوئی اور پوری دنیا میں جہاں بھی سی ڈی اور انٹرنیٹ وغیرہ کے ذریعے یہ بیان پہنچے اور اردو میں یہ کتاب چھپ کر پہنچی تو سب لوگ حیران ہو گئے کہ یہ کام کیسے ہو گیا؟

حقیقت میں یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، آپ کی طلب، اخلاص اور دعاؤں کی برکت ہے، اللہ تعالیٰ اس کو آپ کے لیے اور میرے لیے صدقۂ جاریہ بناوے، آمین۔

للونگوے(Lilongve) میں ایک صاحب کو پتا چلا کہ قرآن میں آئے ہوئے عورتوں کے قصے اردو میں آ گئے، میں نے کہا کہ: گجراتی میں بھی کام ہو رہا ہے تو کہنے لگے کہ: انگلش میں آجائے تو بہت اچھا!

ہم نے کوشش شروع کر دی ہے، آپ صلاۃ الحاجۃ پڑھ کر دعا کریں کہ: اللہ تعالیٰ انگلش میں بھی یہ کام کروادیں اور انگلش جاننے والی پوری دنیا کی بہنوں کے لیے اور مردوں کے لیے اللہ تعالیٰ اس مبارک کام کو ہدایت کا ذریعہ بنادیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

امہات المؤمنین کے واقعات کا مبارک سلسلہ

ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا

مختصر تعارف

نام: خدیجہ۔

والد صاحب کا نام: خویلد۔

لقب: طاہرہ۔ کنیت: ام ہند۔

ولادت: عام الفیل سے پندرہ دن پہلے ۵۵۶ء۔

پہلا نکاح: ابو ہالہ ہند بن نباش تمیمی سے۔

دوسرا نکاح: عتیق بن عائذ المخزومی سے۔

تیسرا نکاح: حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔

نکاح کے وقت عمر: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکاح کے وقت چالیس سال۔

اولاد: پہلے نکاح سے دو صاحب زادے: ہند اور ہالہ۔ دوسرے نکاح سے ہند نامی ایک صاحب زادی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دو صاحب زادے: قاسم اور عبد اللہ اور چار صاحب زادیاں: حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنھن اجمعین۔

قبولِ اسلام: سب سے پہلے اسلام قبول کرنے کا شرف حاصل ہوا۔

وفات: نبوت کے دسویں سال رمضان المبارک میں۔

عمر مبارک: ۶۵ سال۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدَانَا لِلْإِسْلَامِ ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ ، وَ أَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَ شَفِيْعَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ ، صَلَوَاتُ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَلَيْهِ وَ عَلٰى اٰلِهِ وَ أَصْحَابِهِ وَ ذُرِّيَاتِهِ وَ أَهْلِ بَيْتِهِ وَ أَهْلِ طَاعَتِهِ ، وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا ، أَمَّا بَعْدُ !

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿۲۸﴾ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۹﴾ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۳۰﴾

ترجمہ: (اے نبی!) تم اپنی بیویوں سے کہہ دو کہ: اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی رونق چاہتی ہو تو آؤ میں تم کو کچھ مال سامان (تحفہ میں) دے دوں اور میں تم کو اچھی طرح رخصت کر دوں ﴿۲۸﴾ اور اگر تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو اور آخرت کے گھر کو چاہتی ہو تو یقیناً اللہ تعالیٰ نے تم میں سے نیک عورتوں کے لیے بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے ﴿۲۹﴾ اے نبی کی عورتو! جو تم میں سے کھلی بے حیائی کا کام کریں تو ایسی عورت کی سزا بڑھا کر دو گنا عذاب کر دیا جائے گا اور ایسا کرنا تو اللہ تعالیٰ کے لیے بہت آسان ہے۔

پورا رکوع اکیسویں پارے کے اخیر سے بائیسویں پارے کے شروع تک ہے جو خاص طور پر حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پاک بیویوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے، ترجمہ اور حاشیہ کے لیے تیسیر القرآن دیکھیں۔

امہات المؤمنین؛ یعنی امت کی مائیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک بیویوں کو ہم "ماں" کہتے ہیں۔ عربی میں "أم المؤمنین" کہتے ہیں، أم المؤمنین کا معنی ہوتا ہے: تمام ایمان والوں کی ماں۔ اور جب ہم جمع کا صیغہ بولتے ہیں تو کہتے ہیں: أمهات المؤمنين؛ یعنی حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں جو قیامت تک آنے والے تمام ایمان والوں کی مائیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک بیویوں کو، ہماری ماؤں کو امت کی طرف سے بہترین جزائے خیر عطا فرمائے، آمین۔

امہات المؤمنین کی چند خوبیاں

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پاک بیویوں کو اللہ تعالیٰ نے بہت اونچا مقام اور مرتبہ عطا فرمایا ہے، ان کی قربانیاں بھی بڑی عجیب وغریب ہیں، انھیں اللہ تعالیٰ نے بہت ساری خوبیاں اور فضیلتیں عطا فرمائیں۔

پہلی خوبی: آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے نکاح کا شرف

سب سے بڑی فضیلت ان کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسا خوش نصیب بنایا کہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ ان کا نکاح ہوا، کتنی بڑی خوش نصیبی کہ اللہ کے

آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کا نکاح ہوا۔

یہ بہت بڑی خوش نصیبی ہے اور اس خوش نصیبی کے اعتبار سے وہ دنیا کی تمام عورتوں میں افضل ہیں۔

اِس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی بہن اور بیٹی کا نکاح کسی اللہ کے نیک بندے کے ساتھ ہو جاوے تو وہ اس کے لیے بہت بڑی خوش نصیبی کی بات ہے۔

میں اپنی کنواری بیٹیوں سے کہوں گا کہ: اپنے نکاح کے لیے کسی نیک، دین دار رشتے کو تلاش کرو، اس میں اللہ تعالیٰ آپ کو بڑی خیر اور برکت عطا فرمائیں گے۔

دوسری خوبی: ان کے گھروں میں قرآن کا اترنا

دوسری خوش نصیبی یہ کہ: اللہ تعالیٰ کی وحی، اللہ تعالیٰ کا قرآن ان پاک بیویوں کے گھروں میں اترتا تھا، ان کے بستروں پر اترتا تھا۔

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماں عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ بیٹھ کر دسترخوان پر کھانا کھا رہے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک ہاتھ میں ہڈی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دوسری بیوی حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کسی کی فریاد لے کر آئی اور دروازے پر کھڑی ہے، اسی حالت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو بھیجا اور قرآن اترنا شروع ہوا۔

تیسری خوبی: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گھریلو زندگی امت تک پہنچانے کی سعادت حاصل ہوئی

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک بیویوں کی ایک عجیب خوش نصیبی آپ کو سناؤں، حضور

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے دو حصے ہیں: ایک گھر کے باہر کی زندگی اور دوسری گھر کے اندر کی خانگی زندگی۔ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پوری زندگی پوری امت کے لیے نمونہ ہے، گھریلو زندگی بھی اور باہر کی زندگی بھی۔

بہت دھیان سے یہ خوش نصیبی سمجھو! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باہر کی زندگی تو ظاہر تھی، اس زندگی کو سیکھنے اور دیکھنے والے ہزاروں صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں؛ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو گھریلو زندگی تھی اس کو دیکھنے والی یہ صرف امہات المؤمنین ہیں، ان امہات المومنین کا بہت بڑا احسان ہے کہ انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گھریلو زندگی سیکھی اور قیامت تک آنے والی امت کو پہنچائی۔

اللہ تعالیٰ ان امہات المومنین کی پاکیزہ زندگی سیکھ کر اس کو اپنی زندگی میں اتارنے کی اور اس کی اشاعت کی ہم سب کو توفیق وسعادت عطا فرماوے، آمین۔

چوتھی خوبی: ہر عمل پر ڈبل ثواب

ایک بڑی خوبی ان کی یہ ہے کہ: ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر نیک کام پر ڈبل ثواب کا وعدہ کیا گیا ہے کہ جو بھی نیک کام یہ ازواجِ مطہرات کریں گی تو اس پر اللہ تعالیٰ ان کو ڈبل ثواب عطا کریں گے، اور اگر خدانخواستہ ان سے کوئی کمی، کوتاہی ہوگئیں تو اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ڈبل سزا کا بھی حکم آیا ہے۔

قرآن میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝۳۰ وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ

وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ﴿۳۱﴾

ترجمہ: اے نبی کی عورتو! جو تم میں سے کھلی بے حیائی کا کام کریں (مراد ہر وہ کام ہے جس سے حضور ﷺ کو تکلیف ہو، نبی ﷺ کے گھرانے کی عورتوں سے زنا کا صدور ہو ہی نہیں سکتا) تو ایسی عورت کی سزا بڑھا کر دوگنا عذاب کر دیا جائے گا اور ایسا کرنا تو اللہ تعالیٰ کے لیے بہت آسان ہے ﴿۳۰﴾ اور جو عورت تم میں سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتی ہے اور نیک عمل کرتی ہے تو ہم اس کو اس کا ثواب دوگنا دیں گے اور ہم نے اس کے لیے عزت کی روزی تیار کر رکھی ہے ﴿۳۱﴾

دینی بہنو! ان تمام ازواجِ مطہرات کی ایک بہت بڑی خوبی یہ تھی کہ: انھوں نے غریبی کے ساتھ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں رہنا پسند کیا، ان کو اختیار دیا گیا تھا کہ اگر تم کو مال چاہیے تو حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم کو مال دے کر طلاق دے دیں گے؛ لیکن انھوں نے غریبی کے ساتھ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں رہنا پسند کیا، یہ ان تمام ازواجِ مطہرات کی بہت بڑی قربانی کی بات ہے۔

امہات المؤمنین کا فقر وفاقہ

ترمذی شریف میں ایک بہت لمبا واقعہ ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ: ایک مرتبہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک آدمی آئے، ان کو بھوک لگی ہوئی تھی، بھوک کی وجہ سے وہ پریشان تھے، حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ایک بیوی کے گھر کہلوایا کہ: کوئی کھانے کی چیز ہو تو بھیج دو۔

گھر میں سے جواب آیا کہ: آج ہمارے گھر میں پانی کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں ہے۔

پھر دوسری بیوی کے گھر کہلوایا، وہاں سے بھی یہی جواب آیا کہ صرف پانی ہے اور کوئی چیز نہیں ہے؛ یہاں تک کہ وہ قاصد تمام ازواجِ مطہرات کے پاس گیا، سب نے یہی جواب دیا کہ: کچھ نہیں ہے۔

دینی بہنو! اندازہ لگاؤ کہ ان تمام بیویوں نے کتنی بڑی قربانی دی، کچھ کھانا پینا نہیں ملتا، پھر بھی وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ زندگی گزار رہی ہیں؛ حالاں کہ ان میں سے بعض تو بادشاہوں کی بیٹیاں تھیں، جیسے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا خیبر کے بادشاہ ''حیی بن اخطب'' کی لڑکی تھی، ایسے مال دار گھر کی لڑکیاں جب نبی کے نکاح میں آئیں تو انھوں نے غریبی اور فقیری کے ساتھ زندگی گزارنے کو قبول کیا۔

امہات المؤمنین عام عورتوں کی طرح نہیں

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان سے کہا گیا:

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ .

ترجمہ: اے نبی کی عورتو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو۔

یعنی تمھارا درجہ اور مقام بالکل الگ ہے، اللہ تعالیٰ نے تم کو خاص خاص خوبیاں عطا فرمائی ہیں؛ اس لیے تم کو تو شریعت کے احکام پر زیادہ عمل کرنا ہے اور آنے والی امت کے لیے تم کو نمونہ بننا ہے، اگر تم زیادہ عمل کروگی تو تم کو دیکھ کر قیامت تک آنے والی امت کی عورتیں شریعت پر مضبوط اور پکا عمل کریں گی۔

ایک عورت کی دین داری کا اثر پورے خاندان پر

اس سے ہمیں ایک بات سیکھنے کو ملتی ہے کہ اگر کوئی عورت دین دار بن جائے اور دین پر عمل کرنے والی بن جائے تو پورے ایک خاندان کے لیے نمونہ بن جاتی ہے۔

بہت سے بچوں کو دیکھ کر ہم کہہ دیتے ہیں کہ: تو فلانی عورت کا بیٹا ہے، تیرے نانا، نانی فلاں ہوں گے، بچوں کی تعلیم وتربیت دیکھ کر ماں اور نانی کا اندازہ ہو جاتا ہے۔

دینی بہنو! اللہ تعالیٰ نے حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک بیویوں کو قیامت تک آنے والی امّت کے لیے ایک نمونہ بنایا تھا؛ اس لیے ان کو شریعت پر عمل کرنے کی زیادہ تاکید فرمائی گئی۔

شریعت پر عمل کرنے کی برکت

اور یہ ایک عجیب بات ہے کہ جو بھی شریعت پر عمل کرے، دین پر عمل کرے تو اللہ تعالیٰ دین پر عمل کرنے کی برکت سے گناہ، گندگی، برائی اور برے اخلاق سے پاک رکھتے ہیں۔

آج جو ہمارے اندر بداخلاقی، گناہ اور برائیاں آتی ہیں یہ شریعت پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے آتی ہیں، اگر شریعت پر عمل کریں، دین پر چلیں تو گناہوں سے اور برائیوں سے بچنا آسان ہو جاتا ہے، یہی بات اللہ تعالیٰ نے قرآن کی آیت میں آگے ارشاد فرمائی:

اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَیُطَہِّرَکُمۡ

تَطْهِيرًا ﴿۳۳﴾ (الاحزاب)

ترجمہ: اے نبی کے گھر والو! اللہ تعالیٰ تو یہ چاہتے ہیں کہ (ہر قسم کی) گندگی تم سے دور رکھیں اور تم کو پورا پاک صاف رکھیں۔

یعنی اگر تم قرآن پر عمل کروں گی، شریعت پر عمل کروں گی تو اس کا ایک فائدہ یہ ہوگا کہ:

شیطان کی شرارت سے اللہ تعالیٰ تمھاری حفاظت کریں گے۔

دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ: گناہ اور نافرمانی سے تمھاری حفاظت ہوگی۔

تیسرا فائدہ یہ ہوگا کہ: ہر برائی سے اللہ تعالیٰ تم کو حفاظت اور سلامتی میں رکھیں گے۔

اکثر امہات المؤمنین بیوہ تھیں

بہر حال! حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک بیویوں نے بڑی قربانیاں دیں اور یہ تمام کی تمام بیویاں بیوہ تھیں، پہلے ایک یا دو شادی ہو چکی تھی، شوہر نے طلاق دے دی یا شوہر کا انتقال ہو گیا، پھر بیوہ ہونے کے بعد حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکاح ہوا، صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وہ خوش نصیب عورت ہے جو کنواری تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں آئی۔

سب سے پہلی ام المؤمنین: حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا

سب سے پہلی حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شادی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے

ہوئی، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بہت مال دار عورت تھی، بہت بڑی تجارت اور کاروبار کرنے والی عورت تھی، ان کا تعلق قریش کے خاندان سے تھا؛ گویا حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاندان اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا خاندان ایک تھا۔

اپنے خاندان میں شادی کرنا اچھی چیز ہے

اس سے یہ بات سیکھنے کو ملی اپنے خاندان میں شادی کرنا اچھی چیز ہے، کوئی بری چیز نہیں ہے اور اس کی وجہ سے کوئی بیماری اور تکلیف بھی نہیں آتی ہے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا خاندان اور والدین

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا قریش خاندان کی تھی اور حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی قریش سے تھے اور اللہ تعالیٰ نے اس قریش خاندان کو پورے عرب میں سب پر عزت والا بنایا تھا اور ان کے نام پر قرآن میں ایک سورت ''لا یلاف قریش'' بھی اتاری۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ابا کا نام ''خویلد'' تھا اور ماں کا نام ''فاطمہ'' تھا۔

ایمان لانے میں عورتوں کا نمبر پہلا ہے

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے پہلی بیوی ہیں اور عجیب بات کہ: حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب اللہ تعالیٰ نے نبی بنایا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سب سے پہلے ایمان لانے والی یہی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا تھیں۔

سن لو دینی بہنو! ایمان لانے میں عورتوں کا نمبر پہلا ہے، مردوں کا نمبر دوسرا ہے۔

ایک فطری قانون

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اٹھائیس سال جاہلیت میں زندگی گزاری؛ لیکن اس کے باوجود یہ ایسی خوش نصیب عورت ہیں کہ اس نے کبھی کوئی غلط کام نہیں کیا۔

دینی بہنو! حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں ایک آیت نازل ہوئی تھی:

اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ. (النور)

ترجمہ: گندی عورتیں گندے مردوں کے لیے مناسب ہیں اور گندے مرد گندی عورتوں کے لیے مناسب ہیں اور پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لیے مناسب ہیں اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لیے مناسب ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ایک عجیب فطری قانون بیان کیا کہ:

جو گندے مرد ہوتے ہیں، جن کا کیریکٹر برا ہوتا ہے وہ گندی عورت کی طرف دھیان دیتے ہیں اور جو عورتیں گندی ہوتی ہیں، جن کا کیریکٹر والی برا ہوتا ہے وہ گندے مرد کی طرف جاتی ہیں۔

اور جو پاک ہوتے ہیں، نیک ہوتے ہیں، جن کا کیریکٹر صاف ستھرا ہوتا ہے ایسے مرد کا دھیان اپنے جیسی نیک، پاک اور اچھی لڑکی کی طرف ہوتا ہے اور جو لڑکی نیک ہوتی ہے وہ نیک اور اچھے لڑکے کی طرف مائل ہوتی ہے۔

یہ ایک طبعی اور فطری قانون اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بیان فرما دیا۔

طاہرہ لقب

میری دینی بہنو! حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا جاہلیت کے زمانے میں بھی بڑی پاکیزہ، نیک اور پارسا عورت تھیں، بت پرستی اور جاہلیت کے رسم و رواج سے بچی ہوئی تھیں، اسی وجہ سے لوگ ان کو ''طاہرہ'' کہتے تھے، ظاہر بات ہے کہ نکاح کے لیے ان کا دھیان اس دنیا کے سب سے بڑے پاک باز اور نیک اور سب سے زیادہ مقدس شخص کی طرف ہی جائے گا؛ یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف۔

آپ کو بڑا تعجب ہوگا کہ: حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر نکاح کے وقت پچیس سال کی تھی اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر چالیس سال کی ہو چکی تھی، اور دو جگہ سے بیوہ بھی ہو گئی تھیں۔

اس سے بھی زیادہ تعجب کی بات یہ تھی کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ایک مال دار گھرانے کی عورت تھی اور دنیا میں آج بھی لوگ مال اور دولت کی لالچ میں مال دار کی لڑکیوں سے شادی کرتے ہیں؛ حالاں کہ مال و دولت کی لالچ میں نکاح نہیں کرنا چاہیے، یاد رکھنا! جو بھی مال و دولت کی لالچ میں شادی کرتے ہیں تو ان کے گھر میں آنے والے دنوں میں فقیری اور محتاجی آتی ہے۔

دین داری دیکھ کر نکاح کرنا چاہیے

اس لیے بیٹیو! میں آپ سے بھی کہوں گا کہ: مال و دولت دیکھ کر کسی سے شادی مت کرنا؛ بلکہ دین داری دیکھ کر کرنا، اگر تم دین داری دیکھ کر نکاح کرو گی تو اللہ تعالیٰ

تمھارے نکاح میں خیر وبرکت عطا کریں گے اور شادی کی حقیقی خوشیاں بھی عطا کریں گے۔

حدیثِ پاک میں اللہ کے سچے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا وعدہ کیا ہے:

تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِأَرْبَعٍ : لِمَالِهَا وَ لِحَسَبِهَا وَ لِجَمَالِهَا وَ لِدِيْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ ، تَرِبَتْ يَدَاكَ . (رواه البخاري عن ابي هريرة رضي الله عنه)

ترجمہ: حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: عورت سے نکاح کیا جاتا ہے اس کے مال کی وجہ سے اور اس کے خاندان کی وجہ سے اور اس کی خوب صورتی کی وجہ سے اور اس کی دین داری کی وجہ سے، تم دین دار سے نکاح کرو تو تم کامیاب ہو جاؤ گے۔

مکہ کے سرداروں کے نکاح کے پیغام کو قبول نہیں کیا

بہر حال! حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ایک مال دار اور بڑی تجارت کرنے والی عورت تھیں اور اس کے ساتھ ساتھ اونچے گھرانے؛ یعنی قریش سے تعلق رکھتی تھیں، اور اللہ تعالیٰ نے ان کو جمال اور خوب صورتی بھی عطا فرمائی تھی، ظاہر بات ہے کہ جب ایک عورت میں اتنی ساری خوبیاں جمع ہو جائیں تو سب لوگ چاہیں گے کہ میرا نکاح ایسی عورت سے ہو جائے؛ چنانچہ مکہ کے بڑے بڑے لوگوں نے شادی کے لیے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو پیغام دیا؛ لیکن حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کسی کا پیغام قبول نہیں کیا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ہوشیاری اور سمجھ داری دیکھو!

اللہ تعالیٰ ایسی ہوشیاری اور سمجھ داری ہماری نو جوان بہنوں اور بیٹیوں کو بھی عطا فرمائے، آمین۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کسی کا پیغام اس لیے قبول نہیں کیا؛ کیوں کہ ان کی نظر ایک ایسے یتیم پر تھی جس کو اس کے والد اس کے پیدا ہونے سے پہلے ہی چھوڑ کر اس دنیا سے چلے گئے تھے، ایسے درِ یتیم پر جس کے اندر دنیا کی ساری اچھائیاں اور خوبیاں پائیں جاتی تھیں۔

مکہ والے تجارت کرتے تھے

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا تجارت میں لوگوں کے ساتھ شرکت(Patner Ship) کرتی تھیں؛ یعنی اپنا مال، سامان دوسروں کو بیچنے کے لیے دیتی تھیں اور جو نفع حاصل ہوتا تھا اس کو آدھا آدھا بانٹ لیتی تھیں، اس زمانے میں مکہ والے تجارت کرنے کے لیے ملکِ شام اور ملکِ یمن جاتے تھے، قرآن میں سورۂ قریش میں اس کا تذکرہ ہے:

لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ ۝۱ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّیْفِ ۝۲

ترجمہ: چوں کہ قریش کے لوگ مانوس ہیں، ﴿۱﴾ وہ سردی اور گرمی میں (یمن اور شام کا) سفر کرنے سے مانوس ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تجارت کے لیے ملکِ شام کا سفر

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی تجارت کی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امانت داری اور سچائی کا پورے مکہ میں چرچا تھا، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امانت داری اور سچائی کی خبر سنی تو انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہلا بھیجا کہ: اگر آپ ہماری تجارت کا مال

ملکِ شام لے جائیں تو ہم اپنا ایک غلام آپ کی خدمت کے لیے آپ کے ساتھ کر دیں اور دوسرے لوگوں کو نفع میں سے جو حصہ دیا جاتا ہے اس سے زیادہ آپ کو دیں گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سفر کے لیے تیار ہو گئے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے غلام میسرہ کے ساتھ ملکِ شام گئے، وہاں اس مال کو بیچا تو بہت نفع ہوا اور وہاں سے دوسرا مال خرید کر لائے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو سونپا اور پائی پائی کا حساب دیا، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اس کو مکہ میں بیچا تو ڈبل نفع ملا۔

راستے میں میسرہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق اور انوار و برکات دیکھے تو آپ کا عاشق ہو گیا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی امانت داری، سچائی اور معاملات کی صفائی کو دیکھا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت زیادہ متاثر ہوئی۔

ایک راہب (عیسائی بزرگ) کی گواہی

ایک اور عجیب بات! جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شام جارہے تھے تو راستے میں ایک جگہ بُصریٰ رُکے، وہاں ایک بہت بڑے راہب نے آپ کو دیکھا، اس کا نام ''نسطورا'' تھا، تورات و انجیل میں آخری زمانے کے نبی کی جو نشانیاں بیان کی گئی ہیں ان کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دیکھ کر پہچان گیا، راہب میسرہ کو جانتا تھا، اس سے پوچھا کہ: تیرے ساتھ یہ کون ہیں؟

میسرہ نے کہا کہ: مکۂ معظّمہ کے رہنے والے قریش خاندان کے ایک شریف نوجوان ہیں۔

نسطورا نے کہا کہ: یہ نبی ہوں گے۔ (از سیرتِ خاتم الانبیاء)

راستے میں فرشتوں کا سایہ کرنا

میسرہ یہ بھی کہتے ہیں کہ جب دوپہر کے وقت سخت گرمی ہوتی تو دو فرشتے اترتے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دھوپ سے سایہ کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اونٹ پر برابر چلتے رہتے تھے؛ یعنی سایہ کی وجہ سے اونٹ سے اترنے کی ضرورت نہیں ہوتی تھی۔ (از سیرتِ سید البشر)

جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر سے واپس ہوئے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے گھر جانے لگے تو دوپہر کا وقت تھا، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنے گھر کے اوپر والے منزلے پر تھی، انھوں نے بھی دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دو فرشتے سایہ کیے ہوئے ہیں۔

میسرہ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو یہ سب باتیں بتلادیں، اس سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو اندازہ ہوگیا کہ آپ کی شان بہت اونچی ہونے والی ہے۔

بہرحال! حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے مال داروں کی طرف سے جو شادی کے پیغامات آئے تھے ان کو رد کردیا؛ اس لیے کہ ان کی نظر سچائی، اخلاق اور معاملات کی صفائی پر تھی۔

میری دینی بہنو! اپنی بیٹیوں کے لیے رشتہ تلاش کرو تو ایسے لڑکا دیکھو جو سچا ہو، امانت دار ہو، معاملات میں صاف ستھرا ہو، اخلاق کا اچھا ہو، نیک ہو، نمازی ہو، اگر ایسے لڑکے سے آپ کی لڑکی کا نکاح ہوگا تو وہ پوری زندگی آپ کی لڑکی کو سکون اور چین سے رکھے گا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے نکاح کا پیغام

اب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو شادی کا پیغام دینا چاہتی تھیں؛ چونکہ خود ایک عورت اپنا پیغام دینے سے شرماتی ہے؛ اس لیے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ایک نفیسہ نام کی عورت کو اپنی طرف سے نکاح کا پیغام لے کر بھیجا۔

چنانچہ یہ عورت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ: کیا آپ کو شادی کرنی ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: میں کیسے شادی کروں؟ میرے پاس تو کچھ نہیں ہے۔

اس عورت نے کہا کہ: سب انتظام ہو جائے گا، بس! آپ تیار ہو جاؤ۔

بڑوں کے مشورے سے کام کرنا چاہیے

دینی بہنو! سمجھنے کی بات ہے کہ ابھی قرآن اترا نہیں تھا، ابھی اسلامی قانون نازل نہیں ہوا تھا؛ لیکن عبد اللہ کے یتیم اور آمنہ کے لال جو کل اللہ کے نبی بننے والے ہیں، ان کو سامنے سے اتنی مال دار، شریف اور طاہرہ عورت کی طرف سے سامنے سے شادی کی بات آئی؛ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فوراً ہاں نہیں کہا؛ بلکہ اپنے چچا ابو طالب کے پاس گئے اور کہا کہ: میرے لیے خدیجہ کی طرف سے شادی کا پیغام آیا ہے، آپ کی کیا رائے ہے؟

یہ ہے سیکھنے کا سبق!!!

میں اپنی جوان بہنوں اور بیٹیوں سے کہوں گا کہ: چاہے کسی شہزادے

(Prince) کی طرف سے بھی شادی کا پیغام آئے، تب بھی اپنے ماں باپ کے ساتھ مشورہ کرو، ان کی اجازت لو، ان کی دعائیں لو، اور پھر شادی کرو، تو پھر ان شاء اللہ! اللہ آپ کی شادی میں خیر و برکت عطا کریں گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چچا ابو طالب سے مشورہ کیا۔ چچا نے جواب دیا کہ: ٹھیک ہے بیٹا! پیغام قبول کرلو؛ چنانچہ نکاح کی تاریخ طے ہوگئی، اور نکاح کے دن سب جمع ہوگئے، حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے چچا ابو طالب اور دوسرے چچا، تمام شہیدوں کے سردار حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ آئے، چچا ابو طالب نے نکاح کا خطبہ پڑھا، پانچ سو درہم مہر ادا کی گئی۔

چچا ابو طالب کا خطبۂ نکاح

نکاح کا خطبہ یہ ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَنَا مِنْ ذُرِّيَةِ اِبْرَاهِيْمَ وَ زَرْعِ اِسْمَاعِيْلَ وَ ضِئْضِئِي مَعَدّ وَ عُنْصُرِ مُضَرَ وَ جَعَلَنَا حَضَنَةَ بَيْتِهِ وَ سُوَّاسَ حَرَمِهِ ، جَعَلَ لَنَا بَيْتًا مَّحْجُوْبًا وَ حَرَمًا اٰمِنًا وَ جَعَلَنَا الْحُكَّامَ عَلَى النَّاسِ.

ثُمَّ إِنَّ ابْنَ اَخِيْ هٰذَا مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ لَايُوْزَنُ بِرَجُلٍ اِلَّا رَجَحَ بِهِ فَإِنْ كَانَ فِيْ الْمَالِ قُلًّا فَإِنَّ الْمَالَ ظِلٌّ زَائِلٌ وَ اَمْرٌ حَائِلٌ .

وَمُحَمَّدٌ مَنْ قَدْ عَرَفْتُمْ قَرَابَتَهُ وَ قَدْ خَطَبَ خَدِيْجَةَ بِنْتِ خُوَيْلِدٍ وَ بَذَلَ لَهَا مِنَ الصَّدَاقِ مَا اٰجِلُهُ وَ عَاجِلُهُ مِنْ مَالِيْ كَذَا وَ

هُوَ وَاللّٰهِ! بَعْدَ هٰذَا لَهُ نَبَأٌ عَظِيْمٌ وَ خَطَرٌ جَلِيْلٌ فَزُوِّجَهَا.

ترجمہ: سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے ہم کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذریت اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں پیدا کیا اور ہمارے خاندان کو معد اور مضر کے قبیلے سے جوڑا اور اپنے گھر کعبہ کی حفاظت کرنے والا اور اپنے حرم کا متولی قرار دیا اور ہمارے لیے بیت اللہ کو مستحقِ حج اور حرم کو امن دینے والا بنایا اور ہم کو تمام لوگوں پر حاکم اور امیر بنایا۔

یہ میرے بھائی عبداللہ کے لڑکا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں جو اگرچہ مال میں کم ہیں؛ لیکن شریفانہ اخلاق اور کمالات کی وجہ سے جس شخص کو آپ کے مقابلے میں رکھا جائے آپ اس سے زیادہ اونچے مرتبہ والے نکلیں گے؛ کیوں کہ مال ایک ختم ہونے والا سایہ اور ٹوٹنے والی چیز ہے اور یہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جن کی رشتے داری کو تم سب جانتے ہو خدیجہ بنت خویلد سے نکاح کرنا چاہتے ہیں اور ان کا سب مہر نقد اور ادھار میرے مال سے ہے اور خدا کی قسم! اس کے بعد ان کی بڑی عزت اور عظمت ہونے والی ہے۔ پس خدیجہ سے آپ کا نکاح کر دیا گیا۔ (از سیرتِ سید البشر و سیرتِ خاتم الانبیاء)

حق بات چھپائے چھپتی نہیں

دینی بہنو! سوچو! چچا ابو طالب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں یہ الفاظ اس وقت کہہ رہے ہیں جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پچیس سال کے ہیں اور ابھی ظاہری طور سے آپ کو نبی بھی نہیں بنایا گیا ہے اور اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ ابو طالب اپنے اسی پرانے مذہب کفر و شرک پر قائم ہیں جس کو مٹانے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا میں

تشریف لائے تھے؛لیکن سچ یہ ہے کہ حق بات چھپائی نہیں جاسکتی۔

اس نکاح میں بنو ہاشم کے لوگ اور قبیلۂ مضر کے سردار سب لوگ شریک ہوئے تھے۔

بڑوں کی موجودگی میں نکاح کرنے سے برکت ہوتی ہے

چونکہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے والد کا انتقال ہو چکا تھا؛اس لیے ان کے خاندان میں سے ان کے چچا عمر، اور چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل آئے،اور نکاح میں حضرت ورقہ بن نوفل نے تو باقاعدہ تقریر بھی کی،اس سے معلوم ہوا کہ: بڑوں کی حاضری میں سیدھے سادے طریقے سے نکاح کیا جائے تو اس میں اللہ تعالیٰ خیر اور برکت عطا فرماتے ہیں۔

نکاح کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر

یہ بھی ایک عجیب بات تھی کہ: حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے درمیان میں پندرہ سال کا فرق تھا؛یعنی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پندرہ سال بڑی تھیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان سے پندرہ سال چھوٹے تھے،نکاح کے وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر مشہور قول کے مطابق چالیس سال تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عمر پچیس سال کی تھی۔

نوٹ:اس وقت عمر شریف کے بارے میں مختلف اقوال ہیں:

۲۱،۲۹،۳۰،۳۷۔(از حاشیہ سیرتِ خاتم الانبیاء بہ حوالہ سیرتِ مغلطائی)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے درمیان محبت

لیکن دونوں میں محبت ایسی تھی کہ جب تک حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا زندہ رہی، حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی دوسری عورت سے نکاح نہیں کیا۔اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اتنی ہی محبت تھی، اور اتنی مال دار اور اونچے گھرانے کی اور عمر میں بڑی ہونے کے باوجود جس دن نکاح ہوا اس دن سے حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایسی خدمت کی کہ کتابوں میں لکھا ہے کہ:

ایک باندی اور کام والی عورت کی طرح حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کی۔

آپ کو بھی نصیحت کرتا ہوں کہ:

آپ کتنی بھی مال دار گھر کی بیٹی کیوں نہ ہوں؛ لیکن جب سسرال جاؤ تو اپنے شوہر کی پوری خدمت کرنا، اللہ تعالیٰ اس پر آپ کو ثواب دیں گے، وہاں یہ مت سوچنا کہ: میں مال دار کی بیٹی ہوں، پورے شہر کے سب سے بڑے مال دار کی لڑکی ہوں، یہ مت سوچنا؛ بلکہ اپنے لیے ثواب سمجھ کر اپنے شوہر کی خدمت کرنا، اللہ آپ کو اس پر دنیا و آخرت میں عزت دیں گے، ماں خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنی امت کی تمام بیٹیوں کو یہی سبق دیا ہے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کبھی غم اور دکھ نہیں پہنچایا؛ بلکہ اگر آپ کو کبھی کوئی غم ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دیتی تھی، اور اچھے مشورے دیتی تھی۔

نبوت اور پہلی وحی

. چنانچہ ایک مرتبہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک عجیب واقعہ پیش آیا، وہ یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول تھا کہ آپ غارِ حرا میں تھوڑا سا کھانا اور پانی لے کر چلے جاتے تھے اور کئی کئی دن تک وہیں قیام فرماتے تھے، اور اللہ کی یاد میں مشغول رہتے تھے، ایک دن آپ غار میں اللہ کی. یاد میں مشغول تھے کہ اچانک حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام کا جواب دے کر پوچھا کہ: آپ کون ہیں؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے جواب دیا کہ: میں اللہ کا فرشتہ ہوں اور آپ پر وحی لے کر آیا ہوں، پڑھیے!

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: میں پڑھنا نہیں جانتا ہوں۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ کو اپنے سینے سے لگا کر دبایا اور کہا کہ: پڑھیے!

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر وہی جواب دیا کہ: میں پڑھنا نہیں جانتا ہوں۔

حضرت جبریل علیہ السلام نے پھر سے آپ کو اپنے سینے سے لگا کر دبایا اور کہا کہ: پڑھیے!

اس طرح تیسری مرتبہ دبانے کے بعد کہا کہ:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۝١ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝٢ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝٣ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝٤ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝٥

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں)

جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

(اے نبی!) اپنے رب کا نام لے کر (قرآن) پڑھو، جس نے (سب کچھ) پیدا کیا ﴿۱﴾ جس (رب) نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا ﴿۲﴾ (اے نبی!) تم پڑھو اور تمھارے رب سب سے زیادہ کرم والے ہیں ﴿۳﴾ جس نے قلم کے ذریعہ تعلیم دی ﴿۴﴾ اس (رب) نے انسان کو وہ باتیں سکھائیں جن کو وہ جانتا نہیں تھا ﴿۵﴾

مجھے چادر اڑھا دو، مجھے چادر اڑھا دو

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں سے گھبرا کر گھر تشریف لائے، اور آپ کو اتنا تیز بخار آ گیا کہ پورا بدن کانپنے لگا، اور آپ پر اتنی زیادہ گھبراہٹ تھی کہ: آپ کو ایسا محسوس ہونے لگا کہ اب میں ختم ہو جاؤں گا، میری جان چلی جائے گی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ: مجھے چادر اڑھا دو! مجھے چادر اڑھا دو!

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو چادر اڑھا دی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو پورا واقعہ سنایا اور فرمایا کہ: مجھے اپنی جان کا خوف ہے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دینے کے لیے تاریخی الفاظ

ایسے وقت پر ماں خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کتنے اچھے طریقے سے تسلی دی، بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ ماں خدیجہ رضی اللہ عنہا نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا:

كَلَّا! أَبْشِرْ، فَوَاللهِ! لَا يُخْزِيْكَ اللهُ أَبَدًا ، إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ ،

وَتَصْدُقُ الْحَدِيْثَ ، وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَقْرِيْ الضَّيْفَ وَتُعِيْنُ عَلىٰ نَوَائِبِ الْحَقِّ.(البخاري)

ترجمہ: ہرگز نہیں! آپ کے لیے تو خوش خبری ہے، آپ بالکل مت گھبراؤ! اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی بھی رسوا نہیں کریں گے، آپ تو صلہ رحمی کرتے ہیں، سچ بولتے ہیں، بے سہارا لوگوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، غریبوں کو اپنی کمائی سے دیتے ہیں (کمزوروں کی خدمت کرتے ہیں)، مہمان نوازی کرتے ہیں اور مصیبت میں پھنسے ہوئے لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیسی عجیب ہمت دلائی!!

ورقہ بن نوفل

پھر اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئی۔

نوٹ: ورقہ بن نوفل حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچا کے لڑکے تھے، زمانۂ جاہلیت میں بت پرستی چھوڑ کر عیسائی بن گئے تھے، تورات اور انجیل کے ماہر اور عبرانی زبان میں اس کو لکھتے تھے۔

ورقہ بن نوفل کو پورا واقعہ سنایا، انھوں نے بھی تسلی دی اور کہا کہ: بھتیجے! گھبراؤ مت! وہ تمھارے پاس جو آئے تھے وہ اللہ کے فرشتہ حضرت جبریل علیہ السلام تھے، اور اللہ تعالیٰ تم کو نبی بنانا چاہتے ہیں۔

بہر حال! عورت ایسی ہو کہ: شوہر الجھن میں ہو، پریشان ہو تو اس کو سہارا دے، اس کی مدد کرے، اس کو تسلی دے، یہ نہیں کہ اس کو پریشان کر کے اور زیادہ الجھن

میں ڈال دے۔

یہ ماں خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کو سبق دے رہی ہے۔

شعبِ ابی طالب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ

آگے ایک عجیب بات سنو! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت ملنے کے ساتویں سال محرم کے مہینے میں مکہ والوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور پورے بنی ہاشم کے خاندان کا بائیکاٹ کردیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے خاندان والوں کے ساتھ ایک پہاڑ کی گھاٹی۔جس کا نام ''شعبِ ابی طالب'' ہے۔اس میں چلے گئے، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بنی ہاشم کے خاندان سے نہیں تھیں، ان کے ساتھ بائیکاٹ نہیں کیا تھا؛ لیکن وہ بھی حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شعب ابی طالب میں چلی گئیں، اور پورا بائیکاٹ کا زمانہ تقریباً تین سال ماں خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تکلیفوں میں گزارا۔

بائیکاٹ کے زمانے میں کھانے کا کچھ بھی نہیں ملتا تھا، پتے چبانے پڑتے تھے، تو ماں خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بھی پتے چبا کر وہاں بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ دیا، غرض یہ کہ سکھ دکھ سب میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر کا ساتھ دیا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا مال دار عورت تھی، ان کو پتے چبانے کی ضرورت نہیں تھی؛ لیکن اپنے شوہر کی خاطر شعب ابی طالب میں رہی، اور ان کے غم میں شریک رہی اور اپنے شوہر کے ساتھ تمام قسم کی تکلیفیں اٹھائیں۔

دینی بہنو! یہ دنیا ہے، یہاں کبھی خوشی ہوتی ہے اور کبھی غم، کبھی مال داری ہوتی ہے تو کبھی غریبی، غرض کچھ بھی ہو؛ لیکن شوہر کا ساتھ کسی بھی حال میں مت چھوڑو۔

اللہ کی طرف سے سلام اور جنت میں موتی کے محل کی خوش خبری

یہ وہ خوش نصیب خاتون ہے کہ: اللہ کی طرف سے ان پر سلام آتا تھا۔

ایک مرتبہ حضرت جبریل امین علیہ السلام آئے اور حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ: خدیجہ آپ کے لیے کھانا لے کر آرہی ہے، جب آپ کے لیے آپ کی بیوی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کھانا لے کے آئے تو ان کو اللہ کا سلام پہنچا دینا! ساتھ میں حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ: میرا سلام بھی خدیجہ کو کہہ دینا!

کیسی خوش نصیب عورت ہوگی کہ: اللہ تعالیٰ حضرت جبریل علیہ السلام کے ذریعے سلام بھیج رہے ہیں، اور جبریل علیہ السلام خود بھی سلام پیش کر رہے ہیں۔

پھر اس کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ: خدیجہ کو جنت میں موتی سے بنے ہوئے ایک محل کی خوش خبری دے دینا!

جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کھانا لے کے آئی تو حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اللہ اور جبریل علیہ السلام کا سلام پہنچایا، اور جنت کے محل کی خوش خبری دی۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنا سب مال قربان کر دیا

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ایک عجیب خوبی یہ تھی کہ: انھوں نے اپنا سارا مال حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے قربان کر دیا اور اپنے خزانوں کی تجوریاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کھول دی؛ چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو غریب اور یتیم تھے؛ لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو

یہ توفیق دی کہ انھوں نے اپنا سارا مال حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دینی محنت کے لیے لٹادیا، چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن میں ارشاد فرماتے ہیں:

اَلَمۡ یَجِدۡكَ یَتِیۡمًا فَاٰوٰی ۝۶ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰی ۝۷ وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغۡنٰی ۝۸ (الضحیٰ)

ترجمہ: کیا اس نے تم کو یتیم نہیں پایا تھا؟ پھر (تم کو) ٹھکانہ دیا ﴿۶﴾ اور تم کو (شریعت کے راستے سے) ناواقف پایا تو (تم کو) شریعت کا راستہ دکھادیا ﴿۷﴾ اور تم کو نادار پایا تو غنی کردیا ﴿۸﴾

اس آیت کی ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ: خدیجہ جیسی بیوی کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے آپ کو مالدار بنادیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر رشک

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسری بیویوں سے شادیاں کیں اور ان سب بیویوں میں ماں عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت محبت تھی؛ لیکن اس کے باوجود ماں عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: میرے دل میں کبھی کسی کے بارے میں کوئی بات نہیں آئی؛ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بات چھیڑتے تھے تو ایسے بات کرتے تھے کہ ماں عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ: میرے دل کے اندر بھی آتا تھا کہ ہائے ہائے! حضور خدیجہ رضی اللہ عنہا کی اتنی تعریف کرتے ہیں اور کبھی کبھی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوں کہہ دیتے تھے کہ:

کانها هی هی

یعنی خدیجہ کی تعریف کرنے کے لیے میرے پاس کوئی الفاظ نہیں ہے، میری خدیجہ تو خدیجہ تھی۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو ہدیہ بھیجنا

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کیسی محبت ہوگی اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ: حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوگیا؛ لیکن ان کی سہیلیوں کے لیے بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہدیہ بھیجتے تھے۔

اسی لیے کتابوں میں یہ ادب لکھا ہے کہ: ماں باپ کے انتقال کے بعد ماں کی سہیلیوں اور باپ کے دوستوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا چاہیے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات اور قبر

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہجرت سے تین سال پہلے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی بنائے جانے کے دس سال بعد ہوا، انتقال کے وقت ان کی عمر پینسٹھ (۶۵) سال کی تھی، دفن کرنے کے لیے قبر میں خود حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اترے، اور اپنے مبارک ہاتھوں سے اپنی بیوی کو دفن کیا۔

مکہ مکرمہ میں حجون کے علاقے میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی قبر موجود ہے، یہ علاقہ جب ہم مروہ پہاڑ سے باہر نکل کر تھوڑا آگے چلتے ہیں تو ایک پُل (برج) آتا ہے، پھر اس پُل سے تھوڑا آگے چلتے ہیں تو وہاں ایک کمپاؤنڈ آتا ہے، اس کمپاؤنڈ میں بہت سی قبریں ہیں، وہیں پر ماں خدیجہ رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک ہے۔

اللہ تعالیٰ ماں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے درجات کو جنت الفردوس میں بلند فرماوے، انھوں نے حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے جو قربانیاں دی ہیں اللہ تعالیٰ ان قربانیوں کا بہترین بدلہ جنت الفردوس میں عطا فرماوے، آمین۔

آج تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاندان حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہی چلا ہے

آپ کی جان کاری کے لیے بتلادوں کہ: آج تک جو سید خاندان چلا آرہا ہے وہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہی کی اولاد ہیں؛ اس لیے کہ آپ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تقریباً دس عورتوں سے شادی کی؛ لیکن کسی بھی بیوی سے اولاد نہیں ہوئی، صرف حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا ـ جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باندی تھی، بیوی نہیں تھی۔ ان سے حضرت ابراہیمؓ پیدا ہوئے تھے؛ لیکن وہ بھی بچپن ہی میں انتقال کر گئے، مدینہ منورہ میں جنت البقیع میں ان کی قبر مبارک موجود ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو اولاد زندہ رہی اور جن سے آپ کی نسل اس دنیا میں چلی، وہ صرف آپ کی ایک صاحب زادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے چلی ہے؛ یعنی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پیٹ سے پیدا ہوئی ہیں۔

آج تک جو دنیا میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاندان ہے، سید لوگ ہیں، یہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی اولاد ہیں، یہ خوش نصیبی بھی تمام بیویوں میں صرف اور صرف حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی۔

اللہ تعالیٰ ان میں جو خوبیاں تھیں امت کی ماں بہنوں کو عطا فرمائیں، آمین۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ہوشیاری کا ایک عجیب واقعہ

آخر میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ایک واقعہ سنا دیتا ہوں جو امام ابن کثیرؒ کے حوالے سے مختلف کتابوں میں نقل کیا گیا ہے:

جب حضرت نبئ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے نبی بنایا تو ایک دن حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ درخواست کی کہ: آپ کے پاس حضرت جبریل علیہ السلام آئے تو مجھے اس کی ضرور خبر کرنا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بڑی ہوشیار اور ذہین عورت تھی کہنے لگی؛ چونکہ حضرت جبریل علیہ السلام اپنی اصلی شکل میں آئے تو نبی کے علاوہ ان کو کوئی دیکھ نہیں سکتا اور اگر انسانی شکل میں آئے تو کوئی پہچان نہیں سکتا کہ یہ فرشتہ ہے یا انسان؟

حضرت نبئ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ٹھیک ہے۔

جب حضرت جبریل علیہ السلام حضرت نبئ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے تو فوراً حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو خبر دے دی۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پوچھنے لگی کہ: کیا آپ کو اس وقت جبریل نظر آرہے ہیں؟

حضرت نبئ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں! مجھے جبریل نظر آرہے ہیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عجیب امتحان لیا، فرمانے لگی: اے اللہ کے نبی! آپ اٹھ کر میری داہنی جانب بیٹھ جایئے!

حضرت نبئ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی داہنی جانب آ کر بیٹھ گئے۔

پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: اب آپ کو جبریل نظر آ رہے ہیں؟

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں! مجھے نظر آ رہے ہیں۔

پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے نبی! آپ میری گود میں بیٹھ جایئے!

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی گود میں بیٹھ گئے۔

کتنی پاکیزہ اور محبت بھری میاں بیوی کی زندگی ہوگی!!

پھر پوچھا کہ: ابھی بھی آپ کو جبریل نظر آ رہے ہیں؟

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں! مجھے جبریل نظر آ رہے ہیں۔

اس کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے سر پر سے اپنی اوڑھنی ہٹا دی اور سر کھول دیا، پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا: کیا اب بھی آپ کو جبریل نظر آ رہے ہیں؟

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اب مجھے جبریل نظر نہیں آ رہے ہیں۔

یہ سن کر ماں خدیجہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمانے لگی: آپ یقین کرلو! یہ جو آپ کو نظر آ رہے ہیں وہ حقیقت میں فرشتے ہیں؛ کیوں کہ اگر وہ شیطان ہوتا تو میرا سر کھلا دیکھ کر غائب نہ ہوتا۔

یہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ذہانت اور ہوشیاری کی بات تھی۔

فائدہ: یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تازہ تازہ نبوت ملی تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایک خاص کیفیت طاری رہتی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطمینان دلانے کے لیے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے یہ طریقہ اپنایا تھا۔

عورت کے سر کھلا رکھنے کی وجہ سے رحمت کے فرشتے نہیں آتے

دینی بہنو! یہاں یہ بات سمجھنے جیسی ہے کہ: جب تک ماں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے سر پر دوپٹہ رہا، وہاں تک حضرت جبریل علیہ السلام نظر آتے رہے اور جیسے ہی دوپٹہ ہٹ گیا، حضرت جبریل علیہ السلام نظر آنا بند ہو گئے، اس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ: جس گھر میں عورتیں کھلے سر رہتی ہیں اس گھر میں فرشتے نہیں آتے ہیں۔؛ اس لیے میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ: گھر میں کام کاج کے وقت بھی سر کو ڈھانپ کر رکھو! اگر کام کاج کے وقت بڑی اوڑھنی اوڑھنے میں تکلیف ہوتی ہے تو سر پر چھوٹا اسکارف باندھ لو؛ تاکہ بال چھپ جائیں اور اس کی برکت سے گھروں میں رحمت کے فرشتے آتے جاتے رہیں۔

بیت الخلاء میں بھی سر ڈھانپنا چاہیے

خاص طور پر بیت الخلاء میں جاتے وقت بال ڈھانپ کر جانا چاہیے، اور ساتھ میں اندر جانے کی دعا بھی پڑھ لینی چاہیے:

اللھم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث.

اس لیے کہ وہاں شریر جنات اور شیاطین ہوتے ہیں اور وہ انسان کی شرمگاہ سے کھیلتے ہیں؛ لیکن ہم اپنے سر کو ڈھانپ کر اور دعا پڑھ کر اندر جائیں گے تو اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ ان شیاطین اور ہماری شرمگاہ کے درمیان میں پردہ کر دیں گے اور

وہ ہماری شرمگاہ کو نہیں دیکھ سکیں گے، جس کی بنا پر ہم ان کے شرارت اور بری نظر سے محفوظ ہو جائیں گے۔

بہرحال! ماں خدیجہ رضی اللہ عنہا نے تقریباً پچیس سال حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کی، اتنی لمبی مدت تک حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پوری پوری راحت پہنچائی، اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں ماں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے درجات کو بلند فرماوے، آمین۔

یہ جو امہات المومنین کا مبارک سلسلہ شروع ہوا ہے اللہ تعالیٰ اس کو عافیت کے ساتھ پورا فرماوے، اس کو ہم سب کے لیے صدقۂ جاریہ اور نجات کا ذریعہ بناوے۔

اللہ تعالیٰ ان تمام باتوں پر ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرماوے اور دوسروں تک پہنچانے کی توفیق عطا فرماوے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین